اس کتاب کے تمام حق حقوق ترجمہ بموجب ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۱۴ء کے رو سے محفوظ ہیں

سلسلہ تصوف نمبر ۱۲۲

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن اوّل و رکن دوم

از

تصنیف جناب خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقی معصوم ثانی رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین

رکن اوّل

در احوال خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی معہ احوال فرزندان و خلفائے آنجناب رضی اللہ عنہم

رکن دوم

در احوال قیوم ثانی عروۃ الوثقی معصوم ثانی معہ احوال فرزندان و خلفائے آنجناب رضی اللہ عنہم

جسے

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں ——— بازار کشمیری

لاہور نے

بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر

سیوک سٹیم پریس لاہور باہتمام گوکل چند پرنٹر کے چھپوایا

عرض حال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُ اللّٰہَ الْعَلِیَّ الْعَظِیْمَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذَوِی الْمَجْدِ وَالتَّعْظِیْمِ ؀

ہر قسم کی تعریف اور ہر صفت کی توصیف اس ذات متجمع الصفات کے لئے خاص ہے جسکی یافت حدِّ ادراک سے بالا و اعلےٰ ہے اور اس کی دریافت حقیقت حدِ قیاس سے مبرّہ و منزہ اسی کے ظلالِ اسما و صفات کا تمام عالم مظہر ہے۔ اور اُسی کے پرتوِ شیون اور تجلیات سے کل جہان منوّر۔ اُسی کے رشحاتِ جود سے سب نے خلعتِ وجود پایا۔ اور اسی کے لمعاتِ کرم سے حضرتِ انسان کو خطاب وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ آیا۔ اسی کی نوازشات سے خاصوں کو شرفِ خلافت و خلعت ملا۔ اُسی کی عنایت سے مقربوں کو رتبہ نیابت و قربت سرفراز ہوا۔ اسی کی تلاش و طلب میں عاشقوں کی جان و دل مثل سیماب بے قرار و بے تاب ہیں۔ اور سوز و گداز ہجر سے مشتاقوں کے سینہ و جگر بریان مانند ماہی بے آب۔ اُسی کی مرحمت ازلی نے ان دلدادگان کو مرہم تسلی و تسکین عطا فرمایا۔ اور سینہ فگاروں کو رشحہ قربِ و تمکین سے سرفراز کیا۔ اُسی کی بلند درگاہ کی جبہ سائی سے عبودیت نے شرف قبولیت پیشگاہ الوہیت پایا۔ اُسی کی محترم بارگاہ میں ناصیہ فرسائی سے مرتبہ کمال و خصوصیت ہاتھ آیا۔ اور درود و نامعدود اُس خواجۂ اکرام افتخارِ آدم صلے اللہ علیہ و آلہٖ و صحابہٖ وسلّم پر جن کی ذات قدسی آیات

تصوف کی بیش بہا اور بے نظیر کتابوں کا لاجواب سلسلہ

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے۔ اور اس کے ساتھ طریق
بھی بتایا گیا ہے۔ اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے طالب مولیٰ کے لئے
نعمت غیر مترقبہ ہے۔ قیمت ــــــــــــــــــ ۴ر

اردو ترجمہ ہشت شرائط حضرات خواجگان نقشبندیہ

یعنی بزرگان عالیہ نقشبندیہ کے ہشت شرائط قابل دید نسخہ ہے اور خوش قلم اعلےٰ درجے کا غذ پر طبع ہو گیا ہے
قیمت ــــــــــــــــــ ۲ر

اردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بے نظیر کتاب حضرت مولنا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلےٰ تصنیفات میں سے ہے حضرت موصوف
کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ اس میں اکثر اولیاء اور خاتونان با صفا کا جو اولیاء اللہ میں سے گذرے
ذکر ہے قابل دید ہے۔ قیمت ــــــــــــــــــ

اردو ترجمہ کتاب ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا برکت اور رحمت ہے خدا سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنیوالی
اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں آیا ہو طالبان مولیٰ کیلئے
ایک نعمت غیر مترقبہ ہے صوفیان صفا کیش اس کو حرز جان بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں قیمت ۱۲ ع

اردو ترجمہ کتاب مقاصد السالکین

حضرت ضیاء اللہ نقشبندی کی قابل قدر تصنیف ہے۔ مسائل شرعیہ کے ساتھ ساتھ تصوف کے باریک
باریک نکات بیان فرمائے ہیں۔ قیمت ــــــــــــــــــ ۲ع

منبعِ اسرارِ قدم معدنِ انوارِ اتم اور مظہرِ تجلّیٔ اعظم ہیں۔ اُن ہی کے ظہور سے جلوہ
بطون ہویدا و آشکار ہوا۔ اور جود وجود سے ہر ایک موجود پیدا و اظہار ہوا خلعتِ
لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ آپ ہی کے زیب بر ہوا۔ اور تاج وَمَا اَرْسَلْنَا
آپ ہی کے زیب سر کیا گیا۔ آپ ہی کی تصدیق پر معنیِ ایمان وابستہ ہیں۔ اور آپ
ہی کی اطاعت پر تکمیل ایمان پیوستہ۔ آپ ہی سے عالم امکان کا سرانجام ہے
اور ظہور قدم کا اہتمام۔ آپ ہی کے نقش قدم پر چلنے والوں کا تابعین و صحابہ تمام
اور سب غوث و اقطاب عالم آپ ہی کے تابعِ احکام آپ ہی کی راہ راہ قرب و یقین
ہے اور وہی ذریعہ حصول قرب و تمکین ہے ؎

نہ کیوں اُن کی طرف اللہ سو سو پیار سے دیکھے
جو آنکھیں اپنی ملتے ہیں نبی کے آستانے سے

کوئی فردوس ہو یا خلد ہو ہم کو غرض مطلب
لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے

تمہارے در کے ٹکڑوں پڑا پلتا ہے اک عالم
گزارہ سب کا ہوتا ہے اسی محتاج خانے سے

زمیں تھوڑی سی دیجے بہر مدفن اپنے کوچہ میں
لگا دیجے میرے آقا میری مٹی ٹھکانے سے

بلا لیجے درِ اقدس پہ اپنے اس گداگر کو
پھرے کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

بعد حمد و نعت کمترین عجز آگین ملک فضل الدین گکے زئی نقشبندی
مجددی تاجر کتب قومی کشمیری بازار لاہور، اربابِ شریعت و طریقت و اصحابِ حقیقت
و معرفت کی گرامی خدمات میں نہایت ادب کے ساتھ عرض پرداز ہے کہ اس ناچیز کو
علم تصوف کی کتابوں کے ترجمے اشاعت کرتے ہوئے یہ دسواں سال ہے۔ اس
عرصہ مدت میں ۱۲۵ سے زیادہ نایاب اور ضخیم کتب مثل ہر سہ دفتر مکتوبات شریف
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور نفحات الانس، تحفۃ القلوب وغیرہ
ضخیم کتب کے با محاورہ ترجمے پیشکش ناظرین با تمکین کیے۔ اور بافضال الٰہی و عنایات
لامتناہی سب مقبول انام بلکہ پسندیدہ ہر خاص و عام ہو گئے ✣

۱۹۱۳ء میں جب میں مکتوبات شریف کے ترجمے کو چھاپ کر فارغ ہوا۔ ت
ہر طرف سے شائقین کرام نے باصرار تمام یہ فرمائش کی کہ جہاں تک ہو سکے جلد کتاب
رَوْضَۃُ الْقَیُّوْمِیَّۃ کا ترجمہ شائع کرو۔ مجھ کو اس مبارک کتاب کے ترجمے کا خود بھی
بہت شوق تھا۔ مگر افسوس کہ کتاب روضۃ القیومیہ میرے پاس نہ تھی۔ اور نہ کوئی

نذر

نیاز مند نہایت ادب و دلی ارادت کے

ساتھ اس اُردو ترجمہ کتاب مستطاب روضۃ القیومیہ

کو اپنے مخدوم معظم حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین

محرم راز یزدانی و اقف اسرار ربانی فخر خاندان عالیہ نقشبندیہ

عاشق دربار مجددیہ مقبول بارگاہ رب الرحیم حضرت حاجی۔ حافظ

خواجہ۔ محمد عبد الکریم صاحب نقشبندی مجددی

سجادہ نشین راولپنڈی کی خدمت بابرکت میں بصد ادب پیش کرتا ہے

اُمید ہے کہ حضرت قبلہ حافظ جی صاحب اپنی ان مہربانیوں و عنایتوں

کے صدقہ میں جو وہ ہمیشہ مجھ ذرہ بمقدار کی حالت پر مبذول

فرماتے رہتے ہیں۔ اس ناچیز نذر کو قبول فرما کر مجھ گنہگار کو

ممنون و مشکور فرمائینگے۔ زیادہ حد آداب ❖

نیاز آگین پُر گناہ

ملک فضل الدین تاجر کتب قومی منزل نقشبندیہ

بازار کشمیری لاہور

۲۱۔ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ

ہجری

صاحب اس کے ہونے کی اطلاع دیتے تھے۔ اُدھر دن رات اس کے ترجمہ کی دھن لگی رہتی اور جا بجا کتاب تلاش کر رہا تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کی عنایت اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطنی توجہ اور قیوم اربع کی روحانی امداد سے میرے عزیز دوست منشی محمد برکت علی صاحب نے ہر چہار جلد روضۃ القیومیہ کا ایک قلمی نسخہ مجھے کہیں سے منگوا دیا۔ جس کے لئے میں ان کا کمال مشکور ہوں۔ مگر افسوس کہ مطالعہ کرنے پر معلوم ہوا کہ آدھی سے زیادہ کتاب کا مضمون اس میں نہیں۔ آخر کار میں وہ نسخہ لیکر اپنے قبلہ کرم فرما اور سچے محسن جناب حضرت پیر عبد الغفار شاہ صاحب قادری سلمہ اللہ ربہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (پیر صاحب موصوف اس سے پہلے بہت سی کتابوں کے ترجمہ کے محرک ہو چکے ہیں) اور عرض کی کتاب روضۃ القیومیہ تو ملگئی۔ مگر افسوس کہ نامکمل اور ناقص ملی ہے۔ حضرت پیر جی صاحب نے اُس کتاب کو غور سے پڑھا اور کئی مقام مطالعہ کرنے کے بعد مجھے فرمایا کہ عرصہ ۶ ماہ سے ایک قلمی کتاب مجھے کوئی اللہ کا بندہ دے گیا ہے۔ اس میں ایسی قسم کے مضامین ہیں۔ مگر میں پختہ طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ یہی کتاب ہے یا کوئی اور کتاب۔ آخر کار حضرت پیر صاحب نے الماری کھولکر ایک کتاب قلمی نکال میرے حوالے کی۔ مَیں نے جب اس کتاب کے آخیر صفحہ کو دیکھا تو وہاں یہ عبارت تحریر تھی۔

"باختتام رسید نسخہ متبرکہ معظمہ روضۃ القیومیہ در احوال حضرت قیوم اربعہ
من تصنیف افضل العلما حضرت خواجہ محمد احسان رضے اللہ تعالیٰ عنہ
بروز تاریخ پنجم ذی الحجہ در روز یکشنبہ در سنہ ۱۲۱۰ ہجری در بلدہ لکھنؤ
در مدرسہ احسانیہ بقلم حاجی اسرار خوقندی"

اس کے مطالعہ سے مجھ پر ایک عجیب ہی کیفیت طاری ہوئی۔ اور مَیں نے نہایت ذوق کے ساتھ جوش بھری آواز میں حضرت پیر جی صاحب کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ حضرت یہ مکمل کتاب روضۃ القیومیہ ہے۔ حضرت نے نہایت خوشی سے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو۔ کہ حضرات قیوم اربع رضہ نے تم سے اس کتاب کے ترجمہ کی خدمت لینی منظور فرمائی ہے۔ سو یہ کتاب ہم نے تمہیں ہمیشہ کے لئے دیدی" پیر صاحب کا فرمانا تھا کہ مَیں اور بیخود ہوا۔ اور حیران تھا کہ جس گوہر نایاب کی مَیں نے اس قدر تلاش کی۔

آج ایک دن میں اُس کے دو نسخے ملتے ہیں۔ اس میں یہی حکمت ہے کہ مجھے اس کتاب کے ترجمے کے چھاپنے کی خدمت اللہ تعالےٰ کی طرف سے بعنایت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و بامداد حضرت **قیوم اربع** سپرد ہوئی ہے اسی وقت جناب باری میں سجدہ شکر بجالایا۔ اور کتاب کا مطالعہ شروع کیا۔ دو تین دن کے مطالعہ کے بعد اس گوہر نایاب کا ترجمہ شروع کردیا۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار در ہزار شکر ہے کہ ۵ ماہ کامل کے بعد یہ چار دفتر ترجمہ کے مکمل ہو گئے۔ اور نظر ثانی کے لئے یہ کتاب معہ اصل کے مَیں نے اپنے قدیمی کرم فرما زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولٰنا مولوی احمد حسین خاں صاحب نقشبندی مجددی قادری سلمہ ربہ کی خدمت مبارک میں امروہہ بھیجدی۔ حضرت موصوف اس کتاب کو معہ اصل کے حیدرآباد دکن لیگئے۔ اور کامل عرصہ ۶ ماہ بعد ملاحظہ تمام مسودات کے مجھے واپس فرمائی جس کے لئے مَیں ان کا کمال شکر گذار ہوں +

اب اس کتاب کی تیاری کیلئے انتظام ہو رہا تھا۔ کہ ناگہانی ایک مصیبت مجھ پر نازل ہوئی۔ اور وہ وہ مصیبت ہے کہ اللہ کریم کسی دشمن کے نصیب نہ کرے اس کے لکھتے وقت میرے ہوش حواس گم ہو رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جانکاہ حادثہ ہے کہ ۲۸- نومبر ۱۹۱۵ء کو میرا چھوٹا لڑکا مالک تاج الدین (جو تمام کاروبار دکان اور چھپائی کتب میں میرا زبردست بازو تھا) بیمار ہوا۔ اور ایسا بیمار ہوا کہ اُسکی بیماری نے مجھے حیران کردیا۔ اس کے علاج کے لئے مجھے نہایت پریشان مقامات پر بھی اُسے لیجانا پڑا۔ کبھی شملہ میں تھا۔ اور کبھی مصرم پور شملہ کے ہسپتال میں۔ کبھی کہیں اور کبھی کہیں۔ غرضیکہ ۶ ماہ ۳ روز بیمار رہ کر وہ نوجوان جسکی عمر ۲۷ سال کی تھی۔ اور جو اس عالم جوانی میں نہایت پاکباز خدایاد اور بہت بڑا معتقد خاندان عالیہ نقشبندیہ کا تھا۔ یکم شعبان ۱۳۳۴ھ ہجری مطابق ۳ جون ۱۹۱۶ء بروز شنبہ عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

ناظرین آپ ذرا خود خیال فرمائیں کہ جس شخص کا نوجوان ہونہار لائق اور سچا تابعدار اللہ اور اس کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لختِ جگر گذر جائے۔ اس کی کیا حالت ہوگی۔ اس کے مرنے کے بعد ۳ ماہ تک مَیں خود سخت بیمار رہا

جب قدرے میری طبیعت سنبھلی تو ارادہ کیا کہ کتاب روضۃ القیومیہ جلد شائع کر دیجائے۔ مگر یورپ کے عظیم جنگ کی وجہ سے کاغذ نہایت گراں ہوگیا۔ یعنی جو کاغذ ۲ؔ/ ۲ ملتے پر ملتا تھا اُس کی قیمت ۱۲ؔ ہو گئی۔ جسکی وجہ سے مجھے پھر تامل ہؤا۔ مگر شائقین کا تقاضا حد سے زیادہ ہوتا گیا +

خصوصًا اب کی دفعہ ۱۳۳۵ھ ہجری میں جب میں عرس شریف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر حاضر ہؤا۔ تو ہر طرف سے تقاضا ہؤا کہ روضۃ القیومیہ کا ترجمہ جلد شائع کرو۔ خصوصًا حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ایک بزرگ قندھار سے تشریف فرما تھے اُنہوں نے مجھے بہت تاکید فرمائی اور کہا جب ہم آیندہ سال آئیں تو تم نے ضرور ترجمہ روضۃ القیومیہ طبع کرا کر لانا۔ اور اس کے بعد پھر فارسی زبان اصل میں بھی طبع کرنا۔ چنانچہ ان بزرگوار نے روضہ اقدس حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہو کر میرے لئے دعا فرمائی۔ ناچار جب میں لاہور واپس آیا تو آتے ہی گرانی قیمت پر اس کتاب مبارک کے ترجمہ کیلئے کاغذ خریدا گیا اور اس کے ترجمہ کو لکھوانا شروع کیا +

بعض لوگ یہ خیال کرینگے کہ یہ ضخیم اور بڑی بھاری کتابیں اسی خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترجمہ کرا کر شائع کرتا ہے اس سے اسکی کیا غرض ہے۔ لہٰذا میں اُن حضرات کی خدمت میں حسب ذیل [illegible] کرتا ہوں تاکہ انہیں میرے اعراض سے واقفیت تامہ ہو جائے +

واضح ہو کہ مجھ کو زیادہ تر تصانیف خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے دلچسپی کا یہ سبب خاص پیش آیا ہے کہ زمانہ حال کی موجودہ رفتار اس طریقہ عالیہ کی تعلیم کی زیادہ ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ کیونکہ اس طریق میں محض اتباع شرع شریف کی برکت اور پیران کبار کی توجہ اور عنایت سے طالبان خدا و سالکان راہ صدق و صفا بلا کسی محنت شاقہ اور بغیر ریاضت کثیرہ کے مراتب فنا و بقا سے مشرف ہو کر بہت جلد واصل الی اللہ ہو جاتے ہیں ؎

آنچہ یہ تبریز یافت یک نظر شمس دین | طعنہ زند بر دمہ سجدہ کند بر چلہ

علاوہ ازیں اس خاندان عالیہ میں اگرچہ تعلیم طریقہ نقشبندیہ کی جاتی ہے لیکن بطور

شمول تمام خاندان کی نسبتیں اور جمیع طرق کے کمالات مجموع ہیں۔ صوفیائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ اس طریقہ کی نسبت سب نسبتوں سے بلند و ارفع ہے ؎

نسبتش ارفع و قوی اثرش　　اہل دل مے کند بیک نظرش

اس خاندان میں ابتدائے سلوک ہی میں سالکوں کو دوسرے طریقوں کے انتہائی مقامات حاصل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کا ارشاد صحیح ہے کہ ؎

اول ما آخر ہر منتہی است　　آخر ما جیب تمنا تہی است

اس مقام کو اندراج النہایۃ فی البدایہ کہتے ہیں۔ اب اس سے اس طریقہ کے انتہائی کمالات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کیا اور کیسے ہونگے! اور کیوں نہ ہوں کہ اس سلسلہ کے صاحب الطریق غوث یزدانی محبوب صمدانی قیوم زمانی حضرت بدر الدین خواجہ شیخ احمد سرہندی امام ربانی مجدد الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی ہیں جن کے حالات اور کمالات مشہور و آشکار رفےِ نصف النہار ہیں۔ انہی کی یہ ایک ادنے کرامت ہے کہ ہندوستان جیسے کفرستان میں لکھوکھا اولیاء اللہ اہل دل طریقہ نقشبندیہ کے زارات سے خلائق فیوض و برکات سے مستفید ہو رہی ہے اور ہزار ہا اولیاء اللہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہو کر فیضان باطنی کے توجہ سے مالا مال کر رہے ہیں۔ دوسرے سلاسل میں اول تو ذکر جہر ہی اکثر لوگ بسبب محنت کے پابندی سے نہیں کرتے۔ اور ذکر کرتے بھی ہیں تو ذکر قلبی اور روحی تک نوبت نہیں پہنچتی۔ اور ہزاروں میں کسی ایک دو کو پہنچتی بھی ہے تو سالہا سال کی ریاضت اور محنت کے بعد بلکہ اکثر کی نسبت تحقیق سے یہی دریافت ہوا کہ فلاں وقت میں فلاں نقشبندیہ طریق کے بزرگ سے استفادہ توجہ کیا گیا تھا +

آپ کے ظہور اور ولادت کے واقعات یہ ہیں کہ اکبر او جہانگیر بادشاہان ہند کے عہد میں اسلام کی حالت ضعیف اور ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔ بادشاہان وقت نے کفر و شرک کی رسموں کو رواج دے یا تھا۔ اکبر بادشاہ ہندو وزیروں کے ساتھ تنخانوں میں جا کر زنار پہنکر اہل ہنود کی مذہبی آئین میں شرکت کرتا تھا۔ داڑھی منڈا کر گاہے گاہے پیشانی پر قشقہ لگاتا تھا۔ شاہی مہر کا سجعہ جل جلالہ، و اکبر شانہ، تھا۔ اور درباری آداب سجدہ تھا۔ بہت سی مسجدیں منہدم کر دی گئیں تھیں۔ کوئی پرسان حال نہ تھا

قانون خلاف شرع شریف جاری کر دئے گئے تھے۔ ابوالفضل اور فیضی وزرا بادشاہی نے الحاد اور فلسفہ کی حقانیت پر کتابیں تحریر کی تھیں۔ بہرحال بشری طاقتیں بادشاہی مقابلہ سے عاجز تھیں۔ دیندار سراسیمہ و پریشان تھے۔ اور گرداب حیرت میں سرگردان ہر شخص کو امداد غیبی کا انتظار تھا۔ اولیا وقت کو آپ کے ولادت کی بشارتیں ہوئیں۔ اور ظہور کے آثار نمایاں ہوئے ؎

مبارک ہو وہ شہ پردے سے باہر آنیوالا ہے ۔ گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنیوالا ہے
کہو پروانوں سے شمع ہدایت اب چمکتی ہے ۔ خبر دو بلبلوں کو وہ گل تر آنیوالا ہے
چکوروں سے کہو ماہ دل آرا جلوہ گر ہوگا ۔ خبر ذروں کو دو وہ ماہ منور آنیوالا ہے
کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارا دل ۔ کہ وہ فریاد رس بیکس کا یاور آنیوالا ہے
ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا ۔ غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنیوالا ہے
فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائینگے ۔ کہ سلطان زمان محتاج پرور آنیوالا ہے
بر آئینگی مرادیں حسرتیں ہو جائینگی پوری ۔ کہ وہ مختار دین و دنیا کا رہبر آنیوالا ہے
یہ سامان ہو رہے تھے مدتوں سے جسکی آمد کے ۔ وہ شاہ وقت با صد شوکت و فر آنیوالا ہے
وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالم بالا ۔ وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنیوالا ہے
مبارک دردمندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو ۔ قرار دل شکیب جان مضطر آنیوالا ہے

نہ کیوں ذروں کو ہو لمعت کہ چمکا اختر قسمت
سحر ہوتی ہے خورشید منور آنیوالا ہے

پس بتاریخ ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ ہجری وہ آفتاب جاہ و جلال با عزت و اقبال مطلع شہر سرہند سے جلوہ فرما ہوا۔ عالم و عالمیان میں آثار رشد و ہدایت نمودار ہوئے۔ آپ نے بہت جلد علم ظاہری کی تحصیل اور علم باطنی کی تکمیل سے فراغت پاکر ہدایت میں مشغولی فرمائی۔ قرب جوار بلکہ دور دراز سے مثل مور و ملخ مخلوق چلی آرہی تھی۔ لکھوکھا آدمی مرید اور حلقہ بگوش ہوگئے۔ بڑے بڑے علما و مشائخ وقت نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ دین کی اشاعت میں ہر بے دین سے مقابلہ کیا۔ درباری سجدہ اور کفر و شرک کی رسموں کو مسدود کیا۔ پادشاہ وقت اور شاہزادگان مرید ہوئے امراء دولت اور ارکان سلطنت نے عقیدت پیدا کی۔ دوسرے ملکوں کے بادشاہ اور علما

اور مشائخ داخل سلسلہ ہوئے۔ بالاتفاق آپ کو سب نے شریعت اور طریقت کا امام اور مجدد الف ثانی تسلیم کیا جب سے اب تک دنیا میں اس سلسلہ کو جو فروغ ہے اور کسی سلسلہ کو نہیں ہے۔

ایسے ہی بزرگوں کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ فتوحات مکیہ جزو ثانی باب ۷۳ میں بہ ضمن معنی حدیث اِنَّ النبوۃ والرسالۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (نبوت اور رسالت قطعاً ختم ہو چکی ہے میرے بعد نہ اب کوئی رسول آئیگا اور نہ نبی) تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبوت اور رسالت تشریعی مراد ہے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول صاحب شریعت جدیدہ نہ آئیگا۔ اور آپ کی امت کو مراتب اور مقامات نبوت اور رسالت تا قیامت عطا ہوتے رہیں گے۔ جیسا کہ دوسری حدیث صحیح ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علما مثل انبیا بنی اسرائیل ہونگے +

آپکے حالات سے یوں تو صفحات تواریخ عالم مملو ہیں۔ اور آپکے کارنامے تابقاء عالم ارباب صدق ویقین کے پیش نظر رہینگے لیکن آپکے حالات میں بہترین تاریخ روضۃ القیومیہ ہے جس میں آپ کے بزرگ صاحبزادہ مولانا ابوالفیض خواجہ کمال الدین شیخ محمد احسان مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کمال محنت اور جانفشانی سے حالات چشم دید کو بہت تحقیق سے اور واقعات سابقہ کو معتبر تواریخ سے نہایت ہی جامعیت اور صحت کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ فی الحقیقت ایسی مفصل اور جامع کوئی اور تاریخ اس خاندان عالیہ کی نہیں ہے جو اس قدر قریب زمانہ میں اس التزام کے ساتھ تالیف کی گئی ہو +

اس کے فاضل مؤلف نے آپکے ذاتی کمالات کے علاوہ خاندانی حالات بھی نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ قرآن و حدیث سے آپ کے ظہور کے اشارات اولیاء سابقین کے بشارات اور آپ کے مخصوص مدارج کمالات جو اور اولیاء اُمت سے ممتاز ہیں اور مقامات سلوک جو اور طریقوں سے شان امتیاز رکھتے ہیں نہایت ہی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کئے ہیں اگرچہ مؤلف علیہ الرحمۃ نے ظاہر بینوں کے شبہات کے کافی جواب دئے ہیں مگر بضمن دیگر حالات

میں اگر کسی شخص کو بالتخصیص اس بارے میں مکمل کتاب کے مطالعہ کی ضرورت ہو۔ تو میرے خیال میں بہترین رسالہ موسومہ بہ اسم تاریخی گنجینۂ مناظرہ مصنفہ حضرت احمد حسین خانصاحب قادری نقشبندی مجددی نہایت جامع ہے +

اس سے اندازہ ہو سکیگا کہ اس ناچیز کو اس کتاب کے انتظام طبع میں کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور بتائید خدائے مطلق اور بطفیل حضرت نبی برحق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب آسان ہوگئیں۔ اور بحمد للہ کہ آج یہ موقعہ ملا کہ اس گوہر بےبہا اور جواہر نایاب کو تیار کر کے شائقین باتمکین کے ملاحظہ میں پیش کر سکا +

قبل اس کے کہ میں اس عرض حال کو ختم کروں ناظرین کتاب ہذا سے نہایت عجز اور ادب سے التماس ہے کہ جب وہ مطالعہ کتاب سے محظوظ ہوں تو محض خدا کے واسطے مجھ ناکارہ۔ گنہگار۔ سیہ اعمال کیلئے ضروری دعائے خیر فرمائیں۔ کہ اللہ تعالے بتصدق اپنے محبوبوں کے میرا دنیا سے انجام بخیر کرے۔ اور عاقبت میں اپنے مقبولوں کے زیر سایہ رکھے۔ جس اعتقاد پر ہوں اسی پر خاتمہ ہو۔ اور اسی پر حشر ہو۔ نیز میرے نوجوان مرحوم فرزند ملک تاج الدین کیلئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے اُسے فردوس بریں میں جگہ دے۔ اور اُس کا حشر بھی پیران عظام کے ساتھ ہو +

قبل اس کے کہ ناظرین کرام عرض حال ختم کر کے کتاب کا مطالعہ شروع کریں ایک نہایت دلچسپ حبیبہ نظم پڑھ لیں۔ جو میرے مخدوم مکرم جناب حکیم محمد سلیمان صاحب انوری متخلص بہ حسن نے جناب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں عرض کی ہے۔ پہلے خضوع و خشوع کے ساتھ پڑھ کر پھر اس مقدس کتاب کا مطالعہ شروع کریں +

نیاز مند۔ روسیاہ۔ ملک فضل الدین تاجر کتب قومی بازار کشمیری

لاہور۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۳۵ ہجری

در مدحتِ حضورِ فیض گنجورِ حضرتِ امامِ ربانی محبوبِ یزدانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از سیہ بختی بچشمِ جاں دارم وزید — چار سوئے دل گرفتہ فوجِ غم بیحد عدد

نیست ہنگامِ نوائب غیرِ ذاتت مستند — چشم دارم از نگاہِ لطفِ تو بہرِ صمد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے نگاہت قفلِ دشواریٔ عالم را کلید — خود عیاں مے بینم آنحالیکہ کس نتواں شنید

وادریغا بستہ شد از چار سو بابِ امید — خستگی از حد گذشت و چارہ ام شد ناپدید

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تخمِ تدبیرے کہ اندر کشتِ عالم کاشتند — کاشتکاراں از نموئش یاس ہا برداشتند

آخر الامر ایں مرض چوں لا دوا پنداشتند — چارہ سازاں چارہ سازی را بتو بگذاشتند

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

داد و داد از دستِ بیدادِ حسودِ او داد داد — گشتہ ام در چنگِ غم اندر تلاطم اوفتاد

کشتِ امیدم ز پامالِ مصائب شد بباد — آمدم سوی بیت بعرضِ حال و انجاحِ مراد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بندگانت را کمینه بنده ام قابل باشوم — از خطا و جرم بس آگنده ام قابل باشوم

از ندامت سر بہ پیش افگنده ام قابل باشوم — شد بدل از گریه یکسر خنده ام قابل باشوم

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بستگیہا را کشا از حق بدستِ پاکِ تست — آنکه همسر شد باوجِ چرخ پستِ خاکِ تست

مطمئن از ہولِ محشر بندۂ بیباکِ تست — بادب حاضر بباب عالیت غمناکِ تست

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

دردِ دل را خاکِ کوئے پاکِ تو خاکِ شفاست — وردِ نامِ نامیت اعلالِ روحی را دواست

یک نگاهِ لطفِ تو صد عقدۂ مشکل کشاست — رو بتو آورده ام دانم مرا حاجت رواست

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

ای برون از حدِ دانش رتبۂ والای تو — خلعتِ فضلِ الٰہی است بر بالای تو

ایستاده بندۂ بی برگ و بے کالای تو — ریزه دارد هوس از خوانِ پر آلای تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

رو سپیده چشم دارم با سگِ کاری دریغ — آبروی خویش خواهم با همه خواری دریغ

رہروِ بیکس ناتوانم باگرانباری دریغ ۔ دارم از خفتہ بختی چشم بیداری دریغ

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے من و صد ہمچو من بادا فدائے روئے تو ۔ کیست در عالم کہ روئے دل ندارد سوئے تو
در طریق ماست طیف کعبہ طوف کوئے تو ۔ شد نجاتم را برات از قوتِ بازوئے تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

مضمحل افسردہ خاطر بستۂ دام محن ۔ آنکہ با سوئے عملہا نا مرد شد با حسن
بیکس و بیچارہ و پژمردہ جان و خستہ تن ۔ چارہ جو آمد ببابت بہر ربِ ذو المنن

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تمت بالخیر

اطلاع

اِس کتاب کے تمام حق حقوق ترجمہ بذریعہ ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۱۴ء کے
رُو سے ہمارے نام محفوظ ہیں

المشتہران

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ، کوچہ ککے زیاں، بازار کشمیری لاہور

اردو ترجمہ کتاب

روضہ قیومیہ

رکن اول

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ اور حضرات قیوم اربعہ کی ارواح قدسیہ پر اللہ تعالےٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں ۔ ان میں سے :-

قیوم اوّل اولیاے امت کے امام ، اصفیاے ملت کے رئیس خزینۃ الرحمۃ محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

بملک اولیا چوں او نزادہ　　　محمد ثمرہ چوں او نداده ؑ
ز تجدیدِ حدیث کہنہ نو شد　　　کسے داند کہ در عشقش گرو شد
ہزار اندر چمن دستاں گذار است　　　کہ ایں گل رونق باغ ہزار است
ہمہ پیراں بنزدش طفلِ راہ اند[1]　　　چو من لب تشنہ نیمے نگاہ اند

قیوم ثانی حضرت امام محمد معصوم[2] قطب الہدے عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

زہے عزت کہ رب العزتش داد　　　کہ بر سرتاج قیومیش بنہاد

[1] مراد ہمہ پیراں سے پیران زماں ہے ۔ [2] فرزند سومی حضرت قیوم اول ۔

جہاں قایم باو او باخداوند | زخود بگسستہ باحق کرد پیوند
کرم شد منصب قیومی اورا | علم شد نام معصومی اورا

قیوم ثالث امام حزب اللہ حجۃ اللہ خواجہ محمد[۱] نقشبند
رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

امام اولیا شاہ ولایت | رئیس اصفیا ماہ امامت
جہاں روشن ز روے نور او | سر خورشید یک خشت در او
فقیران درش شاہان درویش | شکوہ مملکت را رانده از پیش

قیوم رابع حضرت پیر دستگیر قیوم زماں خلیفۃ اللہ سلطان اولیا
خواجہ محمد زبیر[۲] رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ؎

آں اختر رابع سموات | خورشید نہایت ولایات
آں شاہ طریقت معظم | آں ماہ شریعت مکرم
آں خاتم مظہر محمدؐ | اتمام کمال دین احمد
آں صدر امامت ولایت | آں بدر خلافت جلالت
سلطان خلافتش وظیفہ | بر تخت خلیفہ بن خلیفہ

اور ان کی اولاد کرام اور خلفاے عظام پر بحق نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں ٭

حمد و نعت کے بعد مسکین ابو الفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت حضرت شیخ محمد عبید اللہ بن حضرت عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم بن حضرت خزینۃ الرحمۃ **مجدد الف ثانی** شیخ احمد سرہندی رضوان اللہ تعالےٰ علیہم ناظرین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ اسلام کے ان چاروں برجوں اور دین کے ان چاروں رکنوں کے اوصاف حمیدہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں، گویائی کی کیا مجال کہ ان کے جمال کے اوصاف بیان کر سکے حق تعالےٰ کے اسم ذاتی کے چاروں حرف ان کے کمالات پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ اور رحمٰن ہیں جو کہ اسم ذاتی ہیں، چار چار حرف ہیں۔ محمد اور احمد

۱؎ فرزند دوم حضرت قیوم ثانی ٭ ۲؎ فرزند اکبر شیخ ابو العلی دختر زادہ حضرت قیوم ثالث ٭

ہیں جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص اسما ہیں، چار چار حرف ہیں۔ اسمائے الٰہی کے اُمہات یعنی اول و آخر و ظاہر و باطن چار ہیں +

کتب سماوی یعنی توریت و زبور۔ انجیل اور فرقان چار ہیں۔ ملائک مقرب چار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے راشدین چار ہیں صاحب مذہب مجتہد امام چار ہیں۔ ارکان اسلام یعنی کتاب سنت۔ اجماع اور قیاس چار ہیں۔ قرب الٰہی کے مقام یعنی شریعت طریقت حقیقت اور معرفت چار ہیں۔ بیت اللہ شریف کی دیواریں چار ہیں۔ بہشت کی نہریں چار ہیں۔ عنصر جن سے مخلوق بنی ہے چار ہیں۔ پروردگار کے اسما و صفات میں طریقہ چار ہونے کا بکثرت ہے جن کا لکھنا باعث طوالت ہے۔ پس اسی طریق کے مطابق آخری زمانے میں بھی چار ہی شخص پیدا ہونے چاہئیں، جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسما و صفات کے پورے پورے کمالات کا مظہر ہوں۔ چنانچہ وہ چاروں شخص قیوم اربعہ ہوئے جن کے اسمائے گرامی اوپر لکھے گئے ہیں۔ اسی مناسبت سے لفظ قیوم میں چار لفظ ہیں۔ اور ان قیوم اربعہ کے اسمائے گرامی میں بھی چار چار حرف ہیں جو کمالات مذکورہ کی اربعیت کے مظہریت پر دلالت کرتے ہیں +

قیوم اول کا اسم شریف احمد ہے۔ جن میں جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات بطریق پیروی اور وراثت پائے جاتے ہیں۔ آنجناب کا مبدأ تعین اسم رحمٰن ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی تمام رحمت آنجناب کو عنایت فرمائی۔ اور خزینۃ الرحمۃ کا خطاب عطا فرمایا۔ رحمت۔ رحمٰن اور رحیم میں سے ہر ایک کے چار چار حرف ہیں۔ اسی مناسبت سے آنحضرت رض کے منصب یعنی مجدد میں چار حرف ہیں۔ اسی طرح حضرت قیوم ثانی، قیوم ثالث اور قیوم رابع کے اسما میں بھی چار چار حرف ہیں۔ چوتھے قیوم کے اسم مبارک میں جو محمد زبیر ہے، چار حرف ہیں۔ چاروں قیوم کے اسما گرامی میں چار چار حرف کا ہونا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال کی مظہریت۔ اکملیت۔ اتمیت اور خاتمیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی واسطے حق تعالیٰ نے دین و دنیا کا تمام کار

انہیں مرحمت فرمایا۔ شریعت ۔ طریقت حقیقت اور معرفت کو ان سے زیب و زینت حاصل ہوئی۔ اور مجتہدین کے مذہب نے تقویت پائی۔ اور چاروں خلفا کے کمالات کا رواج ہوا +

ان کے زمانہ سے پہلے اولیا نے شریعت کی طرف کم توجہی کی تھی چنانچہ بعض رقص اور سماع کے مروج ، اور اکثر وحدت الوجود کے قائل تھے جب ان چاروں قیوم پر ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص کمالات منکشف ہوئے ۔ اُن کمالات کے منکشف ہونے کا اصلی باعث شریعت کی پابندی تھی۔ اس واسطے انہوں نے شریعت کو تقویت دی۔ اور جو کام شریعت کے خلاف تھے اُنہیں بند کیا +

گذشتہ اولیا کے کمالات ولایت کے متعلق تھے لیکن قیوم اربعہ کو کمالات نبوی بدرجہ انتہا نصیب ہوئے۔ جو ہزار سال کے بعد ظاہر ہوئے یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیا نے حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کی بہت تعریف کی ہے ۔ کیونکہ ان اولیا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام تک ترقی کی +

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ولایت کے بادشاہ ہیں۔ باقی تین خلفا کے مقام کمالات نبوت میں ہیں۔ اگر ان اولیا کو نبوت کے کمالات حاصل ہوتے تو یہ بھی باقی خلفا کے مقام کی سیر کرتے ، اور ان کی تعریف کرتے ۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ کمالات نبوت کو پہنچنا تو درکنار ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتہائی مقام پر بھی نہیں پہنچے ۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کمالاتِ نبوت بھی پورے طور پر حاصل تھے ، لیکن ولایت میں سب کے سردار ہیں ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کے تمام سلسلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہوئے +

جب کمالاتِ نبوت کا ظہور قیوم اربعہ پر ہوا۔ تو باقی تین خلیفوں کے مقام تک انہوں نے سیر کی ۔ چونکہ انہیں چاروں خلفا کے مقامات معلوم ہوئے ۔ اس لئے انہوں نے چاروں خلفا کی تعریف بڑی شرح و بسط کے ساتھ کی ۔ چونکہ چاروں قیوموں کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اس واسطے ان پر کمالاتِ نبوت ظاہر ہوئے +

مجتہدین اربعہ کے چاروں مذاہب کو انہیں سے تقویت ہوئی۔ یہ تقویت شریعت کی تقویت سے وابستہ تھی۔ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ قیوم اربعہ سے سنتوں کے کمالات کو کیا کچھ رواج ہوا۔ پس کسی کو کیا قدرت کہ ان کے کمالات کو بیان کر سکے، اور اگر بیان کرے بھی، تو کون ہے جو ان کمالات کو سمجھ سکے۔ بس وہ اپنے کمالات سے آپ ہی واقف ہیں +

میری خواہش ہے کہ ان بزرگوں، ان کے فرزندوں اور ان کے خلیفوں کے حالات **قیوم اول** سے لیکر آخر تک بیان کروں۔ تاکہ لوگ ان کے احوال کے کمالات سے مشرف ہوں۔ اور مجھے دعائے خیر سے یاد کریں +

میں نے اس کتاب کی تالیف کا ارادہ قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے حضور میں کیا۔ جب آنجناب سے اس بارے میں عرض کی کہ اجازت ہو تو اس قسم کی کتاب تالیف کی جائے۔ آنجناب نے یہ التماس و عرض منظور فرمائی۔ اور اس کی تالیف کا حکم کیا چنانچہ چند ایک جزیں آنحضرت کے حضور ہی میں تیار ہوئیں، جو آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے گذریں۔ بعد ازاں قبلہ زمین و زمان اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور ہم مہجوروں کے سینوں پر داغ ہجرت دے گئے +

آنحضرت کے وصال کے بعد دو سال تک میں اس درجہ غم و الم میں مبتلا رہا۔ کہ قلم پکڑنے کی طاقت نہ تھی جب قدرے ہوش آیا تو پھر طبیعت اس تالیف کی طرف مائل ہوئی۔ علیہ التکلان والمستعان +

اس کتاب کی ترتیب ارکان اسلام کے طریق کے مطابق چار رکن پر ہے

رکن اول، در احوال قیوم اول مجدد الف ثانی و احوال فرزندان و خلفائے آنجناب کہ نامور شدہ +

رکن دوم، در احوال قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ و فرزندان و خلفائے آنجناب تا بہ ایں روزگار +

رکن سوم، در احوال قیوم ثالث حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند و فرزندان و خلفائے آنجناب تا بہ ایں زمانہ +

رکن چہارم، در احوال قیوم رابع و فرزندان خلفائے ان قیوم زماں علاوہ ازیں سلطنت کے ان حادثات اور واقعات کا ذکر ہے۔ جو ان سے بطور کرامت ظہور میں آئے۔ ان کو اس واسطے مفصل بیان کیا ہے تاکہ اہل زمانہ کے کام آئے۔
آنجناب کے زمانے میں جس قدر مشائخ، علما اور شاعر تھے، ان کے حالات بھی مجملاً بیان کئے ہیں۔

چونکہ اس کتاب میں قیوم اربع، ان کے فرزندوں اور خلفا کا بیان ہے اس واسطے اس کتاب کا نام **روضۃ القیومیہ** رکھا ہے۔
اس کتاب میں جس قدر احوال اور قصے لکھے گئے ہیں، وہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے معتبر فرزندوں سے نقل کئے ہیں۔
قیوم اول کے حالات دو وسیلوں سے ہم تک پہنچے اور قیوم ثانی و ثالث کے ایک وسیلہ سے۔ چوتھے قیوم کے حالات چشم دید ہیں۔
اس کتاب کے اکثر حالات حضرت عروۃ الوثقیٰ کے ان لوگوں سے منقول ہیں، جنہوں نے آنجناب سے تربیت پائی۔ نیز قیوم رابع اور مولف کتاب کے والد بزرگوار کی زبانی معلوم ہوئے۔ نیز ان تاریخوں سے لئے گئے جو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ اور ان کے فرزندوں کے احوال میں لکھی گئیں۔

وہ کتب تواریخ جن سے مدد لی گئی حسب ذیل ہیں:-

۱ تاریخ حضرات القدس جو حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ مُلّا بدر الدین کی تالیف ہے۔
۲ تاریخ زبدۃ المقامات برکات احمدیہ جو حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے خلیفہ خواجہ ہاشم کشمی کی تصنیف ہے۔
۳ تاریخ کواکب دُرّیہ جو میرے جد بزرگوار حضرت امام المحققین شیخ محمد ہادی کی تصنیف ہے۔ اور جس میں پانچ دفتر ہیں۔
۴ حجت الاحمدیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تصنیف ہے لیکن اس میں مجمل حالات مندرج ہیں۔

۵ تاریخ شیخ محمد شافی الحال جو حضرت قیوم ثانی کے پوتے تھے +
۶ تاریخ سفر احمد جو حضرت قیوم ثانی کے دُہتے تھے +
۷ تجاریدیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے - اس میں آنحضرت کی تجدید الف کا حال خصوصیت سے درج ہے +
۸ تجم الہدیٰ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے +
۹ ترویجیہ یہ بھی میرے جد بزرگوار کی تالیف ہے - لیکن اس میں مروج الشریعت کے احوال مفصل اور دوسرے مشائخ کے مجمل حالات مندرج ہیں - علاوہ ازیں
۱۰ معصومیہ
۱۱ طبقات معصومی
۱۲ مقامات معصومی
۱۳ یاقوت احمر حسنات حرمین تصنیف حضرت مروج الشریعت +
۱۴ لطایف مدینہ تالیف شیخ عبد الاحد +
۱۵ مقامات نقشبندی یہ حضرت قیوم ثالث کے فرزند ارجمند حضرت ابو العلی کی تالیف ہے - اور اس میں قیوم ثالث کے احوال مندرج ہیں +
۱۶ مناقب الحضرات جو شیخ آدم بنوری کے خلیفہ خواجہ محمد امین کی تالیف ہیں -
ان کے علاوہ حسب ذیل تاریخوں میں ان کے حالات پائے جاتے ہیں :-
۱ مراۃ العالم جو سلطان عالمگیر کے حکم سے محمد رضا نے تالیف کی اور اس میں عالمگیر کی ابتدائی دہ سالہ سلطنت کے حالات قلمبند ہیں +
۲ مراۃ جہان نما جو محمد بقا نے سلطان عالمگیر کے حکم سے لکھی +
۳ کرامات الاولیا
۴ سفینۃ الاولیا } جو شاہزادہ داراشکوہ کی تالیفات سے ہیں +
۵ سکینۃ الاولیا

اب ہم گذشتہ اولیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سلوک کی اصطلاحات کو بیان کرتے ہیں - تاکہ آنجناب اور اُن کا باہمی فرق معلوم ہو جائے +

ذکر بیان اصطلاحاتِ سلوک

اولیائے سلف حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

پہلے ہم گذشتہ اولیا کی اصطلاحات کا ذکر کرینگے اور بعد میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اصطلاحات کا۔ تاکہ دونو مذاہب کا فرق معلوم ہو جائے +

گذشتہ اولیا نے تین سیریں مقرر کی ہیں یعنی سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ +

سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا۔ واحدیت اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں +

سیر فی اللہ احدیت میں سیر کرنا ہے +

سیر عن اللہ سے مراد احدیت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا ہے +

احدیت سے مراد صفات باری کی تفصیل ہے۔ جو حقائق ممکنات کے لئے بمنزلہ اعیانِ ثابتہ ہے +

وحدت سے مراد صفات کا مجمل بیان جو حقیقت محمدی ہے +

احدیت ذات بحت ہے اور نسبت و اعتبار سے معرا +

سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے۔ نہ کہ سیر قدمی۔ بحت اور احدیت عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ اس احدیت۔ وحدت وواحدیت عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں +

حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدیت سے لیکر کثرت خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے +

ان اولیا کے منصب یہ ہیں۔ اول قطب الاقطاب اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر غوث اور پھر قطب مدار۔ لیکن وہ غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اوتاد ہیں۔ اور چالیس ابدال۔ ان کے بعد نجبا۔ نقبا۔ نُجبا اور رجال الغیب کا درجہ ہے۔ یہ اصطلاحات تو گذشتہ اولیا کی تھیں۔ لیکن

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقرر کردہ اصطلاحات یہ ہیں :-

جس چیز کو اولیائے سلف نے سیر الی اللہ - وحدت اور واحدیت مقرر کیا ہے - آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ولایت صغریٰ اور اسماء و صفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے احدیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء و صفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے، رکھا ہے - اور سیر فی اللہ کو سیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے +

جس مقام کا نام گذشتہ اولیا نے احدیت رکھا ہے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے اوپر اور بہت سے مقامات بیان فرمائے ہیں - اور ذات احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی ماوراء الوراء فرمایا ہے - اور وہ مقامات یہ ہیں کہ ولایت کبریٰ کے اوپر ولایت علیا ہے اس ولایت علیا کا تعلق علیم سے ہے - اور ولایت کبریٰ کا علم سے یعنی وہ اسم صفت تھا اور یہ اسم ذات، کیونکہ ذات میں دو علم ہیں - علم الگ ہے اور علیم جدا - ولایت علیا کے بعد کمالات نبوت ہیں - کمالات نبوت یعنی علم و قدرت وغیرہ صفات ہیں +

کمالات نبوت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ، کبریٰ، علیا) سے افضل ہے - اور ان کے مقابلے میں تینوں ولایتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے +

کمالات نبوت کا انتہائی مقام قیومیت حقیقت کعبہ - حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے - ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے - حتیٰ کہ ختم المرسلین کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے اس کے بعد معبودیت صرف ہے کمالاتِ نبوت کے مقامات بہت ہیں، جن کا یہاں ذکر کرنا باعثِ طوالت ہے +

ولایتِ صغریٰ اولیا کی ولایت ہے - ولایتِ کبریٰ انبیا کی ولایت ہے - اور ولایتِ علیا فرشتوں کی ولایت ہے +

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیا گذرے ہیں، سب کے سب ولایتِ صغریٰ میں تھے -

اور اولیا کے مختلف منصب مثلاً قطب ۔ غوث وغیرہ بھی ولایت صغرےٰ میں ہیں ۔ ولایت کبرےٰ ۔ ولایت علیا اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ درجے عنایت ہوئے ۔ ان کے بعد ہزار سال گذرنے پر حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر ان مقامات کا ظہور ہوا ۔ جن اولیا نے شریعت کی مخالفت کی ہے، اسی وجہ سے کی ہے کہ وہ کمالاتِ نبوت کو نہیں پہنچے +

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۔ ان کے فرزندوں و خلیفوں کا طریقہ بعینہ حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اولیائے گذشتہ کے مقرر کردہ منصبوں کو تسلیم کرتے ہیں لیکن غوث اور قطب میں امتیاز کرتے ہیں ۔ ان کے بالمقابل آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مختلف منصب خود تجویز فرمائے مثلاً خلافت امامت ۔ سابقیت ۔ خالصیت ۔ مخلصیت ۔ اصالیت اور قیومیت وغیرہ +

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اور کوئی قیوم نہیں ہوا ۔ کیونکہ قیومیت کی خدمت کے لئے طینت محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ہونا ضروری ہے آنجناب کے بدن مبارک کا خمیر طینت محمدیہ سے ہوا +

تمام اولیا ۔ قطب ۔ غوث وغیرہ سبھی قیوم کے ماتحت ہوتے ہیں چنانچہ قیومیت کی تعریف اپنے موقع پر کی جائیگی +

ان تمام مقامات کا ذکر کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت میں مفصل بیان کیا گیا ہے +

رکن اول

دربیان احوال قیوم اول این امت یعنی حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرھندی رضی اللہ عنہ

ذکر بیان بشارات

بعد خبر دادن حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام واولیاے امت بوجود مسعود حضرت مجدد الف ثانی وبیان القاکردن حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نسبتِ خاص الخاص خود را بحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ووصیت کردن جناب نبوت مآب صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ راکہ این نسبت باہل آں برساند

جب آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا۔ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کردیں اور از روے دین تمہارے لئے اسلام پر راضی ہوا) تو حق تعالےٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا اختیار دیا کہ چاہو تو دنیا میں رہو، چاہو تو لقائے پروردگار حاصل کرو۔ یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اپنی امت کے حق میں بہت کریم تھے اس لئے مغموم ہوئے کہ کہیں یہ امت میرے بعد مرتد نہ ہوجائے۔ جیساکہ پہلی انبیا کی امتیں ہوتی آئی ہیں۔ حالانکہ انبیا ان میں موجود رہے۔ پھر بھی وہ دین سے پھر گئے۔ جیساکہ سامری کا قصہ مشہور ومعروف ہے۔

پس اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہ امت باقی امتوں سے افضل اور صالح ہے۔ اس امت کی محافظت کرنیوالا میں خود ہوں۔ اس امت کے مشائخ بہ سبب مرتبہ کی بلندی کے جو انہیں میری

بارگاہ میں حاصل ہے۔ گذشتہ اُمتوں کے انبیا کی طرح ہیں۔ چنانچہ یہ بات قرآنی آیات اور نبوی احادیث سے ثابت ہے:۔

قولہ تعالیٰ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (جتنی امتیں آج تک گذر چکی ہیں ان میں سے تم سب سے اچھے ہو)✤ پ۴ ع۳

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (بیشک ہم ہی نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اُس کے نگہبان ہیں)✤ پ۱۴ ع۱

نیز پروردگار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطمینان قلبی کے لئے اُمت کے تمام حالات سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واقف کیا۔ کہ اس قدر اولیا اور صالح مرد آپ کی اُمت سے ہونگے✤

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کے آخری زمانہ پر نگاہ کی، تو دیکھا کہ اس زمانہ کے لوگ فسق و فجور اور حق تعالےٰ کی نافرمانبرداری میں کوشش کرینگے۔ اور بسبب عہد نبوت سے دُور ہونے کے تمام جہان میں ظلم و ستم پھیل جائیگا✤

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تو یہ دستور تھا کہ ایسے وقت میں کوئی نبی مبعوث ہو کر نئی شریعت لاتا (چونکہ آنحضرت ختم المرسلین و النبیین تھے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنیوالا تھا۔ اس لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نسبت خاص الخاص کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا منتہا تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر القا کی۔ اور انہیں اس نسبت کا مظہر بنا کر انبیا کو چھوڑ باقی تمام بنی نوع انسان سے افضل بنا دیا۔ اور ساتھ ہی یہ وصیت کی کہ یہ نسبت اہل امانت کے سپرد کرنا۔ اور ان سے عہد و پیمان لے لینا کہ وہ اس کی پوری پوری محافظت کریں۔ اور جو شخص یہ نسبت کسی اور کے سپرد کرے، اُس سے بھی یہی عہد و پیمان لے۔ جب ہزار سال بعد لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہونگے اور جہان ظلم و ستم سے پر ہو جائیگا اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائینگے۔ ایسے وقتوں میں تو پہلے زمانے میں کوئی پیغمبر اولوالعزم صاحب شرع پیدا ہوا کرتا تھا۔ اور نئے دین کو خلقت میں پھیلاتا

تھا لیکن اس اُمت میں ایک ایسا شخص مبعوث ہوگا۔ جو اس عزیز الوجود نسبت کا وارث کامل ہوگا۔ اور پیغمبر اولوالعزم کا قایم مقام ہوگا۔ جو دین و ملت کو از سرِ نو تازہ کریگا کتاب و سُنّت کو تقویت دیگا۔ اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اُس کے وجود کے نور سے منور ہوجائیگا۔ اور رسم و جہ بدعت و گمراہی مغلوب اور سرنگوں ہوجائیگی جہان میں فرحت کے آثار نمایاں ہونگے۔ لوگوں کو دین اسلام کی لذت آئیگی۔ شرعی احکام جو بدعت کے باعث ملیا میٹ ہو گئے ہونگے۔ از سرِ نو نورانیت حاصل کرینگے۔ اور شریعت۔ طریقت۔ حقیقت اور معرفت ایک ہو جائینگی اس عزیز کی ہدایت و ارشاد کا نور اُس کے فرزندوں اور خلفا کے ذریعہ قیامت تک قائم رہیگا۔ اور اس عزیز کا طریقہ اور سلسلہ تمام جہان میں پھیلجائیگا۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس زمانہ کی بہت کچھ تعریف کی۔ اور اس عزیز کے بارے میں جو اس زمانہ میں اس نسبت علیا کا وارث ہوگا بہت کچھ فرمایا۔ انشاء اللہ عنقریب ہم سب کچھ بیان کرینگے ✤

ذکر و دیعت کردن حضرت صدیق اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ

آں نسبت کہ از رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یافتہ بود بہ سلمان فارسی رضؓ
در سیدن آں بتدریج بحضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ

جو نسبت حضرت صدیق اکبر رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حاصل ہوئی وہ آپ نے سلمان فارسی رضے اللہ عنہ کو بلا کم و کاست سونپی۔ اور ان سے عہد و پیمان لیا کہ وہ اس نسبت کی محافظت کرینگے۔ اور جس کے سپرد کرینگے اس سے بھی محافظت کا عہد و پیمان لینگے۔ اور یہی سلسلہ جاری رہیگا۔ حتےٰ کہ اس نسبت کا وارث پیدا ہوگا ✤

سلمان فارسی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ نسبت حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضؓ کے سپرد کی۔ اُنہوں نے اپنے دُہتنے امام جعفر صادق رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد کی۔ اسی واسطے امام صاحبؓ فرماتے ہیں۔ مجھے ابوبکر رضؓ نے دو دفعہ جنا۔ امام جعفر صادقؓ تک اس نسبت کا ظہور رہا۔ بعد ازاں پوشیدہ ہوگئی ✤

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ ہونگے جو انحراف سے کام لینگے اور اسی طرح بتدریج انحراف کرتے جائینگے۔ ہزار سال بعد پھر اس نسبت کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ امتی اولھا خیر واخرھا خیر فی وسطھا کدر میری امت کا شروع اور اخیر دونو اچھے ہیں اور درمیانی حصہ گدلا ہے +

چونکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے آبائے کرام سے بھی نور حاصل تھا۔ اس لئے وہ نور بھی آپ نے اس نسبت میں ملا دیا۔ اور آپ نے یہ نسبت اویسیوں کے طریق کے مطابق سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کو پہنچائی۔ گویا یہ نسبت سلطان المشائخ کی پیٹھ پر رکھی گئی ہے۔ اور سلطان المشائخ کا رُخ دوسری طرف ہے +

سلطان المشائخ سے یہ نسبت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے شیخ علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان سے خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو، جو خواجگان کے حلقہ کے سردار ہیں۔ اس وقت اُس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس نسبت میں ملا دیا تھا خواجہ صاحب پر ہوا +

لیکن حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت اسی طرح چھپی رہی کیونکہ اس نسبت کا وارث اور شخص تھا +

خواجہ عبد الخالق غجدوانیؒ سے یہ نسبت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ ان سے خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے شیخ علی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور ودیعت ملی شیخ علی رامتنی کو حضرت عزیزاں بھی کہا کرتے تھے ان سے یہ نسبت مولانا محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی ان سے امیر کلال علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے **خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند** رحمۃ اللہ علیہ کو +

خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ پر اُس نور کا ظہور جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پہنچا تھا بدرجہ اتم ہوا +

لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت بدستور پوشیدہ رہی کیونکہ اس کے ظہور کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسبت خواجہ علاؤالدین عطار علیہ الرحمۃ کو۔ ان سے خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔ یہ درحقیقت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ لیکن انہیں یہ نسبت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ان سے خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ اور خواجگی سے بعینہ وہ نسبت حضرت خواجہ بیرنگ خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو بطریق امانت پہنچی۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پورے طور پر وہ نسبت ۱۰۰۹ھ ہجری میں اس نسبت کے وارث یعنی قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔

اس وقت وہ نسبت جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات نبوت کا اخص خاصہ تھی حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئی۔ اور اس نسبت کے وہ علوم و اسرار حضرت مجدد الف ثانی پر ظاہر ہوئے، جن کا کسی اہل اللہ پر پرتو تک نہیں پڑا تھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بدعت و گمراہی کو جو اس وقت سارے جہان میں پھیلی ہوئی تھی نیست و نابود کیا۔ شریعت اور طریقت کا جو دور دورہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا، وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد میں از سر نو تازہ ہوا۔ گذشتہ زمانوں میں ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی ہوا کرتا تھا۔ جو دین گذشتہ کو منسوخ اور نئے دین کو مروج کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں منسوخی اور تبدیلی نہیں۔ اس واسطے وہ سابقہ نسبت جو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھی وہ اس زمانہ میں از سر نو تازہ ہوئی۔ اور صحابہ کرام اور مجتہدوں کے بعد جو بڑھاپن مذہب میں داخل ہو گیا تھا، اور شرعی امور میں جو مخالفت رائج ہو گئی تھی، ان سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اور آنجناب کی توجہ سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔

اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح منور رہیگا - آنجناب نے اس وقت طبقہ صحابہ سے
پوری پوری مشابہت پیدا کی - اسی واسطے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا ہے مثل امتی کمثل المطر لاتدری اولہا خیر ام اٰخرہا خیر
میری امت بارش کی طرح ہے نہیں معلوم اس کا شروع اچھا ہے یا اخیر ؎
بعد الف آں سر مخفی شد جلی از محمد شیخ احمد کاملی
خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
عنہ کو نسبت علیہ حاصل ہونے اور ان احادیث کا ذکر جو آنجناب کے حق میں
واقع ہوئیں عنقریب کیا جائیگا +

ذکر بیان احوال آباء و اجداد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

دربیان شرح احادیث کہ درحق حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ واقع شدہ اند

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ نسبت میں شریف ہیں
اور شریف اس شخص کو کہتے ہیں جو فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالے عنہا کی اولاد
مادریہ سے ہو - آنجناب چوبیسویں پشت میں امیر المومنین عمر فاروق اور امام حسن
رضی اللہ تعالے عنہما سے ملتے ہیں - چنانچہ عنقریب ہی مفصل بیان کیا جائیگا +
منقول ہے کہ ایک روز جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
قبیلہ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گذرے جس میں حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ تعالے عنہ بیٹھے ہوئے تھے - آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آپ کی
پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دین متین کی عزت و نصرت کا موجب ہو سکتا تھا
اس واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی اللّٰھم اعز الدین
من اسلام عمر بن الخطاب اے معبود! اس دین متین کو عمر بن الخطاب کے دین
اسلام قبول کرنے سے غالب کر +
یہی وجہ تھی کہ اس آخری زمانہ میں جب کہ دین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا -
حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کو عزت حاصل ہوئی +
اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے وقت کے لئے

مخصوص تھی۔ کیونکہ ان سے دین متین کو رواج ہوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تو کلام نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دین کو پورے طور پر رواج دیا۔ لیکن اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے اور نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ اس وقت خود جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم موجود تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہزارہا اصحاب بھی تھے۔ جن میں سے ہر ایک دین کو رائج کر سکتا تھا۔ لیکن اس آخری زمانہ میں جو فسق و فجور سے پُر اور ظلمت عصیان سے لبریز تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ سے ہزار سال دُور ہو جانے کے سبب تمام جہان میں بدعت کا اندھیرا تھا۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو۔ جو بدعت کو دُور کر کے سُنّت نبوی علیہ الصلوٰة والسلام کو از سرِ نو تازہ کرے۔ اور اس کے وجُود سے دین متین منور ہو جائے۔ پس اس حدیث کے معنے ایسے شخص کے حق میں صادق ہیں۔

چونکہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام گذشتہ اور آئندہ بھیدوں سے واقف تھے۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نورِ نبوت سے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد سے آخری زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہو گا جس میں مذکورہ بالا اوصاف ہونگے۔ اور اس کے وجُود سے سارا جہان منور ہو جائیگا۔ اور بدعت مٹ جائیگی۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دو نو باپ بیٹوں کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔

نیز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا بھی تو عمر ہوتا۔

یہ حدیث بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر صادق آتی ہے کیونکہ خاتم المرسلین والنبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحب شرع نبی مبعوث ہوا کرتا تھا۔ جو نئے دین کو رائج کیا کرتا تھا۔ اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو کہ گذشتہ دین کو قوی کرتا۔ اور جو کام انبیاء سے نکلتا تھا وہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کے پیرو ہو کر نکلتا +

چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ بات نورِ نبوت کے ذریعہ معلوم تھی۔ اس لئے یہ حدیث دونو کے حق میں فرمائی +

اللہ تعالےٰ کا یہ قول یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اے محمد! تیرے لئے اللہ تعالےٰ اور مومنوں میں سے تیرا پیرو کافی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں وارد ہے۔ نیز اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے تو صرف اس واسطے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وحی اور کتاب کے موافق دیکھا +

حضرت مجددّ الف ثانی کا طریقہ اور کلام عین قرآن اور حدیث کے مطابق ہے۔ اِن میں بال بھر کا فرق نہیں۔ برخلاف اس کے دوسرے مشائخ کا طریقہ بالکل شرع کے خلاف ہے۔ چنانچہ وہ وحدت وجود کے قائل ہیں سماع و نغمہ سُنتے ہیں، جو کہ سراسر کتاب و سُنّت کے برخلاف ہے۔ طریقہ مجددیہ میں پہلے کی ترک کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ حدیث بھی حضرت مجددّ الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حق میں صادق آتی ہے ؎

میں فرزند فاروق است چوں آب کنوں نطق از زبان او کند آب
سراپا نسخۂ اخلاق فاروق بہ زہر منقضت تریاک فاروق

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، امیر المومنین حضرت عمر خطاب کے بڑے بیٹے اور خلف ارشید ہیں۔ آپ کی عمر جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے وقت بیں ۲۰ سال کی تھی۔ عابدوں کے رئیس تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آپ کے حق میں بہت سی حدیثیں فرمائی ہیں۔ چنانچہ صحاح ستہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر فاطمہ نام سے منسوب تھے +

خیر الانساب کتاب میں جس میں سادات کے حالات دیئے ہیں اُس حدیث کا ذکر بھی ہے۔ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی اولاد کو فرمائی +

اس وصیت کے بعد بڑے محدث ابو جعفر سے منقول ہے کہ اس نے وصیت رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نقل کنندہ ابو نصر بن یحییٰ سے پوچھا فاما العمریۃ فھل ید خلون فی ھذہ الوصیۃ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد بھی اس وصیت میں داخل و شامل ہے؟ تو ابو نصر یحییٰ نے کہا ینظر کل من ینسب الی الحسن والحسین ویتصل بھما ید خلون فی ھذہ الوصیۃ لانہ کان الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما ابنتہ زوجت لولا عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کا سلسلہ نسب حسنؓ اور حسینؓ سے ملتا ہے۔ وہ اس وصیت میں داخل و شامل ہے۔ چونکہ حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر نیک اختر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ارجمند سے منسوب تھی اس لئے حضرت عمر کی اولاد اس وصیت میں داخل ہے۔

خواجہ ناصر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے تابعین سے تھے۔

خواجہ ابراھیم بن ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بھی تابعین میں سے تھے۔

خواجہ اسحاق بن ابراھیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ تبع تابعین میں سے سب سے بڑے تھے مجتہدوں میں بھی آپ کی شان نہایت اعلےٰ تھی۔

خواجہ ابوالفتح بن اسحاق رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ بھی تبع تابعین میں سے تھے۔

خواجہ عبد اللہ واعظ الاکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ خواجہ ابو الفتحؒ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ اپنے زمانے کے محدثین اور مجتہدین کے سردار تھے۔ وعظ بکثرت کیا کرتے تھے اسی واسطے آپ کا لقب واعظ اکبر ہو گیا۔

خواجہ عبد اللہ واعظ اصغر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ واعظ اکبر یعنی خواجہ عبد اللہؒ کے فرزند ہیں علم ظاہری میں آپ کو بھی کمال تھا۔ اس زمانے کے اکثر علما آپ سے استفادہ کیا کرتے۔ باپ کی طرح آپ بھی وعظ کرتے تھے۔

خواجہ مسعود بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو خلفائے بنی عباس نے بڑی منت و سماجت سے مکہ سے بلا کر بغداد میں رکھا۔ اور آپ کے بڑے معتقد تھے۔ آپ نے باطنی استفادہ بارہ اماموں اور اپنے والد بزرگوار سے بھی کیا تھا کیونکہ اس زمانے تک رسم تھی کہ باطنی استفادہ اپنے والد سے کیا کرتے تھے۔

خواجہ محمود بن سلیمانؒ آپ نہایت عزیز الوجود تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی استفادہ کیا۔ خلیفہ وقت نے آپ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ترکستان کی لڑائی میں بھیجدیا۔ جہاں سے آپ فاتح اور کامیاب ہو کر آئے۔ اور پھر غزنی کا قلعہ جاکر فتح کیا۔ خلیفہ نے اس قلعہ کی حکومت آپکے سپرد کر دی۔

خواجہ نصیر الدین بن محمودؒ اپنے والد بزرگوار کے بعد آپ قلعہ غزنی کے مالک ہوئے۔ آپ ہمیشہ کابل پر چڑھائی کرتے اور لوٹ مار کر کے واپس چلے آتے۔ حتےٰ کہ آپ نے کابل کو آخر کار فتح کر کے اسے اپنا دار الخلافہ مقرر کیا اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آج تک اُن کی اولاد کو کابلی کہتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین علی معروف بہ فرخ شاہ کابلیؒ آپ ولی عہد خواجہ نصیر الدینؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سے موصوف تھے۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں مذہب اسلام کو رواج دیا۔ اور ہندوؤں کے بتوں کی توہین کی۔ آپ پہلے مسلمان بادشاہ ہیں جو ہندوستان میں آئے۔ آپ نے بت خانوں اور مندروں کو گرا کر مسجدیں تعمیر کرائیں۔ اور ہندوستان کے تمام راجاؤں برہمنوں اور سرکشوں کو تہ تیغ کیا۔ اور تمام ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ اور پھر کابل گئے۔ بعد ازاں ایران۔ خراسان۔ بدخشان اور توران پر حملہ کیا۔ اور ایران پر قابض ہو گئے۔ وہاں کا انتظام کر کے آپ کابل لوٹ آئے۔

بعد ازاں آپنے مغلوں اور پٹھانوں کے مختلف قبیلوں میں زمین کو تقسیم کر کے اُن کی حدیں مقرر کر دیں۔ اور ان سے قسم لی کہ اس حد سے آگے نہیں بڑھینگے۔ آج تک مغل اور پٹھان فرخ شاہ کی مقرر کردہ حدود پر قایم ہیں۔

آپ نے آخری عمر میں سلطنت کو ترک کر کے اپنے بڑے بیٹے کو ولی عہد بنایا۔ اور خود گوشۂ تنہائی اختیار کیا۔

آپ کا مزار کابل سے چند ایک فرسنخ (تین میل کا ایک فرسنخ) کے فاصلہ پر درہ میں ہے جو درۂ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ اس درجہ کے صاحب باطن تھے کہ عین سلطنت میں لوگ آپ سے باطنی استفادہ کیا کرتے تھے۔

خواجہ یوسف بن فرخ شاہؒ والد بزرگوار کے سلطنت کو ترک کر دینے کے بعد آپ خلیفہ بنے۔ آپ نہایت عادل اور صالح تھے آپ بھی باپ کی طرح آخری عمر میں کاروبار سلطنت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد سے حاصل کیا +

خواجہ احمد بن یوسفؒ آپ نہایت متقی اور صاحب حال بادشاہ تھے باپ کی طرح آپ نے بھی سلطنت چھوڑ دی۔ اور بیٹوں کو بھی اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ تھوڑا سا اثاثہ اپنے بال بچوں کے لئے رکھ کر باقی تمام مال و اسباب فقیروں کو بانٹ دیا۔ آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد بزرگوار اور شیخ شہاب الدین سہروردیؒ دونو سے کیا +

خواجہ شعیب بن احمدؒ باپ کے بعد خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ نہایت صاحب کشف و تصرف تھے +

خواجہ عبداللہ بن شعیبؒ آپ اپنے والد کے مرید تھے نیز حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا کی خدمت سے استفادہ کر کے خلافت حاصل کی +

خواجہ اسحاق بن عبداللہ آپ مرد صاحب حال تھے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے +

خواجہ عبداللہ بن اسحاقؒ آپ اپنے زمانہ کے متقی تھے +

خواجہ اسحاق آپ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ باطنی حصہ آپ نے اپنے والد سے حاصل کیا تھا +

خواجہ یوسف بن اسحاقؒ آپ علوم ظاہری اور باطنی دونو کے جامع تھے اور لوگوں کو دونو علوم کا فائدہ پہنچایا کرتے تھے +

خواجہ سلمان بن یوسفؒ باپ کے بعد آپ کو خلافت ملی۔ بہت سی خلقت آپ سے مستفید ہوئی آپ علم حلم ورع اور تقوے سے آراستہ و موصوف تھے +

خواجہ نصیرالدین بن سلمانؒ آپ اپنے زمانے کے جید عالم تھے آپ نے باطنی استفادہ اپنے والد اور مشائخ چشتیہ سے کیا +

امام رفیع الدین بن نصیرالدینؒ آپ اپنے زمانے کے اعلےٰ مشائخ

سے تھے۔ باپ کے بعد خلافت انہیں ملی +

کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو مشائخ سے خلافت ملی۔ سب سے آخر آپ سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاںؒ کے خلیفے بنے۔ آپ بہت مدت سید جلال الدین بخاریؒ کی خدمت میں رہے۔ آپ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ دارالارشاد سرھند کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی +

ذکر در بیان ابتدائے بنائے عمارات دارالارشاد حضرت سرھند زاد اللہ شرفاً و کرماً

جس مقام پر آج کل شہر سرھند واقع ہے۔ وہاں قدیم زمانے میں ایک وحشتناک جنگل تھا جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سہرند یعنی بیشۂ شیر ہے۔ سہہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ اور رند جنگل کو۔ اسی واسطے سکوں میں سہرند ہی لکھتے ہیں۔ واقعی یہ سہرند ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے فرزندوں کے سے شیر جن میں سے ہر ایک شیر خدا تھا، اس شہر میں پیدا ہوئے +

اس جنگل سے کوئی تین کوس کے فاصلہ پر ... نام ایک شہر تھا۔ جہاں پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو انبیاء کے مقبرے مکشوف ہوئے۔ یہ بھی اسی شہر کی بڑی شرافت ہے۔ اور اسی واسطے حضرت مجدد الف ثانیؒ اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ کیونکہ اس کے قرب و جوار میں انبیاء کے مقبرے تھے۔ سلطان فیروز شاہؒ کے عہد سلطنت میں ایک دفعہ شاہی خزانہ پنجاب سے دہلی جا رہا تھا۔ جب شاہی آدمی خزانہ لیکر اس جنگل میں پہنچے۔ انہیں آدمیوں میں ایک مرد خدا صاحب حال تھا۔ اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو سر برآوردہ اُمت ہوگا۔ جو لوگ خزانہ لئے جا رہے تھے وہ سب اس مرد خدا کے معتقد تھے۔ ان پر اس کشف کا حال ظاہر کیا۔ اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے، تو بہت اچھا ہوگا۔ ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب ہوا۔ ندیوں کی کثرت۔ تروتازگی اور نظارے بہت دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے۔ اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی +

علاوہ بریں اس گرد نواح میں نزدیک کوئی شہر نہ تھا صرف ایک سامانہ شہر تھا جو سرھند سے چوبیس میل

کے فاصلہ پر تھا۔ لوگ روپیہ داخل کرنے کے لئے سامانہ جایا کرتے تھے۔ جو لوگ خزانہ پہنچانے جا رہے تھے۔ سب کے سب مخدوم جہانیاںؒ کی خدمت میں جو سلطان فیروز شاہ کے مرشد تھے، آئے۔ اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ سلطان سے درخواست کریں کہ یہاں شہر بنائیں۔ نیز اُس مرد خدا کا مکاشفہ بھی عرض کیا۔ مخدوم جہانیاںؒ نے ان لوگوں کی التماس کو قبول کیا۔ اور اپنے وطن مالوف سے دہلی آئے۔ سلطان استقبال کرکے بڑی عزت سے آپ کو شہر میں لایا۔ پہلی ہی مجلس میں مخدوم جہانیاںؒ نے بادشاہ سے اس مطلب کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے منظور کرکے اسی وقت حکم دیا۔ کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے +

امام رفیع الدینؒ کا بڑا بھائی خواجہ فتح اللہ جو بادشاہ کا وزیر تھا، اس کام کے سرانجام کرنے کے لئے مقرر ہوا تو خواجہ صاحب دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لیکر وہاں آکر عمارت کے کام میں مشغول ہوئے۔ پہلے قلعہ کی بنا اس ٹیلہ پر رکھی، جس میں جنگل تھا۔ قریباً ایک ہاتھ اونچی دیوار بنائی جب دوسرا دن ہوا تو دیوار گر گئی۔ ہر روز اسی طرح ہوتا تھا کہ جب ایک ہاتھ دیوار تیار کرتے تو رات کو گر پڑتی۔ جب اُس کی یہ اطلاع بادشاہ کو دی گئی۔ تو بادشاہ نے اس کا علاج سید مخدوم جہانیاںؒ کے سپرد کیا +

مخدوم جہانیاں رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے خلیفۂ اعظم وامام نماز امام رفیع الدین کو جو اکثر شہر سامانہ میں رہا کرتے تھے، حکم دیا کہ وہاں جاکر حقیقت حال دریافت کرکے قلعہ بنوائیے۔ اس شہر کی ولایت و قطبیت بھی تمہارے متعلق ہے۔ اس مرد خدا کا مکاشفہ اغلباً تمہارے حق میں ہے۔ وہ سربرآوردہ امت شخص تمہاری نسل سے ہوگا +

جب حضرت امام اس مقام پر آئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوست خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اس واسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرا دیتا ہے۔ پھر امام صاحب نے توجہ کی وہ کون سا دوست خدا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ شاہ شرف بوعلی قلندرؒ دہیں۔ حضرت امام نے بہت کچھ معافی مانگی۔ شاہ شرفؒ نے امام صاحب کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جا رہا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مزدوری پر لگایا ہے۔ پھر حضرت امام نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ اسے گرا کیوں دیتے ہیں؟ فرمایا کہ صرف اس واسطے کہ آپ

آجائیں۔ اب آپ آگئے ہیں۔ اب فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم کا وسواس نہ کریں +

بعد ازاں ایک اینٹ لیکر اس کا ایک سرا حضرت امام نے پکڑا اور دوسرا شاہ شرف نے اور بسم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی۔ بعد ازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی +

سبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علو شان دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ شرف بو علی قلندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگ کو آپ کی خاطر مزدور بنایا +

شہر سرہند کی آبادی بارہ کوس میں ہے۔ قریباً تین کوس میں بڑا بازار ہے علاوہ اس کے کئی چھوٹے چھوٹے بازار جابجا ہیں +

شہر سرہند دار الخلافہ شاہجہان آباد سے شمال کی طرف ستئیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اور لاہور سے مشرق کی طرف تیس ۳۰ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور اور شاہ جہان آباد کے وسط میں ہے کابل سے اس کا فاصلہ ایک سو بیس ۱۲۰ فرسنگ ہے +

سلطان فیروز شاہ نے حضرت امام کو بہت سے گاؤں بطور نیاز دیئے۔ اور سرہند کا انتظام بھی انہیں کے سپرد کیا۔ واقعی باطنی ریاست اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حاصل تھی۔ کیونکہ آپ وہاں کے قطب تھے +

حضرت امام کا مزار شہر سرہند میں ہے۔ شہر اور گردونواح کے لوگ آپ کے مزار سے دینی دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ ہر شخص مطلب برآری کے لئے روضۂ مبارک کی ایک اینٹ لیجا کر گھر میں محفوظ رکھتا ہے۔ جب مطلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس اینٹ کا وزن کر کے اتنی مٹھائی بطور نیاز دیتا ہے +

ایک دن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت امام کی زیارت کو گئے۔ فاتحہ کے بعد قبرستان کی بخشش کے واسطے بارگاہ الٰہی میں التماس کی کہ اس قبرستان سے عذاب دفع ہو جائے۔ الہام ہوا کہ ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی کہ بار خدایا! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں

اور زیادہ کر۔ پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اُٹھا لیا گیا ہے۔ پھر التجا کی تو حکم ہوا کہ ایک سال کے لئے عذاب دُور کر دیا ہے۔ پھر عاجزی کی تو حکم ہوا کہ تمہاری خاطر قیامت تک اس قبرستان سے عذاب دُور کر دیا ہے +

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد بزرگوار مخدوم عبدالاحدؒ کے مزار کی زیارت کے لئے گئے تو اس مشہور حدیث کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کوئی عالم کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہے۔ تو چالیس روز تک اس قبر سے عذاب دور رہتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کے آنے کی خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب دُور رہیگا ؎

بدیں خوبی و رعنائی تو از ہر در کہ باز آئی
درے باشد کہ از رحمت بروئے خلق بکشائی

حضرت امام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین اَور آدمی بھی آکر اس شہر میں آباد ہوئے اس وقت اس شہر میں جو چار قبیلے رئیس شہر گنے جاتے ہیں۔ وہ ان چاروں عزیزوں کی اولاد ہیں۔ ایک حضرت امام اور باقی تین ہمراہی۔ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کابلی کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرے کی قوصنداری، یہ حضرت امام کی بیٹیوں کی اولاد سے ہیں۔ اور باپ کی طرف سے صدیقی ہیں۔ تیسرے کروڑی، یہ بھی صدیقی ہیں۔ قوصنداری اور کروڑی خراسان میں شہر ہیں۔ چوتھے ماہروال، یہ بھی صحیح النسب شیخ ہیں۔ بخاری، قاضیخانہ، بنی اسرٰئیل بعد میں آکر اس شہر میں سکونت پذیر ہوئے لیکن دوسرے شرفا سے پھر بھی سابق ہیں۔ آج کل سرہند میں قریش کے قریباً ستائیس صحیح النسب قبیلے آباد ہیں۔ علاوہ ازیں ہزارہا گھر پٹھانوں اور مغلوں کے آباد ہیں +

شہر سرہند تیسری ولایت میں مرکز عالم ہے۔ اور حرمین الشریفین بھی تیسری ولایت میں ہے +

سرہند کے مرکز عالم ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تمام جہان کے دریا جو سرہند سے مشرق کی طرف واقع ہیں۔ ان کا رُخ مشرق کی طرف ہے۔ اور جو مغرب کی طرف واقع ہیں، ان کا پانی مغرب کی جانب بہتا ہے +

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے

مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ بخارا اور سمرقند سے بیج لاکر سرزمین ہند میں جس کو یثرب
بطحیٰ کی خاک سے سرمایہ حاصل ہے بویا گیا۔ پھر سالہا سال آب فضل سے اس کی تربیت
کی گئی۔ جب وہ پھلا پھولا۔ تو ان علوم و معارف کے پھل اس میں لگے، یعنی آنجناب
اور آپ کے فرزند جو رئیس اُمت ہیں اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔

ایک اور جگہ آنجناب تحریر فرماتے ہیں:۔

عنایت الٰہی اور اُس کے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے
شہر سرہند میری جائے ولادت ہے۔ میری خاطر گھرے اندھارے کنوئیں کو پر کرکے
بلند صفہ بنایا۔ اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا۔ اور اس سرزمین
میں ایک نور سپرد کیا۔ جو نور بے صفتی و بے کیفی سے لیا ہوا ہے۔ اس نور کی رنگت
بیت اللہ کی سرزمین پاک سے چمکتی ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور میرے
ہی قلبی نور کی چند ایک شعاعیں ہیں۔ جو اس سرزمین پر پڑ رہی ہیں۔ رنگ میں اس
طرح ہیں جیسے مشعل سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
اے محمد! (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہدے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے ہے
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالےٰ ہی زمین و آسمانوں کا نور ہے۔

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جلد
اوّل کے مکتوب ۸۰ میں اس شہر کی شرافت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

آج کل شہر سرہند فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کے سبب رشک
ہندوستان اور غیرت ہندوستان بنا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہند میں ہے۔ بلکہ
ولایت کی کھڑکی ہے۔ وہاں کی خاک ولایت کے پانی سے ملی ہوئی ہے۔ اور اُس
کی مٹی میں محبت کی شراب افیون سے ملی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستی کا جوش
اس کے طالبوں کے ہوش گم کئے ہوئے ہے۔ اور وہاں کے رقاصوں سے
سرو دستار چھین لئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

ازاں افیوں کہ ساقی در مے افگند

حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار

باوجود اس بات کے جمع الجمع کے شربت سے بھی سیراب ہے۔ اور بلحاظ صحو و صحوت

تروتازہ ہے۔ یہ سب ہدایت و ارشاد کا اثر ہے۔ اور یہ دید و وا د اُس کا پرتو۔ کہاں تک اس مقام کی لطافت طیبہ کو بیان کروں۔ اور یہاں کے فیوض۔ اسرار۔ بخشش اور ایثار کو ظاہر کروں جو عقلمند طالبوں سے مخفی اور صفا کیش منصفوں سے پوشیدہ نہیں کہ تجارا سے اسرار کا ایک گوہر لایا گیا۔ جو دوسروں کے گھروں میں چمک رہا ہے۔ اور خم خانہ سے مشتاقوں کے حلق میں وہ شراب انڈیلی جاتی ہے، جو انہیں جہان اور اپنے آپ سے بے خبر کر دیتی ہے ؎

بس کہ تسنم خود زیرکاں را ایں بس است
بانگ دو کردم اگر در دِہ کس است

نظم

کنوں چوں فکر ہندوستان در افتاد — مرا عود جگر در مجمر افتاد
کزاں قند پچہ شیریں تر زجان است — کنوں در خطۂ ہندوستان است
بجے زیں تنگ شکر ہائے نیرنگ — سرائیم گر شکیب آید دلم تنگ
الا سودائیاں شہریست در ہند — کہ اندر پائے او بنہاد سر ہند
سوادش زلفِ رخسارِ فتوح است — غبارش توتیائے چشمِ روح است
ازاں شہر یکہ نامش مضمر آمد — بعہدِ ما عجب کانے برآمد
چو معدن معدنِ قندِ معانی — بہ شکر اوست ایں شکر فشانی
مسمیٰ خاتمِ اہلِ اشارت — باسم کز مسیحا شد بشارت
بود ہر حرف نامش رمزِ غایت — الف از راستی بگرفت رایت
بود قلب بہا در حجر نامش — کہ اوصافِ شما آمد بکلامش
دہن شد میم تا باشد سخن گو — ز مدّ و کار عمرِ مرشد او
چہارم حرف کاں چار است دال است — کہ دور از چار نعمت فی نوال است
بہ سرو دشتِ ولایت چشمہ افراشت — پس از شمع نبوت نور برداشت
ز نامش اول و آخر شمر دم — از انجا سوئے رمزے او بردم
کہ شخصے نام بر اولے و آخرے — ز رحمتہا است یا ب ایں معما
ہمیں تنہا با احمد او صحیح نیست — چہ گویم باکسے کس محرمے نیست
ہزار اندر چمن دستاں گذار است — کہ ایں گل رونقِ باغِ ہزار است

ولے کز آں بروت و نزکام است — چو ماند نافہ اش گرد مشام است

بہ تذکیرش شوی ہر ذرہ حاضر — فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرْ

اگر ظاہر کند زاں سرِ اسرار سوے — در اندازد بہ ہفت افلاک شورے

زعرفاں گرچہ صد دریا رواں کرد — یکے گفت و صدے دیگر نہاں کرد

ہمہ پیراں بنزدش طفلِ راہ اند — چو من لب تشنۂ نیمے نگاہ اند

بہ ملکِ اولیا چوں او نزادہ — محمد ثمرہ چوں او نداده

بہ صحرائے سمند انگیخت آں شاہ — کہ ماند ارشاد را اجازہ در راہ

جہاں در سایۂ احسانِ او باد — فلک قایم بہ فرزندانِ او باد

بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رایاں — بہ خلوت گاہِ عصمت پارسایاں

ملک را گرچہ در عصمت ستائی است — ازیشاں کردہ کسبِ پارسائی است

باسمِ پاکشاں ہر شہر گر ہند — زمینِ مقدمش گردید سرہند

فروتر طفلگانِ آں گذرگاہ — قدم بر مسلکِ پیرانِ آگاہ

چہ گویم مدحتِ پیرانِ آں در — کہ آمد طفلِ آں در پیرِ رہبر

بزرگئے بزرگانش ازیں داں — کہ با خورداں بزرگی داد یزداں

چرا گردش فلک را گشت پیشہ — کہ بر گرد سرش گردد ہمیشہ

جہاں روشن زراہِ انورِ او — سرِ خورشید یک خشتِ درِ او

ہدایت کارِ اہلِ ایں دکاں را
بود کارِ نہایت دیگراں را

شیخ حبیب اللہؒ آپ امام رفیع الدینؒ کے فرزندوں میں سے تھے۔ اور باپ کے بعد امام صاحب کی خانقاہ کی خلافت آپ کو ملی۔ آپ اپنے زمانے کے ولی اور مشہور شخص تھے +

شیخ محمدؒ آپ حبیب اللہؒ کے خلف ارشد تھے۔ آپنے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت کے لئے تیار ہوئے۔ سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ کے سپرد ہوئی +

شیخ عبد الحیؒ آپ شیخ محمدؒ کے فرزند اور سجادہ نشین تھے باپ کی طرح لوگوں

کو نیکی کی راہ پر لاتے رہے۔ علم ظاہری میں بھی جید عالم تھے +

شیخ زین العابدینؒ آپ شیخ عبدالحیؒ کے بڑے بیٹے اور خلیفہ مطلق تھے اور اپنے زمانہ کے شیخ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ لوگ آپ سے دونو علوم کا فائدہ حاصل کرتے تھے +

مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ آپ شیخ زین العابدینؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ شہر سرہند کی ظاہری اور باطنی ریاست آپ کے سپرد تھی حضرت مخدوم ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے تھے +

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے لیکر مخدوم عبدالاحدؒ تک تمام عزیز امتِ محمدی کے بڑے اولیا سے تھے +

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے شروع جوانی میں ظاہری علوم حاصل کیا۔ پھر شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہی کی خدمت میں جو کہ بڑے مشائخ چشتیہ میں سے تھے پہنچکر باطنی سلوک ختم کیا۔ گو آپ کو آباد اجداد سے خلافت سہروردیہ حاصل تھی۔ پھر بھی سلوک چشتیہ شیخ کی خدمت سے حاصل کیا۔ ظاہری علم میں چند ایک کتابیں باقی رہگئی تھیں شیخ صاحب نے آپ کو حکم دیا کہ وہ بھی ختم کرکے آؤ۔ حضرت مخدومؒ نے عرض کی کہ اگر اس وقت تک آپ کی زندگی نے وفا نہ کی، تو میں کس کی طرف رجوع کرونگا +

شیخ صاحب نے اپنے خلیفہ اور قایم مقام بلکہ اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدینؒ کی طرف اشارہ کیا حضرت مخدومؒ ان کتابوں کو ختم کرکے شیخ رکن الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلوک باطنی میں سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ شیخ رکن الدینؒ سے پورا کیا +

حضرت مخدومؒ نے شاہ کمال کیتھلیؒ سے باطنی حصہ بہت کچھ حاصل کیا +

شیخ کمال کیتھلی اعلےٰ پایہ کے قادری شیخ تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں کہ "جب طریقہ قادریہ کے حالات کا کشف ہوتا ہے تو غوث الثقلینؒ کے بعد شاہ کمالؒ جیسا کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

حضرت مخدومؒ نے شاہ کمالؒ کی خدمت میں رہ کر قادری سلوک کو پورا کیا +

حضرت مخدومؒ اور شاہ کمالؒ کی کیفیتِ ملاقات یوں ہے کہ ایک دن حضرت مخدومؒ شیخ عبدالقدوسؒ کے خلیفہ شیخ جلال تھانیسریؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص

سیاہ لباس پہنے ہوئے خانقاہ میں آیا شیخ صاحب نے سمجھا کہ یہ سپاہی آدمی ہے اس سے بادشاہی فوج کے حالات پوچھنے شروع کئے۔ شاہ کمالؒ شیخ صاحب کے سوال سے ناراض ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ شیخ صاحب میں تو آپ کو درویش سمجھ کر آپ کے پاس آیا تھا لیکن آپ تو خود بادشاہ کے متصدی نکلے۔ شیخ جلال چونکہ نہایت حلیم و خلیق تھے، اس لئے شاہ کمالؒ سے معافی مانگنے لگے۔ حضرت مخدومؒ نے جب شاہ کمالؒ میں جذبہ اور بے تعلقی کے آثار دیکھے۔ تو بے اختیار ان کی ہمنشینی کی طرف مائل ہوئے۔ اٹھتے وقت مخدومؒ نے شاہ کمالؒ سے ان کا نام و مقام پوچھا۔ شاہ کمالؒ نے فرمایا کہ مجھے کمالؒ کہتے ہیں اور میں اکثر قصبہ پائل میں رہتا ہوں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اگر ہماری مجلس کا شوق ہو۔ تو وہاں پر تشریف لائیں +

حضرت مخدومؒ چند روز بعد پائل میں شاہ کمالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے شاہ صاحبؒ کی خدمت سے مخدومؒ نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ شاہ کمالؒ اور مخدومؒ میں بہت محبت ہو گئی۔ چنانچہ اکثر اوقات شاہ کمالؒ مع عیال سرہند میں آ کر مخدومؒ کے گھر کئی کئی روز رہتے +

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ "مبدء معاد" میں فرماتے ہیں کہ "نسبت فردیت مجھے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی اور انہیں ایک مرد خدا صاحب جذبہ سے حاصل ہوئی۔ جو خوارق عظیم کے سبب مشہور تھے اس مرد خدا سے مراد شاہ کمالؒ ہیں +

حضرت قیومؒ رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اولیائے متاخرین میں سے اس قدر خوارق بہت کم کسی ولی سے ظاہر ہوئے۔ جتنے شاہ کمالؒ سے ظہور میں آئے۔ شاہ کمالؒ اکثر اوقات جنگل اور بیابان میں رہتے۔ جب کھانے پینے کی ضرورت ہوتی تو اس وادی میں اچانک شہر نمودار ہو جاتا۔ وہاں کے باشندے آپ کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لا کر کھانا کھلاتے۔ آپ کھانا کھا کر اسی شہر میں رات رہتے۔ جب دن ہوتا تو نہ شہر کا نام و نشان ہوتا نہ لوگوں کا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً خواجہ ہاشم کشمیؒ صاحب، "زبدۃ المقامات" "برکات الاحمدیہ" اور ملا بدر الدین صاحب "حضرات القدس" نے تحریر فرمائے

حضرت مخدوم اور شاہ کمال کیتھلیؒ کی ملاقات اور شیخ عبدالقدوس اور ان کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات اپنی تاریخ کی کتابوں میں مفصل لکھ دیئے ہیں۔ اس واسطے مَیں نے اس کتاب میں اُن کے حالات نہیں لکھے +

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے سیر و سیاحت بہت کی ہے۔ کابل سے لیکر بنگالہ تک کی سیر کی ہے +

شہر رُہتاس میں ایک نہایت عمر رسیدہ مردِ خدا رہا کرتے تھے۔ جنہوں نے اپنے زمانے کے بہت سے مشائخ کی زیارت و ملاقات کی تھی حضرت مخدوم کچھ عرصہ ان کے پاس رہے اور بہت سے فوائد حاصل کئے +

ایک دفعہ حضرت مخدوم جونپور گئے وہاں پر ایک مردِ خدا سید علی قوام نام رہتے تھے۔ جو نہایت صاحبِ حال۔ صاحبِ سکر۔ صاحبِ وجد اور صاحبِ سماع سے تھے۔ آپ چشتیہ سلسلہ سے تھے اور تین واسطوں سے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے ان کا سلسلہ ملتا تھا حضرت مخدومؒ نے آپ کی خدمت سی بہت کچھ حاصل کیا +

نیز حضرت مخدومؒ نے بنگالہ میں شیخ برہانؒ سے ملاقات کی۔ جو عموماً رات کو جاگا کرتے۔ اور رات کے وقت بسبب بے قراری گریہ زاری میں مشغول رہتے اور ساری ساری رات آہ و بکا میں گذار دیتے۔ آپنے حضرت مخدومؒ سے بہت خصوصیت ظاہر کی۔ چونکہ اُن کے بعض افعال خلافِ شرع تھے۔ اس لئے حضرت مخدومؒ ان سے پرہیز کرتے +

نیز حضرت مخدومؒ نے شیخ عبدالغنیؒ سے جو معتبر مشائخ سی تھے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا اتفاق یوں ہوا کہ ایک روز حضرت مخدومؒ نے سنا کہ شیخ عبدالغنیؒ نے ایک درویش کو معرفت کی کوئی بات بتائی جس کی تاب نہ لاکر وہ مرگیا۔ حضرت مخدوم شیخ کی ملاقات کی جستجو میں تھے کہ ان سے ملکر پوچھیں کہ وہ راز کونسا تھا جس سے درویش کا کام تمام ہوگیا۔ آخر مدت بعد شیخ عبدالغنیؒ اتفاق سے کسی موقع پر سرہند آ نکلے حضرت مخدومؒ کو جب شیخ صاحب کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو انہیں لاکر اپنے مقام پر ٹھیرایا۔ اور ان سے پوچھا کہ وہ کیا راز تھا جس نے درویش کا کام تمام کیا شیخ صاحب نے فرمایا کہ مَیں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ یہ تمام دُنیا جو دکھائی دیتی ہے۔

حقیقی پروردگار کی ذات واحد ہے۔ جو وحدت سے کثرت میں آئی ہے۔ چونکہ وہ سادہ لوح تھا۔ اس لئے اس بات کی تاب نہ لاکر مر گیا ✦

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا۔ گویا اپنے زمانے کے امام اعظم تھے۔ اُس زمانے کے تمام علما نے آپ کو اپنا اُستاد مانا۔ آپ علم تصوف میں بھی زمانہ کے امام تھے۔ چنانچہ عوارف المعارف اور فصوص الحکم وغیرہ کتابیں اپنے شاگردوں کو نہایت شرح و بسط سے پڑھایا کرتے تھے ✦

عالموں اور فقیروں کے پیشوا شیخ میرک جو شہزادہ دارا شکوہ کے اُستاد اور شطحیات اور سفینۃ الاولیا کے مؤلف تھے۔ علم ظاہری اور باطنی میں حضرت مخدوم کے شاگرد تھے ✦

سب سے تعجب کی بات تو یہ ہے کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب وحدت وجود تھا اور اس مقام کے سخت مغلوب الحال تھے لیکن پھر بھی کتاب و سنت نبویہ علیہ التحیۃ والتسلیم سے بال بھر تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اور جس کی بابت سُن پاتے کہ وہ ذرا بھی خلاف شرع ہے اُس کے ولی ہونیکا آپ اعتبار نہ کرتے ✦

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے بکثرت لوگوں کو ارشاد کیا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ تقریباً ہر وقت آپ کی خانقاہ میں سینکڑوں آدمیوں کا مجمع رہتا ✦

آنجناب رحمۃ اللہ علیہ سے خوارق عادات اور کرامات اس قدر ظہور میں آئے کہ حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں:-

ہمارے والد بزرگوار کی خدمت میں بہت سے لوگ آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا میں نے بغداد میں دیکھا ہے۔ اور اپنی آشنائی جتلاتے تھے۔ لیکن والد صاحب فرمایا کرتے کہ یارو! میں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا۔ اور تم کہتے ہو کہ ہم نے فلاں شہر میں دیکھا ہے اور آشنا بنے ہیں۔ یہ کس قسم کی تہمت مجھے لگاتے ہو۔ یہ محض افترا پردازی ہے ✦

خواجہ ہاشم کشمیؒ جنہوں نے زبدۃ المقامات برکات احمدیہ جمع کی ہے حضرت

قیوم ثانی معصوم ثانی امام الہد عروۃ الوثقےٰ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت مخدومؒ کا ایک سچا مخلص جب آپ کے حجرے میں داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدومؒ کے تمام اعضا الگ الگ پڑے ہیں۔ اُس نے خیال کیا کہ شاید کسی دشمن یا چور سے یہ حرکت سرزد ہوئی ہے۔ روتا پیٹتا باہر آیا۔ دوسرے کو خبر کی۔ جب دونو ملکر پھر حجرے میں گئے تو دیکھا کہ حضرت مخدومؒ صحیح وسالم زندہ اپنی مسند پر مراقبہ کئے بیٹھے ہیں۔ وہ دو تو بے اختیار روتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر پڑے حضرت مخدومؒ نے انہیں فرمایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں، یہ راز ظاہر نہ کرنا +

حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اکثر طریقۂ نقشبندیہ کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کشفی نگاہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ مرکز اور شاہراہ پر واقع ہے لیکن ہماری نگاہ میں کوئی اس طریقے کا صاحب نہیں۔ جس کی ہمنشینی سے اس طریقہ کی برکتیں حاصل کی جائیں +

حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت مخدومؒ کی یہ آرزو حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ظاہر کی۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں بھی اُن کی زیارت کا شوق تھا لیکن جب ہم نے سرہند پہنچکر دریافت کیا، تو معلوم ہوا کہ آپ اس وقت وہاں نہ تھے +

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے علم شریعت اور حقیقت میں نہایت معتبر کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے کنوز حقائق اور اسرار التشہد ہیں دیکھو ان میں کس قدر علوم و معارف بیان فرمائے ہیں +

حضرت مخدوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ۲۷۔ جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ ہجری کو شہر سرہند میں ہوا۔ جناب کا سن شریف اسّی سال تھا۔ جناب کے کوچ کے وقت حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاضر خدمت تھے +

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۂ چشتیہ۔ قادریہ اور سہروردیہ کی نسبت جو آنجناب کو حاصل تھی حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو القا کی اور اپنی خانقاہ کی خلافت بھی انہیں ہی عنایت فرمائی +

حضرت قیوم اول مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ

کے منجھلے فرزند تھے۔ تین آپ سے عمر میں بڑے تھے اور تین چھوٹے۔ حضرت مخدوم
کے تمام فرزند تعداد میں چھ تھے۔ جو سب کے سب عالم اور کامل ولی تھے۔ ان کے
دائرے کا مرکز حضرت قیوم اوّل ہیں جس طرح آفتاب چوتھے آسمان کا ستارہ ہے
جو تمام آسمانی ستاروں کا بادشاہ ہے۔ اور الف بھی چوتھے مرتبے پر بحساب ابجد
ہزار ہو جاتا ہے اس واسطے الف امت کی تجدید آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو
عنایت ہوئی۔ جو گذشتہ اور آیندہ تمام اولیا پر بادشاہ ہونا ہے۔ حضرت مخدوم
کا مزار شہر کے شمالی کنارہ پر واقع ہے +

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ اپنے والد بزرگوار
کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر مزار کے
اردگرد کی قبروں پر جو لوگ وہاں یمن و برکت کے لئے اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں
تاکہ رحمت الٰہی میں داخل ہوں۔ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ عین فاتحہ کے وقت آپ کے
مبارک دل میں خیال آیا کہ جب کوئی عالم شخص قبرستان سے گذرتا ہے۔ تو اُس کے
قدموں کی برکت سے چالیس روز کے لئے اُس قبرستان سے عذاب اُٹھ جاتا ہے
لیکن مجھ میں اس قدر قابلیت نہیں کہ میرے سبب سے عذاب رفع ہو جائے۔ یہ خیال آتے
ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کی برکت سے ہم نے قیامت تک اس قبرستان
سے عذاب اُٹھا لیا +

کسی شخص نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال میں حسب ذیل
قطعہ کہا ہے

قطعہ

آں شیخ کہ بود عالم اندر فن — جانش گہر سرِ اہل معدن
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل — تاریخ وصال او بگو شیخ زمن

حضرت مخدوم رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کے حالات لکھنے والوں مثلاً مُلّا بدر الدین صاحب حضرات القدس اور خواجہ
ہاشم صاحب برکات الاحمدیہ اور میرے دادا بزرگوار جو کتب قیومیہ کے مؤلف ہیں۔ اور حضرت
شیخ محمد ہادی قدس اللہ سرہم وغیرہ نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھے ہیں لیکن اس کتاب
میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں اس واسطے مختصراً لکھے گئے ہیں تاکہ سننے والا اُکتا نہ جائے +

ذکر بیان ارتداد سلطان ہند از دین اسلام و استیلائے کفر بر عالم و ضعیف شدن مسلمانان در اسلام

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر دین اسلام سے پھر گیا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ فیضی اور ابوالفضل دونو بھائی اس کے مقرب خاص تھے جنہیں ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا خصوصاً علم منطق۔ حکمت طبعی اور ریاضی کا مطالعہ انہوں نے خوب غور و خوض سے کیا تھا۔ ان علوم کا یہ کلیہ ہے کہ جو شخص ان علوم میں غور کرتا ہے۔ اگر وہ اہلسنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بضرور فرق آجاتا ہے۔ ان دونو بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی۔ بلکہ دین حق سے بالکل منحرف ہو گئے۔ چنانچہ ابوالفضل نے بنارس جا کر کفار کے علوم حاصل کئے اسی اثنا میں بادشاہ کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی۔ ابوالفضل ان علوم کو ہندی سے فارسی میں ترجمہ کرکے بادشاہ کو بتایا کرتا۔ اور اس طرح بیان کرتا کہ جاہل بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہو گئی۔ دن رات ابوالفضل سے مسائل پوچھتا۔ اور ابوالفضل بھی ہندی کی چندی کرکے بتاتا۔ کسی اور شخص کو یہ قدرت نہ تھی کہ آکر حق بات سنائے۔ ایک روز ابوالفضل نے بادشاہ کو کہا کہ ہندوؤں کا ایک اوتار اور باقی ہے جو اس آخری زمانے میں پیدا ہوگا۔ اس کی علامتیں آپ کی ذات میں پورے طور پر پائی جاتی ہیں +

کافروں کی اصطلاح میں اوتار اس شخص کو کہتے ہیں، جن میں ذات واجب تعالیٰ حلول کرے۔ معاذ اللہ اس قسم کے کلمات جو ان کے منہ سے نکلتے ہیں سراسر جھوٹ ہیں۔ یہ سنکر اس بیوقوف بادشاہ نے **نبوت** کا دعوے کیا +

شیخ سلطان کو جن کی دختر نیک اختر حضرت قیوم مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی منکوحہ تھیں، بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اعتبار حاصل تھا +

بادشاہ نے شیخ سلطان کو کہا کہ ہمارے لئے **قرآن** لکھو جس میں شریعت ہو۔ شیخ صاحب قلم دوات پکڑ کبھی بادشاہ کی طرف دیکھتے اور کبھی آسمان کی طرف۔ بادشاہ نے پوچھا آپ کیا دیکھتے ہیں؟ ہمارا **قرآن** لکھو بھی +

شیخ صاحب نے فرمایا۔ دیکھتا ہوں کہ جبرائیل علیہ السلام جو حامل وحی ہے

آسمان سے تمہارے لئے قرآن شریف لائے، تو میں لکھوں۔ بادشاہ یہ سُنکر بہت شرمندہ ہُوا۔ اور شیخ صاحب کو کہنے لگا کہ جاؤ میں نے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے کی حکومت تمہارے سپرد کی۔ اِس مُلک کا بندوبست کرو شیخ صاحب بھی چاہتے تھے کہ اس ملعون کی خدمت سے دُور رہیں۔ اس مُلک میں جا کر وہاں کے محصُول کو علماء و فقراء میں تقسیم کیا۔ چنانچہ بارہ سال تک ایک پیسہ بھی بادشاہ کو نہ دیا۔ بادشاہ نے بھی آپ سے کچھ نہ پوچھا آخر جب بارہ سال بعد بادشاہ کسی تقریب سے اِدھر سے گذرا تو شیخ صاحب کو بُلا کر بارہ سالہ خراج کی بابت پوچھا۔ شیخ صاحب بھی اپنے گھر سے مصمم ارادہ کر کے نکلے کہ آج ضرور شہید ہونا ہے۔ بادشاہ کو کہنے لگے کہ تو دین سے مُرتد ہوگیا ہے۔ سو مُرتد کا مال اُڑا جانا جائز و مُباح ہے۔ اس واسطے میں نے فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیا۔ یہ کہکر بغل سے ایک پتھر نکال بادشاہ کے چہرہ پر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا شیخ صاحب کو سُولی چڑھایا گیا۔

ابوالفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کر کے بادشاہ کو کہا۔ کہ یہ کتاب تیرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ میں فلاں جنگل میں سیر کو جا رہا تھا اتفاقًا ہمراہیوں سے جدا ہوگیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتہ نے آسمان سے اتر کر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا۔ حق تعالیٰ نے یہ اس کے لئے بھیجی ہے۔

اِن بیوقوفوں کا کمینہ پن دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی تو دوسرے کو بیچ میں ڈالکر ہی کتاب دیتا۔ انبیاء حق کے پاس جو فرشتے آتے رہے وہ بلا وساطت پیغام پہنچاتے رہے۔ نہ کہ دوسرے کے وسیلے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوتا۔ اس باطل کتاب کے احکام اس قسم کے تھے۔ یا ایھا البشر لا تذبح البقر و ان تذبح البقر فما واک فی الشقر۔ اے انسان! گائے ذبح نہ کرنا۔ اگر گائے کو ذبح کریگا۔ تو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ جو چیزیں قرآن شریف کی رُو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دیگئیں اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور سور کا گوشت حلال سمجھا گیا۔ اور علانیہ حکم دیا کہ کھلم کھلا بازاروں میں سور کا گوشت بکا کرے۔ گائے۔ بھیڑ کا گوشت

بالکل گم کر دیا شراب مباح سمجھی گئی مسجدوں اور مدرسوں کو گرا یا گیا۔ اگر گرانے سے کوئی باقی بچ رہا۔ تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ باندھا کریں۔ جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے اُن پر بڑا ظلم و ستم کرتے بہت سوں کو قتل کیا چنانچہ شاعر نے کہا ہے ؎

شاہ ما امسال دعوائے نبوت میکند
سالِ دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

واقعی ایسا ہی ہوا۔ کچھ مدت بعد خدائی دعوے کیا۔ چنانچہ اس بیدین بادشاہ کی مُہر کی یہ عبارت ہے "جل جلالہ است اکبر" دوسری مُہر کی عبارت یہ ہے "ما اکبر شانہٗ تعالیٰ" اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا۔ بادشاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کرواتے۔ اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتے۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے بڑا نازک موقعہ تھا۔ عہد نبوت کو ہزار سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اور دین متین بہت ہی کمزور ہو چکا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا طریق ہے۔ کہ ہزار سال بعد انبیا کا دین کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں کوئی نبی اُولوالعزم صاحب شریعت نیا دین پھیلاتا ہے۔ چونکہ اس امت کے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ختم المرسلین و النبیین ہیں۔ سو ایسے وقت میں پیغمبر تو پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا جو پیغمبر اُولوالعزم کا قایم مقام ہو۔ اور اس دین کو از سرِ نو ترو تازگی بخشے ؛

ذکر در بیان اخبار و بشارات کہ از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و اولیائے امت او

در حق قیوم اول مجدد الف ثانی وارد گشتہ اند

اُن حدیثوں کے بیان میں جو قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کی وجود پر دلالت کرتی ہیں

کتاب جامع الدرر میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی کے حق میں بیان کی ہے

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یبعث اللہ رجلاً علیٰ راس احد عشر مائۃ سنۃ ھو نور عظیم اسمہٗ اسمی بین السلاطین الجابرین

ویدخل الجنۃ بشفاعتہ رجال الوفا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گیارھویں صدی کے شروع میں میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا وہ شخص نورِ عظیم ہوگا۔ اُس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ دو ظالم بادشاہوں کے درمیان مبعوث ہوگا۔ اور اُس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزارہا لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریگا ۔

مُلا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جمع الجوامع میں یہ حدیث حضرت مجدد الف ثانی رح کے حق میں لاتے ہیں۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یکون رجلاً فی امتی یقال لہ صلۃ تدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جسے خلقت صلہ کہیگی یعنی وہ متفرق چیزوں کو ملانیوالا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ شریعت اور طریقت کو ملائینگے۔ اور اُس کی شفاعت سے میری امت میں سے اس قدر آدمی جنت میں داخل ہونگے ۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم اول دوسری جلد کے چھٹے مکتوب میں جو آنجناب نے حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ کے نام لکھا ہے، تحریر فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین ومصلح بین الفئتین اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو لشکروں میں صلح کرانے والا بنایا ۔

آنجناب رضے اللہ تعالےٰ عنہ حسب ذیل وجوہ سے صلہ ہیں۔ ایک تو آپ نے ملاحت و صباحت کو ملایا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حسب موقعہ بیان کیا جائیگا ۔

دوسرے یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ شریعت کے مطابق اور دوسرے سلسلوں کے مخالف تھا۔ چنانچہ دوسرے سلسلہ والوں نے علمائے اہل حق کی مخالفت کی۔ وحدت وجود کے قائل تھے۔ سماع و نغمہ سُنا کرتے تھے۔ حضرت قیوم اول کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوشخبری ملی کہ آپ کی طفیل قیامت کے دن اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثنا کے ہزارہا آدمی جنت میں داخل ہونگے ۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کا سا درجہ رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں ہزار سال بعد حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسے نبی پیدا ہوئے۔ جنہوں نے الٰہی علوم و معارف کو ظاہر کیا۔ اس امت میں بھی ہزار ہا سال بعد کوئی ایسا شخص ہونا چاہئیے۔ جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی طرح اُن علوم و معارف کو تازہ کرے، جن کو کسی اور ولی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الامتی اولھا خیر و اٰخرھا خیر فی وسطھا کدر (ترمذی نے روایت کی کہ جناب فخر کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اول و اخیر حصہ اچھا ہے اور درمیانی گدلا ہے۔ یہاں کدورت یا گدلا پن سے مراد اسماء و صفات کا مقام وظلال ہے۔ جو اولیا اس ہزار سال کے اندر پیدا ہوئے، وہ توحید وجودی کے قائل اور سماع و نغمہ کی طرف مائل تھے۔ یہ ظلال صفات کی ابتدائی باتیں ہیں۔ اسماء و صفات کی اصل کا ظہور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام۔ تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں ہوا۔ پھر ہزار سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رض کے عہد میں اس کا ظہور ہوا۔

شریعت کی استقامت یا تو صحابہ اور تابعین رضے اللہ تعالیٰ اجمعین کے زمانہ میں تھی۔ یا حضرت مجدد الف ثانی اور آنجناب کے فرزندوں یعنی قیوم ثلاثہ کے عہد میں شریعت اور طریقت نے از سر نو زیب و زینت حاصل کی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جو اولیا اس ہزار سال کے عرصے میں پیدا ہوئے۔ ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات نے کیوں ظہور نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات پائے جاتے۔ تو کبھی توحید وجودی کے قائل نہ ہوتے اور نہ ہی رقص و سماع کرتے۔ کیونکہ یہ باتیں اسماء و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہیں۔ صرف ان کے ظلال (سایہ) میں ہیں۔ اگر توحید وجودی رقص و سماع اسماء و صفات کی اصل کے کمالات میں داخل ہوتے تو گذشتہ انبیا اور صحابہ کرام وغیرہ رض سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کا طریق ہے۔ کہ

ہر ہزار سال بعد اصل الاصل کے خاص کمالات جو صرف ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں، ظاہر ہوں۔ اور وہ ان کمالات کے علاوہ ہوں، جو ہزار سال میں ظاہر ہو چکے ہیں کیونکہ یہ کمالات ظلال کے کمالات سے بدرجہا افضل ہیں۔ وہ کمالات ظل ظلال ہیں اور یہ اصل الاصول جس طرح یہ کمالات ان کمالات سے افضل ہیں اسی طرح وہ شخص جس میں یہ کمالات پائے جاتے ہیں، اُس شخص سے جس میں وہ کمالات پائے جاتے ہوں، بدرجہا افضل ہے۔ جیسا کہ انبیائے اُولوالعزم جو ایک دوسرے سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اُن انبیا سے افضل ہیں، جو اس ہزار سال کے عرصہ میں پیدا ہوئے ✣

اس اُمت میں بھی اللہ تعالےٰ کے طریق کے مطابق جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد اسما و صفات کی اصل کے کمالات ظاہر ہوئے۔ اور ان کمالات کے رئیس حضرت مجدّد الف ثانی رض اور آنجناب کے فرزند ہیں۔ اسی واسطے شریعت کی استقامت امر معروف اور نہی عن منکر ان بزرگوں کا پسندیدہ طریقہ رہا ہے ✣

وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سُننا اور رقص کرنا وغیرہ امت محمدی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ان تمام آدمیوں کے لئے جو ہجرت سے ہزار سال بعد پیدا ہوئے مطلق منع ہیں ✣

انہیں کمالات کے سبب حضرات **قیوّم اربعہ** جن سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رض اور اُن کے فرزند رضے اللہ تعالےٰ عنہم ہیں۔ انبیا اور خلفائے راشدین سے اُتر کر تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا وغیرہ سے افضل ہیں ✣ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کمالات والوں کے حق میں فرمایا ہے۔ مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولہا خیر ام اٰخرہا رواہ ترمذی ترمذی نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت بارش کی طرح ہے۔ کبھی اس کا پہلا حصہ بہتر ہوتا ہے اور کبھی پچھلا۔ معلوم نہیں میری امت کا پہلا حصہ اچھا ہے یا پچھلا، کیونکہ وہی کمالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے اس وقت ظاہر ہوئے۔ کیونکہ اُن بزرگوں کا اخیر اولیت کا سا ہے۔

بسبب غایت بزرگی دونو فریق میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیسکتے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کے متاخرین بزرگوں کو نہیں دیکھا پھر بھی انہیں اپنے اصحاب کے برابر فرمایا ہے۔ اگر دیکھ لیتے تو کیا فرماتے +

حق تعالےٰ نے جو قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ جو سابقوں کے سابق ہیں وہی اعلےٰ بہشت میں مقرب ہیں۔ اولین میں سے بہت سے لوگ اور آخرین میں سے تھوڑے اس قسم کے ہیں +

ذکر در بیان خبر حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کہ از موسوی معلوم شد

حضرت قیوم ثانی معصوم ثانی کے فرزند حضرت محمد اشرف کے دوہتے شیخ محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار یعنی حضرت عروۃ الوثقےٰ کے بڑے بیٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ کابل میں میرے والد بزرگوار محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف با سلام ہوا اور آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوا۔ مرید ہونے کے بعد اُس نے بیان کیا کہ میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ میں توریت پڑھا کرتا تھا۔ اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اُن اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا جو پورے طور پر اس پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کا نائب ہوگا۔ جب آپ کے مریدوں میں سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے اوصاف سُنے تو بعینہٖ وہ تھے جو میں نے توریت میں پڑھے تھے۔ حق تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہدایت کی۔ اور حقیقت اسلام مجھ پر واضح ہوگئی۔ آپ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرزند اور خلیفہ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کیا۔ اور مرید ہوگیا۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک +

ذکر در بیان اخبار کردن اولیاے سلف و خلف بوجودِ مسعودِ حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

داؤد قیصری جو فصوص کے شارح ہیں قیصری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور ستارے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیائے اولوالعزم کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں۔ پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کریگا اور انبیاے اولوالعزم کا قایم مقام ہوگا۔

حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کی بابت خبر دینا:۔

شیخ الاسلام حضرت احمد جامؒ کے مقامات میں لکھا ہے کہ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہونگے۔ ان میں سے آخری شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا۔ اور امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اولیا سے افضل ہوگا۔

احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ ظہیر الدینؒ رموز العاشقین میں لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار شیخ الاسلام حضرت احمد جامؒ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی۔ انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سنے ہیں۔ اور ان کی کتابیں دیکھی ہیں۔ لیکن آپ جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جو ریاضت اولیا نے فرداً فرداً کی۔ وہ میں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی۔ اس واسطے حق تعالےٰ نے جو کچھ فرداً فرداً انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا۔ لیکن میرے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام مبعوث ہوگا۔ اس کے حق میں وہ عنایات الٰہی ہونگی کہ تمام خلقت دیکھیگی۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے۔ یعنی اس میں تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا کے کمالات پائے جائینگے۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گذرا۔ چنانچہ حضرت احمد جامؒ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

دسویں صدی ہجری میں ہوئی۔ آنجناب نے الف ثانی ہجریہ کے بعد خلعت پہنی۔

شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ کی پیدائش کی بابت خبر دینا:-

شیخ خلیل اللہ بدخشی کے مقامات میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلہ سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا جو امت محمدی (صلوات اللہ وسلامہ) کے تمام اولیا سے افضل ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اُس وقت تک وفا نہ کریگی کہ ہم اُس کی خدمت کریں۔ بعد ازاں ایک خط اپنی نیازمندی اور عذر و معذرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفے کو دیا کہ اسے سنبھال کر رکھنا اور جب حضرت مجدد الف ثانی مبعوث ہوں۔ یہ خط بڑی نیاز سے اُن کی خدمت میں پیش کرنا۔ تاکہ ہمارے حق میں دُعائے خیر کریں۔

خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی نے اس مکتوب کو تجدید قیومیت کے دسویں سال حضرت مجدّد الف ثانی کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت قیوم اول نے شیخ صاحب کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور فرمایا کہ شیخ خلیل اللہ امت کے بڑے مشائخ سے نظر آتے ہیں۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ولادت کی خبر دینا:-

ایک روز حضرت شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہوگیا۔ اور دمبدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی۔ اس نور سے تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا نے نور حاصل کیا۔ آنجناب یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ یہ کس شخص کا نور ہے الہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیائے امت سے افضل ہے جو آپ کے پانسو سال بعد پیدا ہوگا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کریگا۔ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کریگا۔ اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہونگے۔

بعد ازاں شیخ الجن والانس نے اپنا خاص خرقہ اتار کر اپنی مخصوص نسبت و نعمت

کرکے بطور امانت اپنے بڑے خلیفہ کے حوالہ کیا۔ اور وصیت فرمائی کہ اسے پوری پوری حفاظت سے رکھنا۔ یہاں تک کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کا پیر اس سے فیض حاصل کریگا اور اُسے اپنے سے اونچا بٹھائیگا۔ اور مریدانہ سلوک کریگا۔ ایسے ہمارا سلام پہنچانا اور یہ خرقہ بطور تحفہ اسے دینا۔ وہ خرقہ اس خاندان میں بطور امانت رہا۔ آخر شاہ کمالؒ کے پیر شاہ سکندرؒ نے تجدید کے دو کر سال وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ حسب موقعہ مفصل ذکر ہوگا۔

حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی خبر دینا:۔

جب حضرت مخدومؒ حضرت شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے توجہ باطنی کے لئے التماس کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کرکے آئیں۔ حضرت مخدومؒ نے عرض کی کہ اگر آپ کی عمر نے اس وقت تک وفا نہ کی تو حضرت شیخ نے اپنے بڑے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں۔ تو اس کے پاس آنا۔ پھر حضرت مخدومؒ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اس وقت تک میری عمر وفا نہ کرے۔ حضرت شیخ نے حضرت مخدومؒ کے اس خیال سے واقف ہوکر فرمایا کہ گھبرائیے نہیں۔ آپ جلدی ہی علوم کی تحصیل کرکے سلوک باطنی کو طے کرینگے۔ ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی میں ہمیں ایک نور دکھلائی دیتا ہے۔ جو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک فرزند نرینہ پیدا ہوگا۔ جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ اور بدعت اور گمراہی ملیا میٹ ہو جائیگی اس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائیگا۔ اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفا کے وسیلے قیامت تک قائم رہینگے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی خدمت کرونگا اور اس کی خدمت کو قرب بارگاہ الٰہی کا وسیلہ بناؤنگا۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ دیکھنا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پیدائش پر دلالت کرتا ہے:۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے والد بزرگوار حضرت

مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھا گئی ہے۔ اور بندر۔ ریچھ اور سور تمام جہان میں پھیل گئے ہیں اور لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا۔ جس سے تمام جہان منور ہو گیا ہے۔ اس نور سے ایک بجلی نکلی جس نے تمام بندروں ریچھوں اور سوروں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا۔ جس پر ایک نورانی مرد تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور ہزار ہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ آسمان سے اس کے پاس فرشتے آ کر نیچے ادب سے کھڑے ہیں۔ اور تمام جہان کے بے دین ظالم۔ مرتد اور جبار بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے روبرو لا رہے ہیں اور انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور ایک شخص یہ آیت بآواز بلند پڑھ رہا ہے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ کہدے کہ حق آیا اور باطل جاتا رہا۔ واقعی باطل مٹنے والا ہی تھا +

حضرت مخدوم نے صبح کو رات کا واقعہ فرد زمانہ شاہ کمال کی خدمت میں بیان کیا۔ اور اس کی تعبیر پوچھی۔ حضرت شاہ کمال نے توجہ باطنی کے بعد حضرت مخدوم کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ایک فرزند نرینہ ہوگا کہ اس کے وجود کے نور سے ظلمت بدعت، سنت محمدی علیہ التحیۃ والتسلیمات کی روشنی سے بدلجائیگی۔ اور زمانہ بھر کے جبار اور اکابر اس کی اطاعت کرینگے۔ اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلیگا۔ اور اس کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا! اور وہ اس امت کے تمام اولیا کا سردار ہوگا +

حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی پیدائش کی خبر دینا:-

حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ ایک وقت مراقبہ میں مستغرق تھے، اس اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرزمین سرہند سے ایک نور ظاہر ہوا۔ جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ الٰہی یہ کس کا نور ہے۔ غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہوگا۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا اور تمام خلقت اس کے فیض سے

ہدایت پائیگی اور احکام شرعی اس کی طفیل از سر نو تازہ ہونگے +

حضرت الشیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:۔

جب ہندوستان کا بادشاہ مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہوگیا۔ تو لوگ حضرت شیخ نظام نارنولیؒ کی خدمت میں جو کہ مقتدائے اہل اسلام تھے گئے۔ اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں التجائے عاجزی۔ آپ نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خبر دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام اولیائے اُمت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نورِ سُنت سے بدلجائیگی۔ اور اسلام کو رونق حاصل ہوگی۔ اور شریعت اور طریقت کو زیب و زینت حاصل ہوگی۔ اور شرع کے مخالف طریق منسُوخ ہو جائینگے۔ اور اُس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا +

حضرت شیخ عبداللہ علاؤالدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالی عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:۔

جب ہندوستان کے بادشاہ کا ظلم وستم اور کفر کا غلبہ مسلمانان ہند پر حد سے بڑھ گیا۔ اور خلقت گھبرا اُٹھی۔ چنانچہ ہزارہا مسلمانوں کو ہر روز پکڑ کر بادشاہ کے پاس لاتے اور سجدہ کراتے۔ اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے۔ تمام مسلمان جمع ہو کر شیخ عبداللہ علاؤالدین سہروردیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اپنے زمانہ کے شیخ و بزرگ تھے۔ اور اس بارے میں التجا کی کہ آپ اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں شیخ صاحب نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ عنقریب ہی ایک شخص مبعوث ہوگا جو تمام گذشتہ اور آیندہ اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اس کی توجہ شریف سے جہان کی تنگی فرحت سے بدلجائیگی۔ اور دین اسلام میں رونق آئیگی۔ جہان میں طراوت اور تازگی ظاہر ہوگی۔ اس کے ارشاد اور ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائینگے۔ اور وہ نور قیامت تک قایم رہیگا +

منجموں اور اختر شناسوں کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے وجود مسعود کی خبر دینا:۔

جب ہندوستان کے بادشاہ کے ظلم و ستم کی تکلیف ہندوستان کے مسلمانوں پر بدرجہ کمال پہنچی۔ اور تمام جہان گھبرا اُٹھا۔ اُس وقت بہت لوگوں نے نجومیوں اور رمالوں سے پوچھا کہ اللہ تعالےٰ ہمیں کب تک اس آفت دین و دنیا سے نجات دیگا۔ اسی اثنا میں خان اعظم جو رکن سلطنت تھا اور جسے جنون اسلام حد سے زیادہ تھا۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور غلبہ کفر کی وجہ سے آتش حسرت پر حرمل کے دانے کی طرح جلتا تھا اس نے سلطنت کے رمالوں اور منجموں کو بلا کر پوچھا کہ اس معاملہ کی کیفیت بیان کرو۔ اُنہوں نے اس سے چالیس روز کی مُہلت مانگی کہ ہمیں اپنے علوم میں خوب غور و خوض کر لینے دو۔ پھر ہم اس کا جواب دینگے۔ اس نے یہ بات مان لی۔ چالیس روز بعد منجموں نے آکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کی ہے۔ اوضاع فلکی سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب۔ ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس جیسا پہلے کوئی اس اُمت میں نہ پیدا ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس کی توجہ شریف سے دین اسلام کو تر و تازگی ہوگی۔ اور کفر و بدعت مغلوب ہو جائینگے۔ اور ملحد لوگ بےعزت و خوار ہونگے۔ گمراہی اور بےدینی جڑھ سے اُکھڑ جائیگی۔ اس کا طریقہ بعینہ صحابہ کبار کا طریقہ ہوگا۔ اور مشائخ گذشتہ کے مذاہب جو مخالف شرع ہیں۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ سماع و نغمہ سُننا سب کا قلع قمع ہو جائیگا۔ ہزار سال بعد اسلام کو رونق ہوگی۔ شاہی اختر شناس جو سب منجموں سے لائق تھا۔ کہنے لگا کہ تین روز سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو اس ہزار سال کے عرصے میں طلوع نہیں ہوا۔ اگر خاتم الرسل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے سے پہلے وہ ستارہ طلوع کرتا تو کسی اولوالعزم نبی کی پیدائش پر دلالت کرتا۔ چونکہ اس اُمت میں پیغمبر کا پیدا ہونا محال ہے۔ اس واسطے ضروری ہے کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نائب اور قایم مقام ہو۔ اور تمام ٹیڑھے دگمراہ مذاہب اور طریقوں کو برطرف کرے۔ اور جہان میں فرحت کے آثار پیدا ہوں۔ اور شریعت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم از سر نو منور ہو۔ اور جہان بھر کے بادشاہ اُس کی اطاعت کریں۔ اور تمام کے دل پر اُس کا رُعب چھا جائے۔ اور اس کا طریقہ سُنت سنیّہ کے عین مطابق ہو۔ اس کے طریقے والے عبادت بکثرت کریں۔ پھر اس

نجومی نے خاں مذکور کو کہا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں شامل ہونگے۔ اُس روز سے خانِ اعظم حضرت مجدّد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کا معتقد ہوا۔ اور دن رات آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرفِ زیارت و ارادت سے مشرف ہوا۔ انشاء اللہ حسب موقعہ یہ بیان کیا جائیگا۔

مولٰنا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت مجدّد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے وجُود مسعود کی خبر دینا:۔

مولانا عبدالرحمٰنؒ جو اپنے زمانے کے جیّد عالم اور صالحین کے سردار تھے فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اکبر آباد سے دہلی آیا۔ اتفاقاً ایک منزل میں میرے پیٹ میں درد ہُوا۔ میں جنگل میں ٹھیر گیا۔ اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چلدیئے میں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کے لئے جاتا تھا۔ اتنے میں رات ہوگئی۔ اس جنگل میں قریب ہی ایک غیر آباد محل تھا۔ میں جاڑے کے مارے وہاں چلا گیا۔ کہ چلو رات یہیں بسر کروں۔ آدھی رات گذری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی فوج نمودار ہوئی ہے۔ اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آپہنچی ہے پھر انہوں نے نہایت عالیشان فرش اس محل میں بچھایا۔ اور فرش پر ایک تخت لاکر رکھا۔ بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا۔ اور ہزارہا آدمی اُس کے گرداگرد بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ آخر مجھے معلوم ہُوا کہ یہ جنّوں کے بادشاہ کی فوج ہے۔ یہ معلوم کرکے میں بہت ڈرا۔ اتنے میں جنّوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سوائے ہماری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد ہے۔ آخر مجھے پکڑ کر اُس کے پاس لے گئے۔ اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں بنی آدم کی اولاد سے ایک مُلا مرد ہوں۔ اس نے کہا۔ ہم بھی مسلمان ہیں۔ چند علمی کلمات بیان کرو۔ تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں۔ میں نے چند ایک حدیثیں فقہ اور اہل سنت وجماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ ان دنوں ہمارا علم بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اُس نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے۔ اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں۔ اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونیوالا ہے جس کی برکت سے اللہ تعالےٰ کفر کی تاریکی کو

سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے بدل ڈالیگا۔ اور اس کا طریقہ تمام ولیاء اُمّت سے افضل ہوگا۔ اس کے اوضاع واطوار۔ اور اقوال وافعال سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہونگے۔ اس کا طریقہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائیگا۔ اور قیامت تک رہیگا۔ آپ ضرور اُس شخص کی زیارت کرینگے۔ مولانا عبدالرحمٰن اُس روز سے حضرت مجدّد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد ہو گئے۔ حتےٰ کہ تجدید و قیومیّت کے پہلے سال ہی آنجناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔

نیک مردوں کے خواب اور واقعات جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ

کے وجود مسعود پر دلالت کرتے ہیں

شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ جو اکبر بادشاہ کے وقت میں سلطنت کے رُکن تھے۔ چنانچہ ان کا تھوڑا سا حال بادشاہ کے مرتد ہونے کے بیان میں لکھا جا چکا ہے۔ دن رات بادشاہ کے مرتد ہونے اور جہان میں کفر کے غالب آنے سے متفکر اور مغموم رہتے۔ اسی اثنا میں ایک رات انہوں نے واقعہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں اندھیرا چھا گیا ہے۔ اور بڑا قوی الجثہ ہاتھی لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے۔ اتنے میں ایک نورانی مرد خدا بہت سی فوج لیکر جن کے چہروں سے نور چمک رہا ہے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے۔ ظاہر ہوا ہے۔ جن کی روشنی سے جہان اور تمام اہل جہان عرش سے فرش تک منوّر ہو گئے۔ اس مرد خدا اور اس کی فوج کا وہ نور ساعت بساعت بڑھ رہا ہے۔ اور پے در پے اور فوجیں بدستور آرہی ہیں۔ حتےٰ کہ تمام جہان اس فوج سے پُر ہو گیا۔ اس مرد خدا کے نور کی شعاعیں شیخ سلطان پر بھی پڑیں۔ اس مرد خدا نے غضب کی ایک نگاہ ہاتھی کی طرف کی دیکھتے ہی ہاتھی زمین پر گر کر مر گیا۔

شیخ صاحب نے رات کے واقع کا ذکر صبح معتبر لوگوں سے کیا۔ تو سب نے یہی جواب دیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا جس کی توجہ کے نور سے کفر کی تاریکی جو جہان پر چھائی ہوئی ہے۔ اسلام کی روشنی سے بدلجائیگی۔ اور بدعت وگمراہی جہان سے بالکل اُٹھ جائیگی سُنّت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام

از سر نو تازہ ہوگی ۔ اور یہ فوج جو اس کے ہمراہ ہے ، وہ اس کے فرزند اور خلیفے ہیں جو کہ سب بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھیڑ پھینکینگے اور سنت و ہدایت کو زندہ کرینگے دن بدن اس عزیز کا طریقہ ترقی کرتا جائیگا چنانچہ جہان اس سے پر ہو جائیگا ۔ اور قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہیگا ۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور دن بدن زیادہ ہوتا جائیگا ۔ وہ قوی الجثہ ہاتھی اکبر بادشاہ ہے ۔ جسے حق تعالےٰ اس عزیز کی توجہ اور غضب کے سبب اس جہان سے اٹھائیگا ۔ آپ اس عزیز سے ملاقات کرینگے ۔ بلکہ آپ کے قرب جوار سے ہی ظاہر ہوگا ۔ اور آپ اس کے قریبی اصحاب سے ہونگے اس روز سے شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے غائبانہ مخلص اور معتقد بنگئے ؛

بعد ازاں شیخ صاحب نے حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں اور واقعات بھی مشاہدہ کیئے ۔ حتےٰ کہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے کی ۔ چنانچہ اس کی مفصل کیفیت انشاء اللہ تعالےٰ اپنے مقام پر بیان کیجائیگی ؛

خانِ اعظم کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں خواب دیکھنا :-

خان اعظم نے جو ایک مشہور رکن سلطنت تھا ۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک دریا تاریکی سے پر ہے اور اس دریا سے سانپ بچھو نکل رہے ہیں ۔ جس طرف اس دریا کی لہریں جاتی ہیں ۔ اس طرف کی زمین سیاہ ہو جاتی ہے ۔ درختوں کے پتے گر جاتے ہیں ۔ اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوا ۔ جس کے نور کی شعاعوں سے تمام روے زمین مشرق سے مغرب تک منور ہوگیا ۔ جہاں پر اپنی ایڑی مارتا ہے ۔ وہیں سے چشمہ جاری ہو جاتا ہے ۔ ہزارہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں ۔ نہاتے ہیں ۔ نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ نکھر آتا ہے ۔ وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہو گیا ہے ۔ اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہو گئے ہیں اور درختوں کے پتے از سر نو تازہ ہو گئے ہیں اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہو گیا ہے ؛

خان اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معبروں سے پوچھی تو انہوں نے بہت

سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد کفر کا غلبہ ہے۔ اور سانپ اور بچھو ملحد اور بیدین لوگ ہیں۔ جو شخص آسمان سے اُترا ہے۔ وہ جنابِ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا نائب اتم ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اور اُس کے قدوم میمنت لزوم سے ہدایت وارشاد کا چشمہ جاری ہوگا جس کے نور ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا۔ تاریکی۔ بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہو جائیگا۔ اس کے نورارشاد سے تمام بیدین اور ملحد مر جائینگے۔ دین اسلام کو رونق ہوگی مسلمانوں کو فرحت نصیب ہوگی۔ اور وہ شخص تمام مشائخ امت سے افضل ہوگا۔

یہ سُنکر خانِ اعظم حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا زیادہ معتقد ہوگیا۔ اور آنجناب کا انتظار کرنے لگا۔ ہر کسی سے آپ کے علامات پوچھا کرتا۔ یہاں تک کہ آنجناب کے جہان کو آراستہ کرنیوالے جمال سے مشرف ہوا۔

صدرِ جہان کا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں خواب دیکھنا:۔

سید صدر جہان، ایک صحیح النسب سید تھے۔ آپ سلطان کے مقرب بلکہ مدار المہام تھے لیکن بادشاہ کے بیدین ہو جانے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگولوں نے تمام جہان کو تاریک کر دیا ہے۔ اور ہوا کی تندی سے درخت اور عمارتوں کی بنائیں اُکھڑ گئی ہیں۔ اور ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آرہے ہیں۔ اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے کاٹنے سے مر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں سرھند کی زمین سے ایک نور نکلا، جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے۔ اور وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے۔ اس نور میں سے ہزار ہا خوش رنگ خوش وضع پرندے نکلکر فصیح زبان سے ذکرِ خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ قل جاء الحق و ذھق الباطل کہدے حق آگیا اور باطل جاتا رہا۔

صبح سید صدر جہان نے یہ خواب شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفے شیخ جلال کی خدمت میں بیان کیا اور تعبیر پوچھی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے۔ جو ان دنوں پھیلا ہوا ہے۔ اور بچھوؤں سے

مراد بدعت اور گمراہی کے سرغنہ ہیں جو لوگوں کو راہِ حق سے بہکا کر راہِ باطل پر لاتے ہیں اُس نور سے جو سرزمین سرھند سے نمودار ہوا وہ مرد خدا مراد ہے۔ جو اس شہر سے پیدا ہوگا۔ اور جس کی توجہ کے نور سے تمام جہان منور ہو جائیگا۔ بدعت اور گمراہی اُٹھ جائیگی۔ بدعت اور گمراہی کے سرغنے ہلاک ہو جائینگے اِن پرندوں سے مراد اس مرد خدا کے اصحاب اور خلیفے ہیں۔ جن کا طریقہ امر معروف کی ہدایت کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا ہوگا۔ وہ مرد خدا تمام مذاہب کی خرابیوں کو برطرف کریگا۔ اس کا طریقہ جہان میں پھیلجائیگا۔ اس کے ارشاد اور ہدایت کا نور قیامت تک قایم رہیگا۔ اور آپ اُسکے اصحاب اور مقرب بنینگے۔

یہ سُنکر صدر جہان کے دل میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی محبت پیدا ہو گئی۔ اور آنجناب کی بعثت کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ تجدید کے دوسرے سال شرف قدمبوسی و ارادت سے مشرف ہوا جیسا کہ انشاء اللہ تعالے حسب موقعہ بیان کیا جائیگا۔

حضرت قیوم اوّل خیر البشر الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کا ذکر

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبد الاحد کی طبیعت جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ہمیشہ سیر و سیاحت کی طرف مائل تھی۔ خواجہ ہاشم کشمی جنہوں نے زبدۃ المقامات برکات احمدیہ لکھی ہے لکھتے ہیں کہ ایکدفعہ حضرت مخدوم کا گذر قصبہ سکندرہ میں جو دہلی سے اکیس میل ہے، ہوا۔ وہاں علما سے حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جب لوگوں نے آپ میں صلاحیت کے انوار دیکھے تو بہت دلدادہ ہو گئے اور نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے۔ اسی اثنا میں وہاں کی ایک پاک دامن شہر کی حاکمہ اور صحیح النسب سیّدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم کے سینے سے ایک نور نکلا ہے جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے ہیں۔ اس نور میں ایک تخت نمودار ہوا ہے۔ جس پر ایک عزیز تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور تخت کے گرد تمام گذشتہ اور آیندہ اولیائے امت

دست بستہ کھڑے ہیں۔ اور ایک شخص کہتا ہے کہ یہ مخدوم عبدالاحد کا فرزند ہے۔ جو تمام اولیائے اُمت سے افضل ہے ⁂

صبح اُس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سُنایا۔ اُس نے کہا۔ کیا کروں کہ میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں جو یہ سعادت ابدی حاصل کروں۔ اس صالحہ نے کہا۔ میری نہایت ہی صالحہ ایک بہن ہے۔ اس کی شادی اس مرد سے کر دینی چاہیئے۔ اس نیک مرد نے حضرت مخدوم سے اس بات کا ذکر کیا۔ پہلے تو حضرت مخدوم نے اس بات کا انکار کیا۔ لیکن جب اُنہوں نے بہت منت و سماجت کی تو آپ نے قبول کیا اور نکاح کر کے اُسے سرہند لے آئے۔ اس پاک دامن صالحہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے ⁂

جب اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم ہند کے مسلمانوں پر حد سے زیادہ ہو گیا۔ اور جہان بھر میں کفر پھیل گیا۔ تو مسلمانوں میں اتنی قدرت بھی نہ رہی کہ برملا کلمۂ دین ہی پڑھیں یا اپنے دین کا اظہار کر سکیں۔ ہر گلی کوچے میں بادشاہ کی مورت پتھر کی بنا کر رکھی رہتی، تاکہ خلقت اسے سجدہ کرے۔ اگر کوئی سجدہ کرنے سے انکار کرتا تو اُسے قتل کر دیا جاتا۔ جب یہ حالت ہو گئی۔ تو بارگاہ الٰہی میں زمین و آسمان روئے۔ کہ اے پروردگار! یہ رزق تیرا کھاتے ہیں اور پرستش غیر کی کرتے ہیں۔ زمین و آسمان کو اللہ تعالےٰ کے ہاں سے ندا ہوئی کہ عنقریب میں ایسا شخص پیدا کرونگا جس کے وجود شریف کی برکت سے یہ بدعت اور گمراہی ہدایت اور ارشاد سے بدلجائیگی۔ اور اس کا سلسلہ قیامت تک قایم رہیگا ⁂

جب جمعہ کی رات ۱۰ محرم کو حضرت مجدد الف ثانی والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ تمام حیوانات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آنیوالا ہے کہ یہ بدعت و گمراہی اس حمل کے صاحب کے وجود کی برکت سے سُنت احمدیہ میں بدلجائیگی۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہو جائیگی ⁂

آنجناب کی ولادت باسعادت شہر سرہند میں جمعہ کی رات قریباً نصف رات گذرے ہم ا۔ شوال ۹۷۱ھ ہجری کو ہوئی۔ یہ چودھویں کا چاند کمت

کے اُفق سے طلوع ہوا۔ اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو گئے ؎

مہے بر اوجِ سپہر کمال طالع شد
کہ کس ندید چناں ماہ در ہزاراں سال

آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی تاریخ ولادت لفظ خاشع سے نکلتی ہے شمسی حساب کے مطابق آفتاب اس وقت برج حمل کے خانہ شرف میں تھا۔ جو بروج کی تمام منزلوں سے اعلےٰ اور اشرف ہے۔ اہل شام کے نزدیک یہ تشرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے ؂

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور الہام کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی کنیت **ابوالبرکات** لقب شریف **بدرالدین** اور اسم مبارک **شیخ احمد** مقرر کیا ؎

شہِ مُلکِ ولایت شیخ احمد بمثلش مادرِ ایام کم زاد

اُن واقعات کے بیان میں جو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کے ایام ولادت باسعادت میں ظاہر ہوئے

واقعہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی سی آگئی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے اُمت ہمارے گھر میں آئے ہیں۔ اور ایک شخص کہتا ہے کہ حق تعالےٰ نے گذشتہ و آیندہ تمام اولیا کے سارے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے دوستو! اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کریگا میں اُس کے گناہ بخش دونگا۔ روز قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کرونگا ؂

واقعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے فرزند سعادتمند

شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نے دیکھا کہ حضرت خاتم المرسلین و النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور تمام انبیاء اور آسمانی فرشتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرزند کی مبارکباد دے رہے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی خوشی سے گود میں لیکر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہکر فرماتے ہیں کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قایم مقام ہوگا۔ اور میری امت کے دینوی اور اخروی تمام کارخانے کو سنبھالے گا۔ اب میرے دل کو تسلی ہوئی۔

پھر حضرت مخدوم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ نے اُمت کی طرف سے اپنے آپ کو کس طرح فارغ کرلیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک تو میں مع صحابہ کے اُمت کی طرف متوجہ تھا۔ ہزار سال کے عرصہ میں جسقدر اولیا پیدا ہوئے۔ ان میں سے کسی کو بھی ساری امت کے کارخانے کی برداشت کی طاقت نہ تھی کہ میں اس کے حوالے کرتا۔ اور بارگاہ حقیقی میں خلوت گزیں ہوتا۔ اب یہ فرزند ایسا ہوا ہے کہ اب میں ساری امت کا دنیاوی اور اخروی کارخانہ اس کے اور اس کے فرزندوں کے سپرد کرکے فراغ دلی سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خلوت اختیار کرونگا۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر پیغمبر اولوالعزم ہزار سال تک خلقت کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے۔ تو پھر پہلا پیغمبر بارگاہِ الٰہی میں خلوت گزیں ہوتا ہے۔ اس امت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حسب قاعدہ ہزار سال اُمت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا۔ اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اولوالعزم ہوتا جو آپ کا قایم مقام ہوتا۔ کیونکہ گذشتہ زمانے میں یہی دستور چلا آیا ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی تقویت کرتا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے اس واسطے اس امت میں علمائے امت کو بنی اسرائیل کے انبیا کا سا مرتبہ دیا گیا ہے۔ تاکہ دین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقویت کریں۔ گذشتہ زمانے میں جب ہزار سال بعد کوئی اولوالعزم پیغمبر رحلت ہوتا۔ تو ساتھ ہی اس کا دین بھی جاتا رہتا۔ حق تعالےٰ اس کی بجائے کوئی اور اولوالعزم پیغمبر بھیجدیتا۔ اور اسے نئی شریعت عنایت کرتا۔ پس ہزار سال بعد

کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضروری تھا۔ جو پیغمبر اولو العزم کا قائم مقام۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث کامل اور نائب اتم ہوتا۔ اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سر نو تازہ کرتا۔ چونکہ اس امّت میں نسخ اور تبدیلی نہیں اس واسطے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخص الخاص نسبت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کو پہنچی۔ وہی اس فرزند کو جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات کا وارث کامل ہے یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو دوسرے ہزار سال کے شروع میں ملی اسی واسطے دین کی تجدید اور شریعت مستقیم کو زندگی نصیب ہوئی ✦

واقعہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے دن فرشتے انبیا اور اولیا اور رسولوں کی روحیں اس کثرت سے زمین پر آئیں کہ تمام شہر سرہند اور اس کا گرد و نواح پُر ہو گیا۔ اور نور کے ستر ہزار جھنڈے لا کر شہر سرہند میں گاڑ دئیے جن کی شعاعوں سے باطن کی آنکھ چُندھیاتی ہے۔ اور فرشتہ بلند آواز سے کہ رہا ہے کہ انبیا کے تمام کمالات بطریق وراثت اور اولیا کے کمالات بطور ریاست خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قائم مقام اور نائب اتم ہے یعنی شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے عنایت فرمائے ہیں۔ اُمّت محمدی علیہ التحیۃ والثنا کے تمام اولیا و اصفیا اس کی اطاعت کریں کیونکہ وہ تم سب میں سے افضل ہے ۵

بملک اولیا چوں او نزادہ ۔۔۔ محمد ثمرہ چوں او نداده

واقعہ شیخ عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے پیر شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی ولادت کے دن سرہند میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے فرشتے گروہ در گروہ کعبہ پر آرہے ہیں اور وہاں سے شہر سرہند کی طرف آتے ہیں۔ اور کعبہ پر نور کے ہزار ہا جھنڈے گاڑے ہوئے ہیں۔ اور کعبہ کی

چھت پر منادی کر رہے ہیں۔ لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے حق تعالےٰ دین اسلام کو عزت دیگا۔ اور بدعت اور گمراہی کو برطرف کریگا اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کریگا۔ اور وہ تمام اولیاء امت سے افضل ہوگا ؎

چندیں ہزار صنع خدا ئے بکار رفت
تا بو العجوبہ مثل تو مخلوق خلق شد

واقعہ ایک عزیز شیخ ابوالحسن چشتی نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت سرہند میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنجناب کی ولادت کی رات میں نے واقع میں دیکھا۔ کہ اس شہر میں تمام اولیائے امت جمع ہیں۔ اور اُن کے درمیان نور کا ایک منبر رکھا ہوا ہے۔ جس پر ایک مرد خدا چڑھکر کہتا ہے۔ کہ لوگو! تمہیں مبارک ہو۔ کہ آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے۔ جس کی روح کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزار سال اپنی گود میں تربیت کیا۔ اور امت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اولیا کو جو کمالات فرداً فرداً نصیب تھے۔ وہ اس اکیلے کو یکبارگی عنایت ہوئے۔ اور اپنے تمام کمالات کا مظہر اتم بنایا ؎

ہزار سال ببا ید کہ تا بباغ یقیں ز شاخ ہمت چو نتو گلے ببار آید
بہر قرآن وبہ ہر قرن چونتوئی نبوی بروزگار چو تو کس بروزگار آید

واقعہ ایام ولادت کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی ولادت سے لیکر سات روز تک جب تک عقیقہ نہ ہوچکا تمام راگ ورنگ کے ساز۔ مثلاً بانسری۔ ڈھول۔ دف۔ طنبور۔ چنگ۔ سارنگی۔ ڈھولک وغیرہ سے سریلی آواز نہ نکلی۔ اور شراب میں سے نشہ کی قوت زائل ہوگئی۔ عیش وعشرت کی محفلوں کا لطف جاتا رہا۔ چنانچہ ان دنوں میں جب عشرت بازوں نے اپنی عیش میں لطف نہ دیکھا۔ تو اُن برے افعال سے توبہ کی جب بعض سے توبہ کی وجہ پوچھی گئی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ہمیں ان دنوں عیش کا لطف نہیں آتا بلکہ ان میں اخروی عذاب ہماری گردن پر بڑھتا جاتا ہے۔ اس واسطے ہم نے توبہ کی۔

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ایام ولادت میں موجودہ اولیا جو سماع ونغمہ وغیرہ مخالف شرع امور سے جن میں وہ مبتلا تھے باز آگئے کیونکہ تاع

ونغمہ رقص وغیرہ سے انہیں لطف نہیں آتا تھا۔ یہ دیکھکر تمام صاحب حال حیران رہ گئے جب اس راز کی کشف کے لیئے انہوں نے توجہ کی۔ تو حق تعالےٰ نے انہیں بذریعہ الہام خبر دی کہ ان دنوں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ جو تمام مخالف شرع امور کو برطرف کریگا۔ اور اُس کے وجود کے نور سے بدعت اور گمراہی دور ہو جائیگی۔ اور سنت نبوی کو رونق ہوگی۔ بدعت کے متعلقہ امور زائل اور سنت نبوی اور شریعت کے مناسب امور ظاہر ہونگے +

واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایام ولادت میں بادشاہ ہند کا تخت اُلٹ گیا۔ پھر لوگوں نے درست کیا۔ پھر سرنگوں ہوگیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا۔ اسی اثنا میں بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ شمال کی طرف سے یعنی سرہند کی طرف سے جو کہ دہلی سے شمال کی طرف ہے۔ یکبارگی تند ہوا آئی! اور تخت کو معہ بادشاہ اٹھا کر دے ٹپکا۔ اس خواب کے ڈر سے سات روز بادشاہ کی زبان بند رہی۔ تمام ارکان سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا۔ کہ بادشاہ کو ان دنوں کیا ہوگیا ہے۔ کونسا مرض لاحق ہوگیا ہے۔ کہ اس حال میں گرفتار ہے۔ تمام حاذق طبیبوں کو اکٹھا کرکے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جب ساتویں دن بادشاہ نے گفتگو کی۔ تو کہا مجھے کوئی مرض نہیں۔ اپنے خواب کو بیان کیا۔ تمام عقلمند تاڑ گئے۔ اور انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوگی۔ اور اس کی باطل رسم و آئین کو درہم برہم کردیگی۔ خان اعظم اور سید صدر جہان نے جنہوں نے اس سے پیشتر خواب دیکھے تھے۔ اور معبروں اور نجومیوں سے یہ بات تحقیق کر چکے تھے۔ اور علاوہ ازیں شاہی تخت کو چند مرتبہ اُلٹتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ ان سب واقعات اور اولیا معبروں اور نجومیوں کے خبر دینے کو ملا جلا کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہونگے۔ یہ سُنکر پہلے سے بھی زیادہ بادشاہ پر رُعب چھا گیا +

ذکر دربیان ایام صبائے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دبشارت دادن شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ کہ ایں صبی افضل جمیع اولیائے امت خواہد شد +

حضرت قیوم اوّل سنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ختنون

متولد ہوئے۔ لڑکپن میں آپ کبھی ننگے نہ ہوئے۔ اگر بول و براز کے موقع پر اتفاقاً کبھی آپ کا بدن مبارک ننگا بھی ہو جاتا تو بڑی جلدی بدن کو ڈھانپ لیتے۔ جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے۔ کہ نجاست سے بدن اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ آپ کبھی نہ روتے۔ ہر وقت خوش و خورم اور خنداں رہتے۔ اور سارا دن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہو جاتی۔ تو بھی آپ نہ روتے اور نہ دودھ مانگتے آپ ہر دلعزیز تھے۔ جو آپ کو دیکھتا بے اختیار اس کے دل میں آپ کی محبت جاگزیں ہو جاتی۔ آپ نے دنوں میں اس قدر نشو و نما پائی جتنی اوروں کو مہینوں میں ہوتی ہے اور آپ کو مہینوں میں اس قدر نشو و نما ہوئی۔ جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے ❖

ایک دفعہ شیر خوارگی کے زمانے میں آپ لاغر ہو گئے۔ اسی اثنا میں شاہ کمال قادری اتفاقاً شہر سرہند میں آنکلے۔ حضرت مخدوم **قیوم اول** رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو شاہ کمال کی خدمت میں لائے۔ کہ ان کے حق میں دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس مرض کو اس بچے سے زائل کرے۔ جب شاہ کمال نے دور سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا۔ تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت مخدوم کو اس تعظیم سے تعجب آیا کہ حضرت شاہ کمال نے یہ کس کی تعظیم کی ہے۔ شاہ کمال نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے کی تعظیم کی ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ قریب ہے کہ یہ ایسا آفتاب بنے گا۔ کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو جائیگا اور یہ بدعت اور گمراہی کو برطرف کر دیگا۔ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کریگا۔ اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قایم رہے گا۔ یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریف آوری کی خبر کئی اولیائے امت نے دی ہے۔ اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ بعد ازاں اپنی زبان مبارک آنحضرت کے منہ میں رکھی۔ حضرت **مجدد الف ثانی** رضی اللہ عنہ نے شاہ صاحب کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا جب چھوڑا۔ تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس نے تمام قادریہ نعمت ہم سے ہضم کر لی جب کبھی **شاہ کمال** رضی اللہ عنہ سرہند میں تشریف لاتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حق میں خوشخبری سناتے۔ کہ عنقریب یہ بچہ اس اس مرتبے کا مالک ہو گا حضرت شاہ کمالؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے خرقہ کو جو بطور امانت اُن کے پاس موجود

تھا۔ اپنے پوتے شاہ سکندر کو دیا۔ اور وصیت کی۔ کہ عنقریب اس خرقے کا مالک ظاہر ہوگا۔ یہ خرقہ اُسے دے دینا۔ یہ وصیت کر کے اشارہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف کیا۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی عمر ابھی سات سال کی تھی۔ کہ شاہ کمال نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی ❖

ذکر در بیان تعلیم حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

وتحصیل علم ظاہری

ملا بدرالدین سرہندی مصنف حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمی مصنف زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی۔ تو آپ کو مکتب میں لایا گیا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ اور علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد سے کی۔ بہت سے علوم آنجناب نے اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ بعد ازاں سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیری سے جو محقق و مدقق علامہ روزگار عابد اور زاہد تھے معقولات کی بعض کتابیں جن میں مولانا ممتاز تھے۔ نہایت تحقیق و تدقیق سے پڑھیں۔ اور حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی کبرویؒ کے خلیفہ مولانا یعقوب کشمیری سے جنہوں نے حرمین الشریفین پہنچکر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کر کے سند حاصل کی تھی۔ پڑھ کر سند حاصل کی۔ بلکہ سلسلہ کبرویہ میں آپ مولانا کے مرید ہوئے۔ یہ تمام ظاہری علوم آپ نے بلوغت سے پہلے پہلے تحصیل کر لئے۔ جب آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ تو اپنے والد ماجد کے حضور رہیں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو کتب حدیث و تفسیر اور حدیث مسلسل کے درس کی اجازت جو آنجناب کی اولویت کے سبب آپ کو پہنچی۔ اور حدیث یہ ہے الراحمون یرحمھم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء رحم کرنے والوں پر اللہ تعالےٰ رحم کرتا ہے جو لوگ زمین پر ہیں۔ ان پر رحم کرو تو جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کریگا" ❖

محدثین کے پیشوا محققین کے خلاصہ شیخ عبدالرحمٰن سے جو اپنے زمانے کے

بڑے محدث اور عالم تھے حاصل کی۔ چونکہ آنجناب رحمت الٰہی کے خزانہ تھے۔ اس واسطے وہ حدیث جس کا تعلق رحمت سے ہے۔ انہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسلسل آپ کو پہنچی۔ آنحضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے علوم ظاہری کی تحصیل کے وقت چند ایک رسائل تصنیف فرمائے۔ اور ان میں نہایت عجیب وغریب ادر نادر مسائل مندرج فرمائے۔ جیسا کہ رسالہ تہلیلیہ وغیرہ ہیں علوم ظاہری میں آنجناب کو اس قدر ید بیضا حاصل تھا۔ کہ آپ کے شاگرد مجتہد کے درجہ کو پہنچے۔ اور خود آنحضرت رضی اللہ عنہ اس امت کے آخری مجتہد تھے۔ آنجناب رضؓ نے ایسے ایسے عجیب وغریب مسائل بیان فرمائے ہیں جنہیں امام ابوحنیفہ شافعیؒ ابویوسف اشعریؒ اور ابوالمنصور ماتریدیؒ نے بھی بیان نہیں فرمایا انشاء اللہ حسب موقع اس کا بھی ذکر کیا جاویگا ✤

ذکر در بیان مصافحہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کہ از پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بچہار واسطہ بایشاں رسیدہ است

حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سات وسیلوں سے مجھ سے مصافحہ کریگا۔ اس کے لیے بہشت واجب ہو جائیگا ✤

ملا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کتاب حضرات القدس میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو چار شخصوں کے وسیلہ سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا۔ جس کی ترتیب یہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے حافظ سلطان دہمیؒ سے جن کی عمر ایک سو دس سال کی تھی۔ اور انہوں نے شیخ محمود الفراری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ✤

اس کتاب کے مؤلف کو چھ وسیلوں سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا۔ جس کی ترتیب یہ ہے۔

میں نے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت خلیل الرحمنؒ

سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے الخ +

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت بھی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین چار شخص ہیں۔ جن میں سے ایک جن ہے +

ذکر در بیان سفر آنحضرت قیوم اول بہ اکبر آباد و واقعاتیکہ آنجناب را در اں سفر رو دادہ اند وصحبتہا کہ حضرت مجدد الف ثانی را با شیخ ابو الفضل اتفاق افتاد

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ نے علم کی تحصیل و تعلیم کے کام سے فارغ ہو کر عین جوانی کے شروع میں دار الخلافہ اکبر آباد کا رخ کیا۔ جہاں کہ اس وقت بادشاہ ہند (اکبر بادشاہ) رہتا تھا۔ چونکہ وہاں پر اکثر علمائے تمام دار رہتے تھے۔ اس واسطے حضرت مجدد صاحب کو وہاں جانیکا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ وہاں تشریف فرما ہوئے۔ بادشاہ کا تمام لشکر آپ کی علمیت سے حیران ہو گیا۔ تمام علمائے زمانہ اپنے علم کو آنجناب کے علم کے مقابلہ میں اس طرح خیال کرتے تھے۔ جیسے کہ پہاڑ کے مقابلہ میں رائی۔ بڑے فخر کے ساتھ حدیث و تفسیر کی کتابوں کی سند آنجناب سے حاصل کرتے آنجناب کی شاگردی کا بڑا فخر کرتے۔ اور آنجناب کو مجتہد زمانہ مانتے۔ گروہا گروہ علما آپ کے درس میں ہر روز حاضر ہوتے۔ اور لشکر کے بہت لوگ صرف آنجناب کی زیارت کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آنجناب کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہل لشکر میں ہو گیا +

ایک روز شیخ سلیم چشتی کے ایک صاحب حال خلیفہ جو اس سے پیشتر خواب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے کمالات کو معلوم کر چکے تھے۔ کہ آنجناب یکتائے امت ہیں۔ بلکہ خواب میں آنجناب کے حلیہ مبارک کو بھی دیکھ چکے تھے۔ اور آنجناب کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ آنجناب کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے۔ اور غور سے آنجناب کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگے۔ اہل مجلس نے اُن سے آنجناب کو غور سے دیکھنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے اپنا خواب مع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حلیہ مبارک انہیں بتایا۔ کہ یہ وہی شخص ہیں۔ جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے۔ لیکن ابھی تک آنجناب کے ظہور کا

وقت نہیں آیا +

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی پیشانی مبارک میں مقام سجدے سے لیکر دونو بھوؤں کے درمیانی مقام تک ایک سُرخ لکیر ستارہ کی طرح چمکا کرتی تھی ۔ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تجدید کی علامت تھی ۔ اس صاحب حال عزیز نے لوگوں کو بتایا کہ یہ سُرخ لکیر آنجناب کی بزرگی پر دلالت کرتی ہے ۔ یہ علامت گذشتہ وحال کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی ۔ عنقریب ہی یہ بزرگ حق تعالےٰ کی طرف سے ان باتوں کا اظہار کرینگے ۔ جنہیں نہ کسی گذشتہ شیخ نے کیا ۔ نہ آئندہ کوئی شیخ کریگا ۔ آپکے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلیگا ۔ اور قیامت تک رہیگا +

مشائخ اور عقلمند علما میں سے جو شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتا ۔ وہی کہتا کہ عنقریب ہی اس شخص سے کوئی امر عظیم ظاہر ہوگا ۔ جو اس سے پہلے کسی سے ظاہر نہیں ہوا ۔ ابوالفضل اور فیضی جو بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے ۔ اس وقت علم وفضل میں سر برآوردہ اور بے نظیر تھے ۔ چنانچہ ابوالفضل نے بادشاہ کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا ہے ۔ جس میں اپنے علم کی طرف اشارہ کرتا ہے ؎

دہ سال پنج پیش پدر کافریں بُرد   تحصیل کردہ ام ز علومے مقررے

دونو بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خبر سُن کر آنجناب کی زیارت کے مشتاق ہوئے ۔ انہوں نے بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح آنجناب ان کے گھر تشریف لائیں ۔ لیکن بے سود آخر خود دونو بھائی حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اور بہت اخلاص ظاہر کیا ۔ آنجناب ؓ نے بھی سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اُن کے حال پر نہایت عنایت وشفقت فرمائی ۔ دوسرے دن انہوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی دعوت کی ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ اُن کے گھر تشریف لیگئے ۔ دونو بھائیوں نے حسب دستور ضیافت کے مراسم ادا کئے ۔ اور تین دن اور تین رات بطور مہمان رکھا ۔ اور شاگردوں کی طرح خدمت بجالاتے رہے ۔ دونو بھائیوں اور حضرت قیوم اول ؓ میں بہت محبت ہوگئی ۔ اکثر ملاقات کا اتفاق ہونے لگا ۔ جو تحفہ دونو بھائیوں کو بادشاہ کی طرف سے یا کسی اور جگہ سے آتا ۔ وہ آنجناب کی خدمت میں پیش کرتے +

خواجہ ھاشم کشمی زبدۃ المقامات ، برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ابوالفضل

کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا۔ کہ ایک دفعہ ابوالفضل نے اپنے ایک آشنا کو چند ایک کلمات لکھے
اُن میں اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کی کلام کو بطور سند
پیش کیا۔ اور ساتھ ہی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی بہت مدح کی۔ جو آنجناب رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر دلالت کرتی
ہے۔ ابوالفضل اور فیضی کی طبیعت تفسیر بے نقط کی تصنیف کی طرف مائل ہوئی چونکہ
خود دونو بھائی علم میں یکتائے زمانہ تھے۔ علاوہ بریں تمام علمائے ہند مثلاً مولانا جمال لاہوری
ملوی وغیرہ کو بھی بلایا۔ اور تفسیر مذکور کی تصنیف کی فکر کی۔ چند ایک جزیں لکھی بھی گئیں۔
آخر اتفاقاً ایک مقام پر پہنچکر تمام علما اور وہ دونو بھائی لاچار ہو گئے۔ اور کچھ پیش نہ گئی۔
ابوالفضل نے حضرت قیوم اول کو تکلیف دی۔ کہ ہم دونو بھائی اور تمام علما اس مقام پر مجبور
ہو گئے ہیں۔ نیز اس نے اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔ اور عرض کی کہ اگر آپ تحت اللفظ
عبارت ہی لکھیں تو بھی ہم غنیمت سمجھینگے۔ اور احسان مانینگے۔ کیونکہ ہم اس مقام پر حیران
ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے کبھی بے نقط عبارت تحریر نہیں کی تھی۔ لیکن
ان دونو بھائیوں کی التجا سے قلم اُٹھایا۔ اور اس مقام کی تفسیر قلم برداشتہ نہایت
فصیح بلیغ عبارت میں لکھدی۔ جس پر کہ تمام بڑے بڑے علما کا قافیہ تنگ ہو گیا تھا۔ اور
قصص اور شان نزول آیات اس قسم کے لکھے۔ کہ جن کی سمجھ سے تصور حیران تھا۔
پھر تو ہر روز اس تفسیر بے نقط کے دفتر کے دفتر لکھے جانے لگے۔ اس تفسیر کا اکثر حصہ
یا تو خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔ یا اُن کی مدد سے تصنیف
ہوا۔ یہ دیکھکر ابوالفضل اور فیضی اور تمام علمائے ہند حیران رہ گئے۔ اور آنجناب کے کمال
علمی اور اجتہاد کے معترف ہوئے +

ذکر دربیان مناظرہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ با علامہ ابوالفضل وفیضی

در علوم باطلہ فلاسفہ و ترک آشنائی کردن آنحضرت از ایشاں و ہر دو برادر مآل کار آنہا
خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابوالفضل
کے ایک یار نے مجھے بتایا۔ کہ ایک دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ابوالفضل کی
مجلس میں تشریف فرما تھے۔ فلسفیوں اور ان کے علوم کی صفت ہونے لگی۔ اور اس میں
اس قدر مبالغہ ہونے لگا۔ کہ بار بار علمائے دین کی توہین ہونے لگی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی

جوش اسلام سے اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ فرمایا کہ فلسفی لوگ جن علوم کو اپنے آپ کو واضع قرار دیتے ہیں۔ مثلاً الٰہیات۔ حکمت۔ نجوم۔ ہیئت۔ اور طب وغیرہ۔ اور جو دین میں قدرے کار آمد بھی ہیں۔ وہ ان کمینوں نے انبیائے گذشتہ کی کتابوں اور ان کے کلام سے چرائے ہیں۔ اور جو علوم ان کمینوں کی طبیعتوں کا نتیجہ ہیں۔ جیسے ریاضی اور طبعی وغیرہ۔ اس قسم کے علوم سے دین کو کیا فائدہ یہی وجہ ہے۔ کہ امام غزالی وغیرہ نے حق نے اپنی تصنیفات میں اُن پر کفر کا فتوےٰ دیا ہے۔ جب ابوالفضل نے یہ سنا۔ تو سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا۔ کہ غزالی نے نامعقول کہا ہے۔ یہ بات سنکر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سخت برافروختہ ہوئے۔ اور ابوالفضل کو سخت سُست کہکر مجلس سے اٹھ گئے۔ ابوالفضل اپنے کہنے سے سخت نادم ہوا۔ اور بہت معافی مانگی۔ بلکہ دوسرے روز خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے در دولت پر حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ جو کچھ کل مجھ سے ہوا سہواً ہوا۔ جو کچھ آنجناب فرماتے ہیں۔ وہی حق ہے۔ جناب کسی قسم کا ملال نہ کریں۔ آنجناب کو بڑی منت وسماجت سے سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔

میرے (مولف کتاب) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ عید فطر کے روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ابوالفضل کے گھر تشریف لیگئے اس دن چاند کی انتیسویں[29] تاریخ تھی۔ آسمان ابر آلود ہونے کی وجہ سے سوائے بادشاہ کے کسی نے چاند کو نہیں دیکھا تھا۔ صرف بادشاہ کی گواہی پر لوگوں نے عید کر لی تھی آنحضرت رضی اللہ عنہ نے احتیاطاً اس روز روزہ افطار نہ فرمایا عصر کا وقت تھا۔ کہ آنجناب کی ابوالفضل سے ملاقات ہوئی۔ ابوالفضل نے کہا کہ روزے کے آثار جناب کے چہرہ مبارک سے عیاں ہیں۔ فرمایا واقعی میں روزے سے ہوں۔ ابوالفضل نے کہا۔ تمام جہان نے عید کی ہے۔ آپ نے روزہ کیوں رکھا۔ فرمایا آسمان اس قدر ابر و گرد آلود نہ تھا۔ کہ کسی کو بھی چاند دکھائی نہ دیتا۔ کیا صرف بادشاہ ہی نے دیکھا۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ واقعی بادشاہ نے چاند دیکھا۔ تو اس معاملہ میں صرف ایک دو آدمیوں کی شہادت منظور نہیں اس میں تو ایک جمع کی گواہی کی ضرورت ہے۔ جس کی تکذیب عقل نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں اس بارے میں بادشاہ کی گواہی مطلق غیر معتبر ہے۔ کیونکہ وہ دین سے منحرف ہو گیا ہے ابوالفضل نے کہا۔ قاضی کا علم کافی ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ قاضی کا

علم معاملات میں کفایت کرتا ہے۔ نہ کہ عبادات میں۔ آخر اس نے کہا کہ ان شاء لوگ کو جانے دیجئے گا۔ آج عید ہے افطار فرمائے گا۔ چنانچہ پانی منگا یا ہاتھ میں لے آنحضرتؓ کے ہونٹوں کے قریب لے گیا۔ آنحضرتؓ نے پیالے پر ہاتھ مارا جس سے سارا پانی اس کے کپڑوں پر پڑا۔ چونکہ وہ بادشاہ کا وزیر اعظم تھا۔ اس لئے کپڑوں کے بھیگ جانے سے بہت ناراض ہوا۔ لیکن زبان سے کچھ نہ کہا اتنے میں بہت شخصوں نے آکر چاند کے دیکھنے کی گواہی دی۔ آنحضرتؓ نے خود اٹھ کر پانی لیا۔ اور روزہ افطار فرمایا۔

چند روز بعد پھر ابوالفضل اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ملاقات کا اتفاق ہوا۔ تو اس نے دوبارہ فلسفیوں کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کی۔ اور کہا کہ خرق التیام کے عدم کے سبب آسمان سے فرشتے نازل نہیں ہو سکتے۔ آنحضرتؓ نے عقلی و نقلی دلائل و براہین سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ فلسفیوں کے نزدیک بے خرق التیام فرشتہ نازل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حکیم فرشتہ کو مجردات سے شمار کرتے ہیں۔ اور متکلمین نور سے۔ پس ان دونوں کے لئے آسمانوں کا رستے میں ہونا زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گذر آتے ہیں۔ جس طرح نظر عینک میں سے یا روشنی شیشے میں سے۔ ابوالفضل نے کہا کہ ممکن ہے۔ کہ فرشتہ نزول کرے۔ لیکن یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ ایک مقررہ شخص پر اترتا ہے اور اشارہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ابونصر فارابی اور ابن سینا حکیم تھے؟ کہا۔ کتابیں اور ان کے علوم ان کی حکمت پر دلالت کرتے ہیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا پس اسی طرح قرآن اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے یہ سنکر ابوالفضل خاموش ہو گیا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نہایت قہر و غضب سے "الحب للہ والبغض للہ" کہکر ابوالفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس کی آشنائی ترک کر دی۔ اس نے بہتیری دفعہ معافی مانگی۔ اور کئی مرتبہ آنجناب کے در دولت پر حاضر ہو کر معافی کا خواستگار رہا۔ لیکن آنجنابؓ نے کبھی سلام علیک بھی نہ کی +

آنجنابؓ نے جو رسالہ اثبات نبوت تصنیف فرمایا ہے۔ اس کی تصنیف

کی وجہ یہی ابوالفضل والا مناظرہ تھا۔ اس مناظرے کے تھوڑے عرصے بعد شاہزادہ جہانگیر کے اشارے سے ابوالفضل قتل کیا گیا۔ اور اس کے سر کو دہلی کے کوڑا کرکٹ والے تابدان میں پھینکا گیا۔ اور قیوم اول رضی اللہ عنہ کی کرامت و تصرف کا ظہور ہوا کسی شخص نے اس کے قتل کی خوب تاریخ لکھی ہے۔ مصرعہ

تیغ اعجاز رسول اللہ سر باغی برید

ابوالفضل کا حضرت قیوم اول رضی اللہ سے مناظرہ اور اس کا قتل ہونا۔ دونو آنجناب کی تجدید سے پہلے وقوع میں آئے +

چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو اکبر آباد میں رہتے ہوئے مدت گذر گئی۔ اس لئے آنجناب کے والد بزرگوار حضرت مخدوم آنجناب کے شوق دیدار سے بے قرار ہو کر باوجود ضعف پیری اور بعد مسافت اکبر آباد تشریف لائے۔ شاہی لشکر کے آدمی جب آپ کی زیارت کو آئے۔ تو پوچھا۔ کہ اس بڑھاپے میں جناب نے اس قدر تکلیف کیوں اٹھائی؟ فرمایا۔ اپنے فرزند ارجمند شیخ احمد کی ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ ع

یوسف نزو بہ کنعاں یعقوب پیر آمدہ

چونکہ حضرت مخدوم کو قیوم اول رضے اللہ عنہ سے حد سے زیادہ محبت تھی چنانچہ اپنے آپ سے بھی انہیں عزیز سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی جدائی گوارہ نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت قیوم اول بھی اپنے والد بزرگوار کے آتے ہی ساتھ ہو لئے۔ اور وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ بعد ازاں ہمیشہ انہیں کی خدمت میں رہے +

ذکر دربیان تزویج حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ

بدختر شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اکبر آباد سے واپس آرہے تھے۔ تو اثنائے راہ میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گذر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان تھے۔ جو بادشاہ ہند کے بڑے مقرب اور اس کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقے کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے تھوڑا سا لکھا گیا ہے +

شیخ سلطان ؒ نے جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو شیخ صاحب کو فرماتے ہیں۔ کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سے سب سے نیک ہے۔ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سے جو کہ میرا فرزند اور خلیفہ اعظم ہے کردو۔ جب شیخ صاحب بیدار ہوئے۔ تو حیران رہ گئے۔ کہ وہ شیخ احمد کون ہے ؟

دوسری دفعہ پھر خواب میں جناب خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ صاحب سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا جب شیخ صاحب بیدار ہوئے۔ تو ایسے شخص کی تلاش کی۔ حضرت قیوم اوّل بھی ان دنوں تھانیسر میں تھے۔ جو علامات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ صاحب سے بیان فرمائی تھیں۔ وہ سب آنجناب میں پائی گئیں۔ پھر شیخ صاحب اطمینان قلبی کے لئے حکم ثانی کے منتظر تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا۔ کہ تین روز سے میں کہہ رہا ہوں۔ کہ اپنی لڑکی کی شادی **شیخ احمد** سے کردو۔ تم اس بات کو کیوں نہیں مانتے۔ اگر اب بھی نہ کروگے تو ایمان تمہارا سلب کرلیا جائیگا۔ علاوہ ازیں شیخ صاحب اس سے پہلے خواب میں دیکھ چکے تھے۔ کہ ایک مرد خدا پیدا ہونگے جن کے وجود کے نور سے تمام جہان منور ہو جائے گا۔ اور بدعت اور گمراہی کو جہان سے اٹھادینگے۔ وہ مرد خدا یہی **شیخ احمد** ہیں ؟

دوسرے روز شیخ سلطان نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آنحضرت ؒ نے فرمایا۔ کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں۔ اگر میرے والد بزرگوار اس بات کو منظور فرمائیں۔ تو مجھے بھی منظور ہے۔ حضرت مخدوم ؒ نے اس بات کو بڑی خوشی سے منظور فرمایا۔ چنانچہ انہیں دنوں شیخ سلطان کی بیٹی سے شادی کرکے اسے اپنے وطن مالوف میں لے آئے ؟

اس شادی کے بعد حضرت **قیوم اول** ؒ کے پاس ظاہری مال و دولت بکثرت ہوگیا۔ اپنے والد بزرگوار کی حویلی چھوڑ ایک نئی حویلی بنوائی۔ جہاں پر آج کل آنجناب کا روضہ مبارک اور آنجناب کی اولاد کا محلہ ہے۔ حویلی کے قریب ہی ایک مسجد بنوائی۔ جب کبھی آپ اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ تو پرانی حویلی فرمایا کرتے ایسے ہی

آنجناب رضی اللہ عنہ کے بھائیوں کی اولاد کا لقب "پرانی حویلی والے" پڑ گیا +

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے ترک نہ ہوئی۔ ایسے ہی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے سے بعد مال و دولت بکثرت نصیب ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ۔ اور تجھے تنگدست پایا۔ سو غنی کر دیا +

شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میری امت میں **شیخ احمد سرہندی** پیدا ہوئے ہیں۔ پھر خطبہ خاص سے ایک کاغذ پر تحریر فرمایا ہے کہ میرے چار یار ہیں۔ پانچواں شیخ احمد ہے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کریگا۔ اس کے ایمان میں پورا پورا فرق آجائیگا +

شیخ سلطان نے خواب کے شکریہ میں دوگانہ ادا کیا۔ اور فقیروں اور مسکینوں کو بہت سا روپیہ دیا۔ اور اس بات کا شکریہ بجا لائے۔ کہ ایسے شخص سے رشتہ ہوا۔ جو امت میں سے افضل ہے +

تجدید سے پہلے عالم شباب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ بہت لاغر ہوگئے اور اس قدر ضعف طاری ہوا۔ کہ زیست کی امید باقی نہ رہی۔ **ذہرائے عصر** (شیخ سلطان کی بیٹی) جو آنجناب کے حرم محترم تھے۔ اور سر نو وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور نہایت عجز و انکسار سے بارگاہ الٰہی میں آنجناب کی شفا کے لئے دعا کی۔ عین دعا میں خواب کا غلبہ ہوا کیا دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کہ رہا ہے۔ کہ خاطر جمع رکھو ابھی اللہ تعالےٰ نے آنجناب سے ہزار ہا کام لینے ہیں۔ جن میں سے ابھی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا۔ اس کے بعد جلدی ہی آنجناب شفا یاب ہوگئے۔ اور آنجناب کو قرب الٰہی کا وہ درجہ عنایت ہوا جس سے زیادہ خیال ہی میں نہیں آ سکتا +

ذکر در بیان خلافت فرزندان حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ از والد بزرگوار خود

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اکبر آباد سے واپس آئے اور شیخ سلطان کی بیٹی سے

شادی کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں ہی رہے۔ اور باطنی کمالات کا فیض حاصل کیا۔ جب حضرت مخدوم یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے تمام فرزندوں کو بلایا۔ اور خرقہ خلافت جو سلسلہ سہروردیہ میں آباؤ اجداد سے حاصل تھا۔ اور خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ اور خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی سے حاصل ہوا تھا سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا +

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے رسالہ "مبداء و معاد" میں فرماتے ہیں۔ کہ مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ اپنے والد بزرگوار سے ملا۔ اور انہیں ایک مرد خدا سے جو نہایت صاحب جذبہ۔ کرامات و خوارق میں مشہور تھے ملا۔ (یہاں مرد خدا سے مراد شاہ کمال کیتھلی ہیں) +

نیز اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس درویش کو عبادت نافلہ کی توفیق خصوصاً نافلہ نماز کے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ اور انہیں یہ سعادت اپنے شیخ جو چشتیہ سلسلہ میں سے تھے نصیب ہوئی) یہاں شیخ سے مراد حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہیں +

شجرہ چشتیہ

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں اپنے والد شیخ شیخ احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی معروف بہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں خواجہ قطب الدین کاکی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں خواجہ معین الدین سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ

عثمان ھارونی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ ھبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں شیخ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں سلطان ابراھیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں عبدالاحد زید رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہیں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے انہیں حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے +

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سلسلہ قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ کبرویہ نقشبندیہ وغیرہ میں لوگوں کو مرید کرتے۔ اور اسی واسطے آنجناب کے خلفا آج تک ان مختلف سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پوری متابعت کی وجہ سے اپنے مریدوں کو خواہ کسی سلسلہ میں ہوں مخالف شرع امور مثلاً رقص وسماع اور توحید وجودی سے بالکل منع فرماتے ہیں کیونکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تجدید سے پیشتر سالکوں کی ترقی مخالف شرع امور سے مسدود ہو گئی۔ لیکن اُن کے سلسلے آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وجود شریف کے توسط سے منقطع نہیں ہوئے۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اپنے موقع پر کیا جائیگا +

ذکر در بیان مجملی از احوال خیر مآل حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہ

دو بیدن واقعات کو دلالت میکنند بر علوم راتبہ و منزلت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ بیرنگ کے والد بزرگوار قاضی عبدالسلام ہیں۔ جو اپنے زمانہ کے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ دن رات خوف خدا سے گریہ زاری میں مشغول رہتے۔ خواجہ بیرنگ کابل میں ۹۷۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن میں بزرگی کے آثار جناب کی پیشانی مبارک پر نمایاں تھے۔ ظاہری علوم کو مولویت کے درجہ تک حاصل کیا۔ ماوراءالنہر اور بدخشان میں بہت سیر وسیاحت کی۔ اور وہاں کے علما ومشائخ سے ظاہری اور باطنی علوم میں کافی حصہ حاصل کیا۔ اور سلسلہ خواجگان کے خلفا سے بہت سی فتوحات حاصل

کر کے ہندوستان آئے۔ یہاں پر بھی بہت سے فوائد حاصل کئے +

آپ راہ خدا میں حد سے زیادہ کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر جنگلوں۔ ویران جگہوں۔ اور قبرستانوں میں راتیں جاگ کر بسر کرتے۔ اور قلق کی کثرت کی وجہ سے مجذوبوں کے پیچھے دس دس روز تک دوڑتے پھرتے اور وہ انہیں پتھر مارا کرتے لیکن آپ ان کے پیچھے دوڑنے سے باز نہ آتے۔ اور آگ اور پانی کی بالکل پرواہ نہ کرتے۔ اور کیچڑ۔ مٹی۔ برف۔ اور بارش سے احتیاط نہ کرتے۔ حتٰے کہ وہ مجذوب مہربان ہوکر اپنے خوان نعمت سے آپ کو معمور کرتے +

خواجہ ہاشم کشمی رضی اللہ عنہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا کام خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند اور ان کے خلفا کی روحانیت سے سرانجام ہوا ہے +

علاوہ ازیں حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اویسی تھے۔ آپ کے مفصل حالات آپ کا ماوراء النہر بدخشان اور ہندوستان میں سیر و سیاحت کرنا مشائخ زمانہ سے ملاقات کرنا۔ ان سے فیض حاصل کر کے ہند میں آکر اقامت پذیر ہونا۔ اور آپ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے احوال کی کتابوں خصوصاً حضرات القدس اور برکات الاحمدیہ میں مندرج ہیں۔ اس واسطے یہاں پر آپ کے مفصل حالات نہیں لکھے گئے +

ایک روز حضرت خواجہ بیرنگ۔ حضرت خواجہ بزرگ بہاء الحق والدین نقشبند رضؓ کے مزار پرانوار پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ مؤخر الذکر نے خواجہ بیرنگ کو فرمایا۔ کہ عزیز من! عنقریب ملک ہند میں حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اتم مبعوث ہوگا صحابہ کرام کے بعد اولیائے امت میں کوئی ولی اس جیسا پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ بعد ازاں کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ تمام اولیا کی توجہ اسی کی طرف ہے۔ ہر ایک اُسے اپنے سلسلے میں لانا چاہتا ہے۔ تا کہ اس کے وسیلے سے اُن کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے۔ اور قیامت تک قائم رہے۔ کیونکہ اس کی ہدایت و ارشاد کے نور کی شعاعیں عرش سے فرش تک پہنچیں گی۔ اور قیامت تک بدستور رہے گا۔ ہماری بھی یہ آرزو ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں مبعوث ہو۔ اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے امید غالب ہے کہ ہماری

یہ امید بر آئیگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم ہندوستان جاؤ۔ اور اس مرد خدا سے ملو ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے اسے کوئی اپنے سلسلے میں لے آئے۔ اور جو نسبت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو القا فرمائی تھی۔ وہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہم تک بطور امانت پہنچتی ہے۔ وہ ہم نے اپنے خلفا کے سپرد کی ہے۔ آج کل وہ نسبت ہمارے سلسلہ کے سب سے بڑے خلیفہ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ اغلب ظن یہ ہے کہ وہ عزیز اس نسبت کا وارث ہے۔ پہلے خواجہ امکنگی کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے یہ نسبت حاصل کر کے ہند کا رُخ کرو اور یہ نسبت اس عزیز کو پہنچاؤ۔ تاکہ حق اپنی اصلی جگہ پہنچ جائے۔ (اس کا مفصل حال پہلے گذر چکا ہے) +

حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ حسب الحکم خواجہ نقشبندؒ خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے خواجہ امکنگیؒ کو بھی اس معاملہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اثنائے راہ میں خواجہ امکنگیؒ نے خواجہ بیرنگؒ کو خواب میں فرمایا کہ بیٹا! ہم تمہارے منتظر ہیں۔ حضرت خواجہ بیرنگ یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ اور بڑی جلدی خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ امکنگیؒ نے آپ سے گذشتہ احوال دریافت فرمائے۔ یہ حالات سُنکر ہر دو خواجہ صاحب تین روز خلوت میں رہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ تمہارا کام اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور خواجگان کی روحانیت کی تربیت سے سرانجام ہوا۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نقشبندؒ نے جو تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ نسبت لو اور ہند جاؤ۔ کیونکہ وہ تم سے ایک کار عظیم ہونے والا ہے۔ خواجہ بیرنگ رضی اللہ تعالےٰ عنہ حسب الحکم خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سفر ہند کی تیاری میں مشغول ہوئے ۔

ذکر و بیان واقعہ دیدن خواجہ بیرنگ طوطی بر شاخ کہ در دہان ایشان

شکر میریخت و تعبیر کردن خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ این واقعہ را متوجہ شدن خواجہ بیرنگ بسوئے ہندوستان بیان اتہامات کہ در اثنائے راہ حضرت خواجگی مشاہدہ نمودہ اند۔

ملا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں اور خواجہ ہاشم کشمی

برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ جب مخدوم خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا۔ تاکہ اس سلسلہ شریف کو آپ کے طفیل رواج ہو۔ تو مَیں نے اس کام کے لائق نہ پاکر عاجزی ظاہر کی۔ انہوں نے استخارہ کرنے کا حکم دیا۔ جب مَیں نے استخارہ کیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک ٹہنی پر ایک طوطا بیٹھا ہے۔ مَیں نے نیت کی کہ اگر یہ طوطا خود بخود اُڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے۔ تو یہ سفر میرے لئے بامراد ہوگا۔ یہ خیال کرتے وہ طوطا اُڑ کر میرے ہاتھ پر آبیٹھا۔ مَیں نے اپنا آب دہن اس کی چونچ میں ڈالا۔ بعد ازاں اس طوطے نے میرے منہ میں شکر ڈالی +

جب یہ واقعہ مَیں نے خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا کہ تمہیں جلدی ہندوستان جانا چاہیئے کیونکہ طوطا ہندوستان کا پرند ہے۔ کوئی مرد خدا ہندوستان میں تمہارے دہن تربیت میں آئیگا جس سے تمام جہان اور اہل جہان منور ہو جائینگے۔ اور تمہیں بھی اس سے باطنی فائدہ بہت کچھ ہوگا۔ مدت سے تمام اولیا اس مرد خدا کے آنے کے منتظر ہیں۔ جلدی جاکر اس سے ملو۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز جو تمہارے دہن تربیت میں آئیگا اس نسبت عزیز الوجود کا وارث حقیقی ہے۔ یہ سارا قصہ سنانے کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا کہ یہ آپ کے حال کا اشارہ ہے۔

واقعہ دیگر۔ خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدر الدین اپنی تواریخوں میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ جب مَیں تمہارے شہر سرہند میں پہنچا۔ تو مجھے خواب میں بتلایا گیا۔ کہ تم اب قطب الاقطاب کے پڑوس میں آئے ہو۔ اور پھر اس کا حلیہ بھی بتایا۔ صبح یہاں کے مشائخ اور گوشہ نشینوں کی دیکھ بھال کی۔ کسی کو بھی اس صورت و شمائل کا نہ پایا۔ اور نہ ہی قطبیت کے آثار کسی میں معائنہ کئے۔ مَیں نے کہا شائد اس شہر کے باشندے میں قطبیت کی قابلیت ہو جس کا ظہور بعد ازاں ہونے والا ہو۔ جب آپ کو دیکھا تو تمام حلیہ مل گیا۔ اور آپ میں قطبیت کے آثار بھی پائے۔ جن دنوں حضرت خواجہ بیرنگ سرہند میں وارد ہوئے۔ ان دنوں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دامن کوہ کی سیر کو گئے ہوئے تھے +

واقعہ دیگر۔ خواجہ ہاشم کشمی اور ملا بدر الدین اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ

حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا۔ کہ میں نے شہر سرہند میں وارد ہو کر خواب میں دیکھا۔ کہ زمین سے لیکر عرش تک ایک مشعل روشن ہے۔ جس سے تمام جہان منور ہوا ہے۔ اور دم بدم اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے اور اس ایک مشعل سے ہزارہا اشخاص نے اپنے اپنے چراغ روشن کیئے ہیں۔ حتیٰ کہ تمام جنگل چراغوں سے پُر ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس مشعل سے مراد وہی عزیز ہے جس کی خاطر تم آئے ہو۔ اور وہی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت خاص کا وارث ہے یہ اشارہ بھی آپ ہی کے حق میں ہے +

دیگر۔ خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت خواجگی کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہتا تھا۔ کہ جب حضرت خواجہ امکنگی نے خواجہ بیرنگؒ کو ہندوستان کی طرف روانہ کیا اس وقت میں موجود تھا۔ جب قدیم الخدمت یاروں نے سُنا۔ کہ حضرت خواجگی نے خواجہ بیرنگ کو چند روز کی ہمنشینی میں خلعت خلافت دیکر ہندوستان روانہ کیا ہے۔ تو مارے غیرت کے بہت جھنجلائے۔ کہ ہم نے اتنی مدت خدمت کی اور اس جوان نے جلدی ہی خلافت کاملہ حاصل کر لی۔ جب حضرت خواجہ امکنگی نے یاروں کی شورش کی خبر سُنی تو فرمایا۔ یارو! تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اس جوان کا کام سر انجام کر کے میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ صرف ہم سے اس نے اپنے حالات کی تصحیح کر کے خلافت حاصل کی۔ اُسے ہندوستان میں ایک عظیم در پیش ہے۔ اسے اس کام کے لئے وہاں بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ تمام اولیائے امت اس عزیز کے منتظر ہیں۔ اس واسطے اس عزیز کا کام مکمل ہو گیا۔ جب حضرت خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ امکنگی سے رخصت لیکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اثنائے راہ میں آپ نے بہت سے واقعات دیکھے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے علو شان پر دال ہیں۔ چنانچہ ان میں سے چند ایک لکھے گئے ہیں۔ لیکن تمام کا لکھنا طوالت کا موجب ہے۔ جس سے پڑھنے سُننے والے کی طبیعت پر ایک گونہ ملال آجاتا ہے۔ اس واسطے چند ایک واقعات کو کافی سمجھا گیا ہے +

جب حضرت خواجہ بیرنگ مُلک ہند میں داخل ہوئے۔ تو اس عزیز کی ہر جگہ جستجو کی۔ جس کے حالات اور جس کی علامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوئے تھے۔ اور واقعات میں دیکھ چکے تھے لیکن کہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پتا نہ ملا۔ آخر جب دار الارشاد سرہند میں پہنچے۔ جو اس عزیز کی جائے پیدائش ہے۔ تو واقعہ میں دیکھا۔ کہ واقعہ ہی یہ شہر اس عزیز کا ہے۔ چند روز وہاں ٹھہرے۔ اور حد سے زیادہ جستجو کی لیکن چونکہ اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سیر کو گئے ہوئے تھے۔ یہاں پر بھی اس عزیز کو نہ پایا۔ پھر خیال آیا کہ شہر دہلی ولایت ہند کا مرجع و مآب ہے۔ وہیں چلیں۔ شاید اتفاقاً اس شہر میں اس عزیز کی ملاقات نصیب ہو۔ حضرت خواجہ بزرگ دہلی تشریف لائے۔ تو قلعہ فیروزی میں قیام کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس عزیز کی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ اور وہ نسبت جو حضرت خواجہ امکنگی سے بطور امانت لائے تھے۔ اس نسبت کے وارث یعنی اس عزیز کو دی۔ اس عزیز سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب ہی مفصل لکھا جائے گا +

ذکر در بیان عزم سفر حج حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

وملاقات نمودن بحضرت خواجہ بزرگ باقی باللہ رضی اللہ عنہ واخذ کردن طریقہ نقشبندیہ از خواجہ بزرگ و بیان معاملات کہ مابین خواجہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ

دست دادہ اند

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ ہمیشہ سے بیت اللہ شریف کی زیارت کے مشتاق تھے لیکن جناب والد ماجد کی خدمت کی وجہ سے یہ امید بر نہیں آتی تھی جب آنجناب کے والد ماجد اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ تو زیارت بیت اللہ شریف کا ارادہ پختہ کر لیا۔ کسی فرد بشر کو اس امر کی اطلاع نہ کی۔ اور تن تنہا اس سفر مبارک کیلئے روانہ ہوئے۔ جب شہر دہلی میں آئے۔ تو مولانا حسن کشمیری نے جو شروع سے حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد تھے۔ حاضر خدمت ہو کر خواجہ بزرگ کی کرامات اور مناقب بیان کئے۔ حضرت قیوم اول کو بہت شوق ہوا۔ آنحضرت نے اپنے والد ماجد سے بھی اس سلسلہ کی بہت کچھ تعریف سنی تھی۔ حضرت خواجہ بزرگ نے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کہ یہ وہی عزیز ہے۔ جس کی تشریف آوری کی خوشخبری خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی۔ اور اس واسطے اُسکے واسطے حیلہ کو قبول کیا ہے۔ حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ وطن مالوف سے کس ارادے سے آئے ہو۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنا دلی ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ بیرنگ نے خود ہی فرمایا۔ کہ آپ حرمین الشریفین کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اگر کچھ عرصہ میرے پاس رہیں تو فضل الٰہی سے امید ہے کہ جو کچھ آپ کو اس سفر سے حاصل ہونا ہے۔ وہ یہیں سے حاصل ہو جائیگا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سنکر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین روز ٹھیریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مان لیا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بیرنگ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو خلوت میں لے جاکر خواجگان کے طریق کے مطابق نشان دیا۔ جس سے دن بدن بلکہ آناً فاناً آنجناب کو عروج حاصل ہوا۔ اور معاملہ ساعت بساعت ترقی کرنے لگا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گذشتہ و آئندہ اولیائے امت سے سبقت لیگئے۔ اور جہاں تک زیادہ سے زیادہ کمال حاصل کر سکتا ہے اور اس سے وہم و قیاس میں نہیں آ سکتا۔ وہاں تک آپ نے ترقی کی۔ مثلاً قطبیت۔ فردیت۔ قیومیت۔ خلت۔ طینت۔ اصالت محبوبیت ذاتی۔ سابقیت۔ اور تجدید الف ثانی سب کچھ حاصل کیا۔

پہلے پہل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو توحید وجودی کا انکشاف ہوا۔ چنانچہ خود آنحضرت ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ انابت کے ایک وزبعد بے خودی کی کیفیت جسے بڑے بڑے اولیا معتبر سمجھتے ہیں۔ اور غیبت سے موسوم کرتے ہیں۔ مجھ طاری ہوئی۔ اس میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک سمندر تمام جہان کو گھیرے ہوئے ہے جس میں تمام عالم اس طرح نمایاں ہیں۔ جیسے پانی میں کسی چیز کا عکس۔ یہ بیخودی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی۔ اور دیر تک رہنے لگی۔ کبھی ایک پہر کبھی دو پہر یہ حالت رہنے لگی اور بعض اوقات رات بھر۔

جب یہ حالت حضرت خواجہ بیرنگ سے عرض کی۔ تو فرمایا۔ ایک قسم کی فنا حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے مجھے ذکر سے منع فرمایا۔ اور اس کی نگہداشت کا حکم دیا۔ دو

روز بعد مجھے وہ فنا حاصل ہوئی۔ جو عام اولیا میں مروج ہے۔ جب اُس کی کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا۔ اپنے کام میں لگے رہو۔ بعد ازاں فنائے فنا حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے پوچھا۔ کہ کیا آپ جہان کو ایک دیکھتے ہو۔ اور متصل اور داخل معائنہ کرتے ہو۔ میں نے عرض کی جناب ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ فنا ہے فنا قابل اعتبار ہے۔ کہ باوجود دید کے اتصال بے شعوری حاصل ہو۔ اسی اثنا اس قسم کی فنا حاصل ہوئی۔ میں نے اس کی کیفیت یوں عرض کی۔ کہ پہلے مجھے حق تعالےٰ کا علم حضوری حاصل ہوا۔ پھر ایک نور ظاہر ہوا۔ جس نے تمام چیزوں کو گھیرا ہوا ہے۔ میں نے اس نور کو حق تعالےٰ سمجھا۔ اس نور کی رنگت سیاہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حق مشہود ہے لیکن نور کے پردے میں۔ نیز فرمایا کہ یہ نور پھیلا ہوا اس واسطے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ذات حق کا تعلق متعدد اشیا سے ہے۔ جو اوپر نیچے واقع ہے۔ پھر مجھے وہ پھیلا ہوا نور سکڑتا ہوا معلوم ہوا۔ حتی کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس نقطہ کی بھی نفی کر دینی چاہیئے۔ میں نے ویسا ہی کیا۔ وہ نقطہ بھی درمیان سے جاتا رہا۔ پھر حیرت طاری ہوئی۔ کہ اس مقام پر شہود حق خود بخود ہے۔ جب میں نے اس کا ذکر جناب خواجہ صاحب سے عرض کیا۔ تو فرمایا کہ یہی حضور حضور نقشبندیہ اور نسبت نقشبندیہ ہے اور اسی حضور کو حضور بے غیب بھی لکھتے ہیں۔ اسی مقام پر نہایت کے مدارج بدایت میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ نسبت طالب کو اسی طریق میں رنگ اخذ کرنے سے حاصل ہوتی اور دوسرے سلسلوں میں پیر کے بتائے ہوئے اوراد و اذکار سے۔ ان پر عمل کرنے سے اصل مقصود کی راہ ہاتھ آتی ہے ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

مجھے یہ نسبت عزیز الوجود چند روز میں حاصل ہوئی تھی۔ پھر اس نسبت سے ایک اور فنا متحقق ہوئی۔ جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں۔ اس فنا کے حاصل ہونے سے دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی۔ کہ اس وسعت کے مقابلے میں تمام موجودات عرش سے فرش تک اس طرح تھی۔ جیسے پہاڑ کے مقابلے میں رائی بلکہ اس سے بھی کم۔ بعد ازاں اٹھارہ ہزار عالم کو فرداً فرداً بچشم خود دیکھا۔ اور اپنے آپ کو عین یہ سب کچھ پایا۔ یہاں تک کہ ہر فرد عالم بلکہ ہر ایک ذرہ میں حق تعالےٰ دکھائی دیا۔ پھر تمام جہان کو ایک ذرہ سے بھی

کم شے میں دیکھا۔ بعد ازاں اپنے آپ کی بلکہ تمام عالم کی اس میں گنجائش نہ رہی۔ بلکہ اپنے آپ کو ایسا نور پایا۔ جو ہر ایک ذرے میں پھیلا ہوا ہے۔ اور تمام جہان کی مختلف صورتیں اس میں گھل مل گئی ہیں۔ بعد ازاں اپنے آپکو اور ہر ایک ذرے کو تمام جہان کے قائم رہنے کا باعث دیکھا۔ جب یہ کیفیت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا کہ توحید میں حق الیقین کا مرتبہ یہی ہے۔ اور اسی مقام کو جمع الجمع کہتے ہیں۔ بعد ازاں جہان کی مختلف صورتوں کو جیسا کہ پہلے دیکھا کرتا تھا اب وہ وہمی اور خیالی دکھائی دینے لگیں۔ اور ہر ایک ذرے کو جسے میں پہلے حق تعالےٰ دیکھا کرتا تھا بغیر کسی فرق و تبدیلی کے وہی دیکھنے لگا۔ اس دید سے بڑی حیرت ہوئی +

اسی اثنا میں **فصوص** کی یہ عبارت "وان شئت قلت الذی عالم حق وان شئت انہ خلق وان شئت قلت انہ خلق من وجہ وان شئت قلب بالحیرت بعد م التمیز بینھما" جو میں نے اپنے والد ماجد سے سنی ہوئی تھی۔ یاد آگئی۔ اس عبارت سے وہ حیرت و گھبراہٹ دور ہو گئی۔ بعد ازاں یہ کیفیت خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ تو فرمایا کہ ابھی حضور صاف نہیں ہوا۔ اپنے کام میں لگے رہو۔ حتےٰ کہ موجود اور موہوم کی تمیز کر سکو۔ میں نے فصوص کی عبارت جس میں عدم تمیز پائی جاتی تھی پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی شیخ نے کامل حال کو بیان نہیں کیا۔ بعض ہم نسبتوں کی عدم تمیز ثابت ہے۔ میں حسب الارشاد اپنے کام میں مشغول ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے دو روز بعد محض اپنے فضل و کرم سے موہوم اور موجود کی تمیز عنایت فرمائی۔ جس سے موجود حقیقی اور موجود موہومی میں تمیز کی۔ اور صفات۔ افعال اور آثار جو موہوم دکھائی دیتے ہیں۔ وہ حق سبحانہ سے معلوم ہونے لگے۔ پھر ان صفات اور افعال کو محض موہوم پایا۔ اور خارج میں سوائے ایک ذات کے کسی کو موجود نہ دیکھا۔ جب یہ حالت خواجہ صاحب سے عرض کی۔ تو فرمایا۔ کہ "فرق بعد الجمع" یہی ہے۔ تمام اولیائے گذشتہ و آئندہ کی کوشش صرف اسی مقام تک ہے۔ اسی مقام کا نام مشائخ نے مقام تکمیل و ارشاد رکھا ہے۔ اس سے آگے حسب ہمت او ظاہر ہوتا +

جو کمالات اوروں کو مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد حاصل ہوتے ہیں وہ حضرت **قیوم اوّل** رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو تھوڑے دنوں میں حاصل ہو گئے ۵

رگلے بردند زیں ہیچ نسبت   باں درگاہ والا دست بردست

حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تجدید الف ثانی اور قیومیت کی خلعت پہننے کے بعد توحید وجودی کے مذکورہ بالا کمالات و مقامات سے ترقی کی۔ اور اصل اصول سے جو کمالات نبوّت کا اخص خصائص ہے۔ اور سوائے صحابہ کرام کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہؤا۔ مشرف ہوئے۔ اور یہ کمالات سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پوری پوری پیروی پر مشتمل ہیں۔ تو جو کچھ آنجناب رضؓ نے اس سے پیشتر توحید وجودی کے بارے میں لکھا۔ یا فرمایا تھا۔ اس سے نادم اور مستغفر ہوئے۔ چنانچہ خود ہی اپنے مکتوب کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۰۶ میں جو اپنے طریقہ کے بارے میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے جو معارف توحید وجودی وغیرہ کے بارے میں لکھے ہیں۔ وہ محض عدم اطلاع سے لکھے گئے جب مجھے کام کی اصل حقیقت معلوم ہوئی۔ تو جو کچھ ابتدا اور وسط میں لکھا گیا۔ اس میں شرمندہ اور مستغفر ہوا۔ استغفر اللہ واتوب الیہ من جمیع کرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ +

ایک اور مقام پر آنجناب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جو کلام مَیں نے توحید وجودی کے بارے میں کیا ہے اور لوگوں میں مشہور ہوگیا ہے۔ اس سے میں توبہ کرتا ہوں۔ تاکہ یہ بھی لوگوں میں مشہور ہو جائے۔ کیونکہ مشہور شدہ گناہ کے لئے توبہ بھی مشہور شدہ چاہیئے۔ مقام وحدت وجود کے شروع کے احوال آنجناب پر اس طرح غالب آئے۔ کہ جو شخص آنجناب رضؓ کے روبرو قلم کو قط لگاتا۔ تو آنجناب رضؓ کی انگلی کٹ جاتی +

خواجہ ہاشم کشمی برکات الاحمدیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ تاج حضرت خواجہ بیرنگ رضؓ کے خلفاء کے سرتاج تھے حضرت خواجہ بیرنگ رضؓ نے شیخ تاج کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ یاروں کے حالات اور واقعات کو دریافت کرکے مجھے بتا دیا کرو۔ لیکن میرے حالات کو آپ نے مستثنےٰ کر رکھا تھا۔ وہ بذاتِ خود سُنا کرتے تھے ایک وزاتہ لئے حال میں شیخ تاج نے مجھے کہا۔ کہ اے جوان! کیا وجہ ہے کہ تم اپنا کوئی حال نہیں بتاتے۔ مَیں نے ازروئے انکسار کہا۔ کہ میرے احوال آپ کے سُننے کے

لائق نہیں ۔ شیخ تاج نے جب مجھے دق کیا کہ اگر کوئی واقعہ دیکھا ہو تو بیان کرو۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں نے خواب میں دیکھا تھا ۔ میں نے شیخ تاج کی طرف توجہ کر کے اُس پر تصرف کیا ۔ تو بے خود ہو کر گر پڑا ۔ جب اُس نے بہت کچھ منت و مناجت کی ۔ تو میں نے از روئے جذبہ واقعہ مذکور بیان کیا ۔ وہ واقعہ سُنکر شیخ تاج کی حالت بدل گئی اور جو حالت میں نے خواب میں دیکھی تھی ۔ اس کا اثر ظاہر اطور پر شیخ تاج پر ہو گیا ۔

حضرت مجددّ الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کو حضرت خواجہ بیرنگ کی خدمت میں رہتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ گذرا تھا ۔ کہ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ایک مخلص کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی نسبت حسب ذیل مضمون کا ایک خط لکھا ۔

مکتوب ۔ ایک شخص شیخ احمد نام سرہند کا رہنے والا کثرت علم اور قوت عمل سے موصوف چند روز میرے پاس رہا ۔ میں نے اس کی حالت سے بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کیا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ وہ کسی دن آفتاب ہو گا ۔ جس سے تمام جہان روشن ہو جائیگا ۔ اللہ تعالے کا شکر اور احسان ہے کہ اس کے کامل احوال کا مجھے یقین واثق ہو گیا ہے ۔ اس شیخ مذکور کے بھائی اور رشتہ دار بھی ہیں ۔ جو سب کے سب صالح اور عالم ہیں ۔ اُن میں چند ایک سے ملاقات نصیب ہوئی ۔ اس کے فرزند بھی اسرار الٰہی اور جواہر عالیہ ہیں عجب استعداد کے مالک ہیں ۔ امید ہے کہ اُن میں سے ہر ایک چراغ ہو گا ۔ جس سے جہان اور اہل جہان ہر دو منور ہو جائینگے ۔

مختصر یہ ہے ۔ کہ وہ شجرہ طیبہ ہے ۔ اللہ تعالے اُسے نیک اور عمدہ پھول پھل دے ۔ اللہ تعالے کے دروازے کے فقیروں کے دل بھی عجب ہیں ۔ قیامت تک اس کے ارشاد و ہدایت کا نور منقطع نہیں ہو گا ۔

ذکر در بیان رسانیدن حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ نسبت معہود را

کہ از حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام بوسائط کثیرہ بخواجہ بطریق امانت رسیدہ بود کہ باہل آں برساند یعنی وارث آں نسبت کہ عبارت از حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ است و خلافت دادن سلسلہ نقشبندیہ و مرجعیت

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ از دھلی بوطن مالوف دار الارشاد سر ہند تعلق نمودہ

آنجناب را در سرہند رونمودہ اند و بمرتبہ قطبیت فردیت رسیدن :-

حضرت خواجہ بیرنگؒ اس بات کے شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا کام آسان کر دیا۔ کہ ایسی فضیلت اور قابلیت والے شخص (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ) کو آپ کی جناب میں پہنچایا۔ جو انسانی انتہائی درجے کو پہنچا۔ اور ہدایت و تکمیل کو انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ ہمیشہ انہیں کا ذکر کرتے۔ اور اس بات پر فخر کیا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلوت میں بلا کر نسبت معہود جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے بطور امانت خواجہ امکنگی ؒ کو پہنچی۔ اور خواجہ بیرنگ نے حضرت خواجہ نقشبند کی وصیت کے بموجب کہ اس نسبت کو اس کے وارث تک پہنچا دینا۔ (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچائی۔ اور جو واقعات کہ یہاں آنے سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیکھے آپ سے بیان فرمائے۔ نیز اس ملک میں اپنے آنے کا سبب بھی بیان فرمایا۔ کہ ہمیں خواجہ نقشبندؒ نے صرف تمہاری خاطر اس ملک میں بھیجا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کوئی اور سبقت لیجائے۔ اور اس گوہر کو جواہرات کے سلسلوں کے تمام گوہروں کا شاگوھر بنا کر اپنا سر حلقہ بنائے۔ اور یہ نسبت کہ میری رحلت کے دوسرے ہزار سال کے شروع میں ایک شخص مبعوث ہوگا اُسے پہنچائے۔ سو وہ نسبت بہت سے وسیلوں سے حضرت خواجہ نقشبند کو پہنچی۔ اور حضرت خواجہ بزرگؒ نے اپنے خلفا کے سپرد کی۔ اور وصیت کی کہ جب اس نسبت کا وارث ہو۔ اُسے یہ پہنچا دینا۔ اب وہ نسبت چند وسائط سے مجھ تک پہنچی۔ اور حضرت خواجہؒ نے حکم دیا کہ یہ نسبت اس کے وارث کو پہنچا دینا۔ اور ساتھ ہی وارث کا حلیہ وغیرہ بھی بیان فرمایا۔ وہ علامات اور نشانات آپ میں پورے طور پا کر یہ نسبت آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ سو اپنی امانت لے لو پھر نسبت مذکور حضرت خواجہؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو القا کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ امانت پورے طور پر تمہیں مل گئی۔ آج ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اور حق اپنے مرکز پر ٹھہرا ہے۔ عنقریب ہی اس نسبت کا ظہور پورے طور پر آپ پر ہوگا۔ حضرت خواجہ نے نسبت القا کر کے فرمایا کہ میں نے واقعہ میں

دیکھا تھا۔ کہ ایک طوطا ہے جس کی چونچ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ اور خواجہ امکنگی نے اس واقعہ کی تعبیر یوں کی تھی۔ کہ تمہارے طفیل کوئی ایسا عزیز روبکار ہوگا۔ جس سے تمہیں نعمت عظمےٰ حاصل ہوگی۔ علاوہ ازیں باقی کے واقعات بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حق میں دیکھے۔ اور جن کا ذکر پہلے ہوچکا ہے بیان فرمائے۔

حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے نسبت خاصہ نصف رجب ۱۰۰۹ھ ہجری میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو القا فرمائی اور حضرت خواجہ نے حضرت مجدد الف ثانی رض کو کامل اجازت و خلافت دیکر آپ کے ہمراہ چند اپنے معتبر اصحاب کئے۔ اور سرہند شریف کی طرف رخصت فرمایا۔

مُلّا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کتاب حضرات القدس اور خواجہ ہاشم کشمیؒ برکات الاحمدیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خلافت کے بعد حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم نے اس تین چار سال کے عرصہ میں شیخی نہیں کی۔ بلکہ کھیل کھیلے ہیں سو اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہماری یہ دوکانداری اور کھیل بے فائدہ نہیں رہی۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسا شخص اس سلسلے میں آہی گیا۔

انہیں دنوں میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہم نے یہ بیج بخارا اور سمرقند سے لاکر ہند کی بابرکت زمین میں بویا۔ طالبوں سے ہماری سرگرمی اسی وقت تک ہوتی ہے۔ جب تک ہم ان کے معاملہ سے فارغ نہ ہولیں۔ چونکہ اب ہم ان کے کام سے فارغ ہوگئے ہیں۔ اب ہم شیخیت سے کنارہ کش ہوکر طالبوں کو ان کے سپرد کرتے ہیں۔

جب حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ دارالارشاد سرہند میں واپس تشریف لائے۔ اور اس پاکیزہ شہر میں سچے طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہزارہا آدمیوں کو اپنے باطنی چشمہ سے سیراب فرمایا۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ عین ارشاد کے وقت حضرت قیوم اوّل رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے بعض اعلےٰ مقصدوں کے لئے گوشہ تنہائی اختیار کیا۔ اس اشثار میں اور طرح پر خواجہ صاحب سے عرض عرض کرتے تھے۔ جب

آنجناب کو یہ بات معلوم ہوئی۔ تو خواجہ بزرگوار کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جس میں ظاہر کیا۔ کہ تجدید الف ثانی کے مقدمات درپیش تھے۔ اس واسطے چند روز گوشہ تنہائی اختیار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ بیان کیا جائیگا +

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ کی خدمت میں رہ کر میں نے سلوک کو ختم کیا۔ تو امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام گذشتہ و آئندہ اولیا میرے ممد و معاون تھے۔ اور ہر ایک نے مجھے اپنے اپنے مقامات کی سیر کرائی۔ بعد ازاں تابعین اور صحابہ کرام میرے کام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اپنی قوت تصرف سے مجھے اصل الاصل اور قابلیت اولیٰ کے مقامات میں جسے حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں۔ پہنچایا۔ اس قابلیت سے اوپر بھی عروج حاصل ہوا۔ اور وہاں سے اس مقام تک عروج حاصل ہوا جو اس قابلیت سے اوپر ہے۔ اور وہ قابلیت اس مقام کے لئے بمنزلہ تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیت کے لئے بمنزلہ اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روحانیت کی ترتیب سے ترقی واقع ہوئی۔ اقطاب کا انتہائی عروج اسی مقام تک ہے۔ اور دائرہ ظلیت محض اسی مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے۔ چند ایک اس مقام سے ممتاز ہیں۔ بعض قطب افراد کی ہمنشینی کے سبب مقام ممتزج (جہاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے) تک ترقی کرتے ہیں۔ مجھے اس مقام پر پہنچکر جو مقام اقطاب ہے۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قطبیت ارشاد کی خلعت عنایت ہوئی۔ اور میں اس منصب سے سرفراز ہوا۔ پھر عنایت خداوندی شامل حال ہوئی۔ تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اصل سے جا ملا۔ اور وہاں پر فنا و بقا حاصل ہوئی۔ جیسا کہ پہلے مقامات میں۔ وہاں سے پھر مقامات اصل میں ترقی عنایت فرمائی۔ اور اصل الاصل تک پہنچا دیا۔ اور منصب فردیت سے اس فقیر کو مشرف فرمایا۔ درحقیقت مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ جو اولیائے امت کا آخری عروج ہے اور جو سائے سے ملا ہوا ہے۔ اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا۔ اور انہیں ایک صاحب جذبہ قوی مرد خدا سے "جو خوارق عظیم میں مشہور تھے" حاصل ہوا لیکن مجھے

اپنے ضعف بصیرت اور نسبت کی قلت ظہور کے باعث اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ ہوتا تھا۔ مجھے علم لدنی حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوا لیکن صرف اسی وقت تک۔ جب تک اقطاب کے مقامات سے نہ گذرا تھا۔ لیکن اس مقام سے گذرنے پر اور مقامات عالیہ میں ترقیات حاصل ہونے پر علوم اپنی ہی حقیقت ہیں اور اپنے آپ میں خود بخود پائے جاتے ہیں۔ عزیز من! مجال نہیں کہ درمیان میں آئے۔

مجھے نزول کے وقت جس سے مراد "سیر عن اللہ باللہ" ہے۔ دوسرے سلسلوں کے مشائخ کے مقامات کا عبور نصیب ہوا۔ اور ہر مقام سے مقرر حصہ لیا۔ ہر ایک مقام کے شیخ نے بطور ضیافت کچھ نہ کچھ عنایت کیا۔ اور اپنی اپنی نسبت کا خلاصہ مرحمت فرمایا۔ بعد ازاں مجھے مقام جذبہ میں لے آئے۔ اس مقام میں بے اندازہ جذبات کے مقام جمع ہیں۔ اس سے بھی نیچے لائے۔ نزول کا آخری مرتبہ مقام قلب ہے۔ جسے حقیقت جامع بھی کہتے ہیں۔ اور اسی مقام پر اترنے سے ارشاد و تکمیل کا تعلق ہے۔ پھر مجھے اس مقام سے بھی نیچے لائے۔ اس سے پہلے اس مقام میں تمکین پیدا ہوئی پھر عروج واقعہ ہوا۔ اس موقعہ پر اصل کو بھی سائے کے رنگ میں چھوڑ دیا۔ مقام قلب میں جو عروج حاصل ہوا۔ وہ تمکین سے مل گیا۔

مشائخ کے باطنی احوال اور ان مقامات کا عروج و نزول اور سیر و سلوک کا مفصل حال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کے مقامات کے احوال اور سیر و سلوک جس قدر آنجناب پر منکشف ہوئے۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی گذشتہ و آئندہ ولی پر نہ ہوا۔ نہ ہو گا۔ چنانچہ آنجناب ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سلوک کا کوئی کوچہ ایسا نہیں۔ جس کا عبور اس فقیر کو نصیب نہ ہوا ہو۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں۔ کہ قطب ارشاد جو نسبت فردیت کا جامع ہوتا ہے بہت عزیز الوجود ہے۔ اس قسم کا موتی عرصہ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اس کے نور ظہور سے عالم ظلمانی منور ہو جاتا ہے۔ اس کے ارشاد و ہدایت کا نور تمام جہان پر یکساں ہوتا ہے۔ محیط سے فرش کے مرکز تک جس کسی کو ہدایت ایمان اور معرفت حاصل ہوتے ہیں۔ اسی کے وسیلے سے ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا ہے وہ حق تعالےٰ کی معرفت سے بالکل محروم ہوتا ہے

یہی انکار اس کے فیض کا سدراہ ہوتا ہے۔ جس شخص سے اس قطب کو تکلیف پہنچے۔ وہ بھی ہدایت ارشاد و معرفت الٰہی سے بے نصیب ہے۔ جو شخص قطب ارشاد کو نہیں پہچانتا اور ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے۔ اُسے بھی اس قطب سے فیض حاصل ہوتا ہے لیکن اگر قطب ارشاد سے ملاقات کرنے کے بعد اس کی قطبیت کا انکار کرے۔ تو خواہ کتنا ہی ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر بھی ہدایت و معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص کو قطب ارشاد سے واقف نہیں۔ اور ذکر الٰہی سے بھی غافل ہے۔ لیکن اس کا معتقد اور مخلص ہے۔ اور اس کی قطبیت کا قائل و مقر ہے۔ اس واسطے صرف محبت و اخلاص کی برکت سے قطب ارشاد سے اس کے باطن میں رشد و ہدایت کا نور پہنچیگا قطب ارشاد کا نور تمام جہان کو سمندر کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ اور سمندر منجمد ہے۔ اس میں حرکت بالکل نہیں۔ جب کوئی شخص قطب ارشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہوتا ہے۔ اور قطب ارشاد بھی اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو طالب کے دل میں ایک روزن سا کھل جاتا ہے۔ جس کی راہ توجہ اور اخلاص کے موافق اس سمندر سے سیراب ہوتا ہے۔ خلقت کو جو فیض پہنچتا ہے۔ قطب ارشاد کی باطن سے پہنچتا ہے منصب فردیت سے کسی کو فائدہ و فیض حاصل نہیں ہوتا لیکن فرد کا عروج قطب ارشاد سے زیادہ ہے۔ اس واسطے اگر دو منصب (قطب ارشاد و فرد) ایک شخص کو حاصل ہوں۔ تو ایسا شخص نورٌ علیٰ نور ہے۔ مدت دراز کے بعد ایسا بے نظیر گوھر ظاہر ہوتا ہے۔

دربیان نزول خلعت تجدید الف ثانی برحضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

حضرت سلطان الاولیا قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر تجدید الف ثانی کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی۔ کہ آنجناب سے شرعی امور کے عین مطابق مشاہدات۔ تجلیات۔ ظہورات۔ احوال معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے۔ اور وحدت وجود کے متعلق حالات جو اس سے پیشتر آنجناب پر ظاہر ہوئے تھے۔ مفقود ہو گئے۔ کیونکہ جو حالات وحدت وجود کے متعلق ہیں۔ وہ ولایت صغرےٰ میں ہیں۔ جو اولیا کی ولایت ہے۔ جو اول سالک پر ولایت

کہ برائے ولایت علیا ۔ جو علی الترتیب ولایت انبیا اور ولایت ملائکہ ہیں"۔ اور کمالات نبوت و رسالت وغیرہ" جو کمالات نبوت کے انتہائی مقام" میں وارد ہوتے ہیں۔ وہ بعینہ شریعت کے موافق ہوتے ہیں۔ کمالات نبوت میں شریعت کی عین حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ فقہ و کلام کے مسائل کے حقائق جو شرح وقایہ۔ ہدایہ اور شرح عقائد میں ہیں منکشف ہو جاتے ہیں۔ حضرات انبیا اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و معارف اور خاص الخاص کمالات دراصل وہی علوم و معارف ہیں۔ جن سے شریعت کی صورت ظاہر ہوئی ہے۔ شریعت کی حقیقت کمالات نبوت میں ہے +

جن علوم و معارف کا ذکر اولیاء نے کیا ہے۔ جیسے وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سننا۔ یہ انبیا کے کمالات و معارف سے نہیں بلکہ مقام ولایت میں ہیں۔ جو ولایت انبیا کا ظل ظلال ہے۔ جن کی یہ رائے ہے" الولایۃ افضل من النبوۃ"۔ (کہ ولایت نبوت سے افضل ہے)، اور بعض نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔ ولایت کو نبوت پر اس واسطے فضیلت ہے کہ ولایت میں خلقت سے منہ موڑ حق تعالے کا رخ کیا جاتا ہے۔ اور نبوت میں حق تعالے سے منہ موڑ کر خلقت کی طرف رخ کیا جاتا ہے۔ پس جو رخ اللہ تعالے کی طرف ہے وہ اس رخ سے جو خلقت کی طرف ہے۔ بہتر و افضل ہے۔ لیکن وہ یہ نہ سمجھے کہ ولی کا رد بحق ہونا ہی اس کے واسطے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ مقام ولایت کا عروج ذات تک نہیں ہوتا۔ بلکہ صفات تک ہوتا ہے۔ اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے۔ چونکہ ذات کی نگرانی اس کی دامنگیر ہے۔ اس واسطے نزول بھی من کل الوجود نہیں کر سکتا۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی کما حقہ نہیں کر سکتا۔ لیکن برخلاف اس کے نبوت کا عروج ذات تک ہے وہاں سے کامل تربیت حاصل کر کے پورا پورا نزول ہوتا ہے۔ اور ہدایت اور ارشاد بھی بوجہ احسن کر سکتا ہے۔ بر خلق ولایت اور نبوت اس قسم کی ہوا کرتی ہے۔ اگر بالفرض ولایت نبوت سے افضل ہوتی۔ تو حق تعالے کلام مجید میں ولایت کی تعریف کرتا۔ اور انبیا کو اولیا کہکر تعریف کرتا۔ اور نے مقام کو اعلے مقام پر کیونکر ترجیح دیتا۔ لیکن اللہ تعالے نے کسی مقام پر انبیا کو ولایت سے موصوف نہیں فرمایا۔ جہاں کسی انبیا کی تعریف کی ہے نبوت سے کی ہے۔ نہ کہ ولایت سے۔ جابجا پروردگار

نے انبیا کی تعریف میں "وَکَانَ رَسُوْلاً نَّبِیًّا" فرمایا ہے ◆

صوفیائے متقدمین نے جو فرمایا ہے۔ کہ وہ علوم معارف ان پر ظاہر ہوئے ہیں جو وحدت وجود وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خاص الخاص علوم معارف انبیا کے ہیں ہزار ہا علوم و معارف اس قسم کے ہیں۔ کہ انہیں انبیا سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے اگر یہ علوم معارف انبیا کے ہوتے۔ تو وہ خود اور ان کے اصحاب وحدت وجود کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ اور سماع و نغمہ سنتے۔ کیونکہ انبیا کا خاصہ ہے کہ جو حق بات ہوتی ہے اُسے ظاہر کر ہی دیتے ہیں۔ خواہ اُس کے اظہار سے انہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ اگر ایسا نہ کریں تو گویا وہ حق پوشی کرتے ہیں پھر اُن کے سوا اور کون ہے۔ جو حق بات کا اظہار کرے۔ اور اس کی تحقیق کرے اللہ تعالےٰ نے جہاں کہیں انبیا کی تعریف کی ہے۔ ان کی حق پرستی اور راستی کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیا کا کلام غیر۔ غیریت عابدیت اور عبودیت کے بارے میں ہے۔ نہ کہ توحید۔ اتحاد پر۔ اور حرمت سماع اور نغمہ پر دال ہے۔ نہ حلت پر۔ وحدت وجود اور سماع و نغمہ کے حق میں یہ کہدینا کہ اس سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔ اور بات ہے۔ جو علوم و معارف توحید وجودی اور سماع و نغمہ کے متعلق ہیں۔ وہ انبیا کے علوم سے نہیں۔ بلکہ یہ علوم ولایت انبیا میں داخل ہی نہیں ہاں یہ ولایت اولیا میں داخل ہیں۔ جو ولایت انبیا کی ظل ظلال ہے کمالات نبوت ولایت سے ہزار ہا درجہ اوپر ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد وہ علوم معارف و کمالات از سر نو تازہ ہوں۔ جو ذات کے متعلق ہیں۔ اس سے پیشتر ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر اولوالعزم صاحب شریعت جدید پیدا ہوا کرتا تھا۔ چونکہ اس امت میں تنسیخ و تبدیل اور صاحب منصب نبوت نبی کی بعثت نہیں۔ اس واسطے ضروری تھا کہ اس امت میں کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو اس دین کو از سر نو تازہ کرے۔ زینت بخشے اور ذات حق کے متعلقہ علوم و معارف کے کمالات کا اظہار کرے ◆

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ولایت صغرےٰ سے ترقی کر کے ولایت کبرےٰ ولایت علیا اور کمالات نبوت حاصل کئے۔ جو صحابہ اور تابعین کے بعد اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہ ہوئے۔ حتےٰ کہ ولایت

گر نے تک کوئی نہ پہنچا۔ چہ جائیکہ ولایت علیا۔ اور کمالات نبوت حاصل کرتے۔ تو آنجناب پر علوم معارف شرعیہ جو معارف انبیا ہیں۔ ظاہر ہونے لگے۔ جب کمالات نبوت بدرجہ اتم حاصل ہو چکے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے تجدید الف ثانی کی خلعت آنجناب کو عنایت فرمائی +

حدیث میں آیا ہے۔ کہ ہر سو سال بعد مجدد پیدا ہوا کریگا۔ اور جو حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے "علماء امتی کانبیاء نبی اسرائیل" وہ بھی صادق آتی ہے۔ چونکہ نبی اسرائیل میں حضرت موسٰے اور حضرت عیسٰے یکے بعد دیگرے ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ اس لئے اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہونا تھا۔ جو حضرت موسے و حضرت عیسٰے کا قائم مقام ہو +

ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ صبح کے وقت حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام ملائکہ مقربین اور تمام اولیائے امت و علماے ملت سمیت تشریف فرما ہوئے۔ خود دست مبارک سے ایک نہایت فاخرہ خلعت جو پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی تھی۔ اور گویا وہ محض نور تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو پہنائی۔ اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔ ہم نے تمہیں اپنی امت کے واسطے اپنا نائب اتم مقرر کیا ہے اور اس امت کا دینی و دنیاوی تمام کارخانہ تمہارے حوالے کیا ہے۔ آئندہ دینی اور دنیاوی تمام امور مثلاً فیض۔ رشد۔ ہدایت۔ ایمان۔ رزق۔ روزی۔ عمر۔ شفا۔ مرض وغیرہ جو کچھ ہونگے تمہاری وساطت سے ہونگے۔ جو قرب و منزلت اللہ تعالےٰ نے تمہیں عنایت کی ہے۔ وہ اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں کی۔ اور نہ آیندہ کریگا ؎

گوے عطا خاں از میداں ربودۂ تجدید الفے انوسن ادا ربودۂ

اب میں امت کی طرف سے فارغ البال ہوں۔ کیونکہ جو اس جہان کے امور ہمارے متعلق تھے وہ سب تمہارے حوالے کر دیئے۔ اب ہم مطمئن ہو کر یاد الہٰی میں مشغول ہوتے ہیں تم ہماری امت کے خبر گیر رہنا۔ علاوہ ازیں ایک اور اہم کام تم سے لینا ہے۔ بعد ازاں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دیوان قدس کے دفتر میں آنجناب کا اسم شریف خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی تحریر فرمایا۔ اور ملائکہ

کروبیہ کو حکم دیا۔ کہ زمین و آسمان میں منادی کردو۔ کہ پروردگار عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے تجدید الف ثانی کی خدمت شیخ احمد کو عنایت فرمائی ہے اور ان کا نام دیوان قدس میں "مجدد الف ثانی" لکھا ہے۔ تمام مخلوقات کو مطلع کردو۔ کہ جو شخص دین و دنیا کی سعادت چاہتا ہے۔ وہ ان کی اطاعت کرے۔ اور جو تجدید وغیرہ کمالات کو جن سے وہ دوسرے اولیا سے ممتاز ہیں۔ مانے۔ اگر انکار کریگا تو غضب الٰہی اس پر نازل ہوگا اللہ تعالےٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے +

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے کمالات کو گذشتہ حال اور آئندہ کے تمام اولیا نے تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ آنجناب کے پیر نے بھی آنجناب کا اعتراف کیا۔ اور اطاعت کی اور آکر آنجناب سے توجہ باطنی حاصل کی۔ جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب بیان کیا جائیگا تمام مخلوقات انبیا۔ رسل مع صحابہ۔ ملائکہ اور تمام اولیائے امت نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو مبارکبادی دی اور تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاے امت نے آپ کو افضل تسلیم کیا بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ تجدید الف ثانی کی خدمت میرے سپرد ہوئی ہے اور تجدید کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب تجدید اور اس کے تابعین پر شرعی علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ کسی اہل اللہ پر خلاف شرع معارف ظاہر نہ ہوں اور ان سے کوئی بات خلاف شرع سرزد نہ ہو۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا۔ رقص و سماع کا استعمال۔ کیونکہ معدودے چندان کے احوال سے مشرف ہوئے ہیں۔ ہزارہا اشخاص جو اُن کے معتقد ہیں۔ اور ان کے احوال تک نہیں پہنچے صرف ان کے اقوال و افعال کو پسند کر کے اُن پر عمل کرتے ہیں۔ اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں +

جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ کسی ولی اللہ سے خلاف شرع کوئی بات ظاہر نہ ہوگی۔ ہم نے اولیا کے لئے وحدت وجود ہی کا مقام بند کر دیا ہے۔ آئندہ جو وحدت وجود کا دعوےٰ کریگا۔ جھوٹا سمجھا جائیگا۔ سالکوں کو بھی سماع و نغمہ سے ترقی نصیب نہ ہوگی۔ آئندہ جو شخص ایسے افعال کا مرتکب ہوگا گمراہ ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے آداب نبوت بجا لا کر اپنے جبہ مبارک کو آستان رسالت کی خاک پر ملا +

مجددؒ صدسالہ وہ شخص ہے۔ کہ سو سال کے عرصہ میں جو رشد و ہدایت ہو۔ اسی کے طفیل سے ہو۔ اس سو سال کے عرصہ میں جس قدر غوث قطب ولی وغیرہ ہوں اہل منصب سب مجدد کے فیض کے محتاج ہوں۔ لیکن مجدد صدسالہ اور مجدد الف میں وہی وہی فرق ہے جو سو اور ہزار میں ہے۔ بلکہ مجدد الف، مجدد صدسالہ سے ہزار درجہ زیادہ ہوتا ہے۔

مجدد الف اور مجدد صدسالہ کی یہ تعریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اسی مکتوب میں نہایت گہرے علوم و معارف بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ان علوم کا اقتباس انوار نبوت کی مشکوٰۃ سے کیا ہے۔ جو تجدید الف ثانی رضہ کے بعد تبعیت اور وراثت سے از سر نو تازہ ہوتے ہیں۔ ان علوم و معارف کا صاحب موجود مجدد الف ہے۔ چنانچہ مخفی نہیں ہے کہ جو علما ان علوم و معارف کو دیکھتے ہیں۔ جو ذات صفات۔ افعال۔ احوال۔ مواجید تجلیات اور ظہورات کے متعلق ہیں۔ تو وہ یہی جانتے ہیں۔ کہ یہ علوم و معارف علما کے علوم اور اولیا کے معارف سے پرے کے ہیں۔ بلکہ ان علوم کو اُن علوم سے وہ نسبت ہے۔ جو مغز کو پوست سے۔ وہ مغز ہیں اور یہ پوست ذات پاک ہنما ہے۔

مکتوبات میں چند ایک اور مقامات پر بھی اپنی تجدید کی تصریح فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں جو اپنے بڑے فرزند ارجمند خواجہ محمد صادق کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ بیٹا! اب وہ وقت ہے کہ گذشتہ امتوں میں ایسے وقت میں جب کہ جہان میں بدعت و کفر کی تاریکی چھائی ہوئی ہو۔ پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوا کرتے تھے اور نئی شریعت لایا کرتے تھے۔ لیکن اس امت میں جو کہ تمام امتوں سے نیک اور افضل ہے۔ اور اس امت کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے علما کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا سا مرتبہ دیا ہے۔ انبیا کے وجود سے صرف اولیا کے وجود پر اکتفا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سو سال بعد اس امت میں مجدد پیدا ہوتا ہے۔ جو شریعت کو زندہ کرتا ہے خصوصاً ہزار سال بعد پہلے وقتوں میں کوئی اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت جدید مبعوث ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس زمانے میں ایک عالم۔ عارف مکمل معرفت والا اس امت میں درکار ہے جو گذشتہ امتوں کے کسی اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔

ایک مقام پر اس بارے میں فرماتے ہیں۔ یہ کمالیت جو ہزار سال بعد وجود میں آئی ہے آخر نبی ہے جو اولیت کے رنگ میں نمودار ہوا ہے۔ شائد اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "اولھم خیر ام آخرھم خیر" پہلے اچھے ہیں یا آخری۔ لیکن "اوطھم ام او سطھم" پہلے یا بیچ کے نہیں فرمائے۔ اول اور آخر کی مناسبت زیادہ دیکھی۔ جو تردد کا مقام ہوا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا آغاز اور انجام دو تو اچھے ہیں۔ درمیان میلا ہے۔ واقعی اس امت میں اگرچہ علو نسبت ہے۔ لیکن تھوڑی بلکہ بہت ہی تھوڑی۔ متوسط میں یہ نسبت ہرگز ہرگز ایسی بلند تو نہیں۔ لیکن بکثرت ضرورت ہے۔ بلکہ بہت ہی زیادہ۔ اگرچہ متاخرین میں یہ نسبت قلیل ہے۔ لیکن ہے بلحاظ کمیت وکیفیت بہت اعلے درجہ کی۔ لیکن سابقین سے مناسبت دی۔ اسی واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے۔ "الاسلام بدء غریبًا وسیعود کما بدء فطوبیٰ للغرباء" اسلام غریبی کی حالت میں ظاہر ہوا اور عنقریب ایسا ہی ہو جائیگا۔ جیسے شروع ہوا تھا۔ سو غریبوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اسلام کے اخیر کی ابتدا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے دوسرے ہزار سال کے بعد شروع میں ہوئی۔ کیونکہ ہزار سال کے ہونے کے بعد مختلف امورات میں بیّن تبدیلی ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں رہی۔ اس واسطے ضرورتاً سابقین کی نسبت اسی تروتازگی سے متاخرین میں جلوہ گر ہوئی۔ اور شریعت کی پابندی اور ملت کی تجدید دوسرے ہزار سال کے شروع میں ہوئی۔ اس بات کے سچے گواہ حضرت عیسے علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید　　دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

بھائی جان! یہ بات عام لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ اسے پورے طور پر سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن اگر انصاف کو کام میں لائیں۔ اور ایک دوسرے کے علوم ومعارف کو جانچیں۔ اور احوال کی صحت وسقم کو دیکھیں کہ وہ شرعی امور کے مطابق ہیں۔ یا مخالف اور پھر دیکھیں کہ شریعت اور نبوت کی تعظیم وتوقیر کس میں زیادہ ہے۔ ایسا کریں تو شائد اصل حقیقت سے واقف ہو کر ہٹ دھرمی چھوڑ دیں۔ شائد آپ نے دیکھا ہی ہو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے۔ کہ طریقت

اور حقیقت دونو شریعت کے خادم ہیں۔ اور یہ کہ نبوت ولایت سے افضل ہے۔ خواہ
ولایت اسی نبی ہی کی کیوں نہ ہو۔ نیز لکھا ہے کہ نبوت کے کمالات کے مقابلہ میں ولایت
کے کمالات کی کچھ حقیقت نہیں۔ کاش سمندر کے مقابلہ میں قطرہ ہی کی نسبت رکھتی۔
اسی قسم کی اور باتیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔ خصوصاً مکتوبات میں طریق کے بارے میں
اس گفتگو کی اصلی غرض نعمت حق کا اظہار اور اس راہ کے طالبوں کو خوشخبری دینا ہے۔
نہ یہ کہ اپنے آپ کو اوروں سے فضیلت دیں۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی معرفت اس
شخص پر حرام ہوتی ہے۔ جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے اچھا سمجھے۔ چہ جائیکہ اکابر
دین کی نسبت اپنے آپ کو اچھا جانے ؎

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک سزد گر بگذرانم سر ز افلاک
من آں خاکم کہ ابر نوبہاری کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم چو سوسن شکر لطفش کے توانم

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ پر تجدید الف ثانی کی خلعت کا
نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ ہجری کو ہوا۔ شمسی حساب کے مطابق سورج
برج کے حمل کے گیارہ درجے طے کر چکا تھا۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق تشرین
اول کی دسویں تاریخ تھی۔

ذکر در بیان خلعت قیومیت ممکنات کہ حق تعالےٰ حضرت مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ را عنایت کردہ است

ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے
ہوئے بیٹھے تھے۔ اور ایک حافظ آنجناب کے حضور میں قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ کہ
اتنے میں آنجناب نے ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی ایسی
وقت الہام ہوا۔ کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ پیغمبر
اولو العزم کو عنایت کرتا ہے سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم
کے وارث اور تابع ہونے کے عطا ہوئی ہے۔ آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی
ذات سے وابستہ کر دیا ہے۔

بعد ازاں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی۔ اور منصب قیومیت کی مبارکباد دی۔ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ جو اس امت کے قیوم اول ہیں +

قیوم اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے ماتحت تمام اسما وصفات شیونات۔ اعتبارات اور اصول ہوں۔ اور تمام گذشتہ اور آئندہ مخلوقات کے عالم موجودات انسان۔ وحوش۔ پرند۔ بناتات۔ ہر ذی روح۔ پتھر۔ درخت۔ بر وبحر کی ہر شے۔ عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم۔ ستارہ۔ ثوابت۔ سورج۔ چاند۔ آسمان۔ بروج سب اس کے سائے میں ہوں۔ افلاک وبروج کی حرکت وسکون۔ سمندروں کی لہروں کی حرکت۔ درختوں کے پتوں کا ہلنا۔ بارش کے قطروں کا گرنا۔ پھلوں کا پکنا۔ پرندوں کا چونچ پھیلانا۔ دن رات کا پیدا ہونا۔ اور گردش کنندہ آسمان کی موافق یا نا موافق رفتار سب کچھ اُسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بارش کا ایک قطرہ ایسا نہیں جو اس کی اطلاع بغیر گرتا ہو۔ زمین پر حرکت وسکون اس کی مرضی کے بغیر نہیں۔ جو آرام وخوشی اور بے چینی اور رنج اہل زمین کو ہوتا ہے اُس کے حکم بغیر نہیں ہوتا۔ کوئی گھڑی۔ کوئی دن۔ کوئی ہفتہ کوئی مہینہ۔ کوئی سال ایسا نہیں جو اس کے حکم بغیر اپنے آپ میں نیکی بدی کا تصرف کر سکے۔ غلہ کی پیدائش۔ نباتات کا اُگنا۔ غرضیکہ جو جو کچھ بھی خیال میں آسکتا ہے۔ وہ اس کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آتا +

روئے زمین پر جس قدر زاہد۔ عابد۔ ابرار اور مقرب۔ تسبیح۔ ذکر۔ فکر۔ تقدیس اور تنزیہ میں عبادت گاہوں۔ جھونپڑوں۔ کٹیوں پہاڑ اور دریا۔ کنارے۔ زبان قلب روح۔ سر خفی۔ اخفیٰ اور نفس سے شاغل اور معتکف ہیں۔ اور حق طلبی کی راہ میں مشغول ہیں۔ سب اسی کی مرضی سے مشغول ہیں۔ گو انہیں اس بات کا علم ہو یا نہ ہو۔ اور جب اُن کی عبادت قیوم کے ہاں قبول نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی

؎ کارے جہاں بسر رود بے رضائے او	در دست اوست بخشتئے نہ چرخ را مہار
بر جملہ جاکدان روان است حکم او	چوں جادۂ صحاری چوں موج دربحار

قیوم بمنزلہ جوہر اور ذات حق کو چھوڑ کر اور باقی جو کچھ ہے سب اس جوہر کا عرض ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے۔ اور اسے بیچونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے۔ جسے ذات موہوب کہتے ہیں۔ جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے۔ باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام جہان اس کے مقابلے بمنزلہ عرض ہے اس واسطے اُسے سوائے جوہر کے اور کیا کہ سکتے ہیں۔ کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں۔ غوث۔ قطب۔ فرد۔ ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے۔ تمام جہان کے افراد اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ جہان اور اہل جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے خواہ اہل جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو +

ہزار سال بعد ایک **قیوم** پیدا ہوتا ہے جیسا کہ انبیائے اولوالعزم مبعوث ہوتے آئے ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا۔ چونکہ وہ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ اور کوئی مسلمان دیندار نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی امت بھی تند ہو گئی تھی۔ چنانچہ اُسے اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہا کرتی تھی +

جواہر میں لعل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فیض سے تیار ہو کر نکلتا ہے۔ اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلے وہ نہایت نادر الوجود ہوتا ہے گوہر وں کا بادشاہ کہتے ہیں۔ جو جہان بھر کے لعل و جواہر سے یکتا ہوتا ہے۔ اور ایسا کبھی نہ پہلے پیدا ہوا نہ بعد میں ہوگا۔ وہ لعل جو دو پہاڑوں سے نکلا ہے وہ حضرت **قیوم اول** مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آفتاب سے مراد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اور دو پہاڑوں سے مراد حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ دو نو دین اسلام کے سب سے بڑے پہاڑ ہیں +

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کا سلسلہ طریقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور آنجناب کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے

جب آفتاب رسالت پناہ نے ان دو نو پہاڑوں پر سایہ ڈالا۔ اور ہزار سال کمالات نبوت اور انوار رسالت ۔فیضان قیومیت کی تربیت اویسیوں کی طرح ان پہاڑوں کے کانوں پر چمکتی رہی۔ اور جب وہ تربیت درجہ کمال کو پہنچی۔ اور کھیتی باڑی اپنے اختتام کو پہنچی۔ تو گوہروں کے بادشاہ یعنی قیومیت کے جواہر اوّل خاتم المرسلین کے تربیت یافتہ آفتاب رسالت کے لعل ظاہر ہوئے ؎

چو خورشید رسالت شد ہویدا ۔ بزیر سایۂ ایں لعل پیدا
منور گشت چوں از رش زجبیں ۔ اشارت میکنم از ہر دو شخنین
بہا اور انیا شد در بدخشاں ۔ بود روشن برنگ لعل رخشاں
ازاں چوں الف ثانی شد مجدّد ۔ بعالم گشت پیدا شیخ احمد
بنام او کہ اوّل چوں الف ہست ۔ دلیل خلقتش بعد از الف ہست
ہمہ روئے زمیں میگشت معدوم ۔ بعالم گر نبودے ہیچ قیوم
نہ قیومیکہ بعد از یک ہزار است ۔ چنیں دانم کہ تا ایں روزگار است
بعالم ہست فیض حب او دائم ۔ بود تا ایں زمین و تا زمانہ ؎

قیوّمیّت کی ضروری شرط طینت اور اصالت ہے ۔یعنی جو شخص قیوم ہے ۔اس کی مٹی میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ضرور ہے ۔حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو خلعت و منصب قیومیت ۱۰۰۰ ہجری میں عنایت ہوئی ۔جب کہ حضرت آدم علیہ السّلام کو اس دنیا سے سفر کیئے سات ہزار ترپن سال گذر چکے تھے ۔اور زمین و آسمان کو پیدا ہوئے دو ارب بتیس کروڑ ننانوے لاکھ ترپن سال ہو چکے تھے ۔ماہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ بروز ۳۲۹۹۰۰۵۳
سوموار جب کہ بحساب شمسی پندریں میزان اور اہل شام کے حساب کے مطابق قیماع تھی۔ آنحضرتؒ کو خلعت و منصب قیومیت عنایت ہوئے ؏

ذکر در بیان طینت و اصالت و محبوبیت ذاتی کہ حق تعالےٰ از کمال فضل خود قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ را عنایت کردہ است

طینت سے مراد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جسم مبارک کا خمیر ہے۔

اصالت کا درجہ طینت سے اعلےٰ ہے۔ اور محبوبیت ذاتی کا درجہ تو اصالت سے بھی اعلےٰ وارفع ہے۔ محبوبیت بھی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ افعالی۔ صفاتی۔ ذاتی۔ افعالی محبوبیت امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعض اکابر اولیا کو حاصل ہے جو مستثنےٰ ہیں صفاتی محبوبیت انبیا کو حاصل ہے۔ اور ذاتی محبوبیت حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاصہ ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کے سبب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور آنجناب کے دو تین فرزندوں کو اس نعمت عظمےٰ سے مشرف فرمایا۔ اور یہ محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر موقوف ہے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور آپ کے دو تین فرزندوں کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی +

ایک رات حضرت **قیوم اول** رضے اللہ تعالےٰ عنہ عشا کی نماز کے بعد دعا میں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آنجناب کا تمام بدن مبارک شمع کی طرح روشن ہو گیا ہے۔ اور آفتاب کی طرح چمکنے لگا۔ اور اس میں سے اس قسم کی شعاعیں نکلتی ہیں کہ جنکی تاب آنکھیں نہیں لا سکتیں۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ آپکا یہ بدن حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طینت کے خمیر کے بقیہ سے ہے۔ ہم نے آپ کی خاطر رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طینت کے خمیر سے کچھ حصہ رکھ لیا تھا۔ کیونکہ قیومیت اور محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر موقوف ہے +

حضرت **قیوم ثانی** معصوم ربانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے مکتوبات کی جلد اول کے مکتوب بانوے ۹۲ میں جو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں " جناب سرور دین و دنیا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خلقت کا کچھ بقیہ رہ گیا تھا۔ اسے پہلے ہی طور پر اپنی امت کی ایک دولتمند کو عطا فرمایا اور اس سے اس کی طینت کا خمیر کیا گیا۔ اس طریق پر اس فرد کو اصالت سے بھی بہرہ ور کیا۔ اس فرد کی طینت سے جو کچھ بچا۔ وہ قیوم ثالث اور قیوم رابعہ رضی اللہ عنہما کے نصیب ہوا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کو اصالت سے جو حصہ نصیب ہوگا۔ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طینت سے ہے "

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں "جب محفل عالی یعنی محفل انبیا کرام میں پہنچے تو وہاں

اس قدر بھیڑ تھی کہ بیٹھنے کو جگہ نہ ملتی تھی وہاں پر صرف انبیا ہی تھے۔ جن میں سے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی شان خاص تھی۔ اُنھوں نے اہل مجلس کو فرمایا کہ جگہ فراخ کرو۔ جب جگہ ملی تو مَیں معہ اپنے فرزند محمد معصوم کے بیٹھ گیا" یہ مقام اصالت ہے۔ جو حق تعالےٰ نے انبیا کو عنایت کر رکھا ہے۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور جناب کے دو تین فرزندوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب نصیب ہوا۔

ان فرزندوں سے مراد قیوم ثلاثہ ہیں +

کشفی نظر میں مقام اصالت کی شکل ایسی دکھائی دی جیسے کوئی اونچا سا چبوترہ ہو۔ جو سوائے انبیائے کرام کے کسی کو نصیب نہیں تھا۔ اس چبوترے کے چار زینے تھے اور ہر ایک زینے میں ایک اکابر دین میں سے تھا۔ چونکہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو طینت محمدی سے بہرہ حاصل تھا۔ اس واسطے انہیں اس چبوترے تک عروج نصیب ہوا۔ اس چبوترہ کے دائیں طرف وہ انبیا تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ انہیں ان انبیا میں جگہ دی۔ جو سرزمین ہند میں مبعوث ہوئے نیز فرمایا کہ انبیا کا لباس ہماری نسبت اعلےٰ درجے کا تھا جب ہم وہاں بیٹھے تو تمام انبیا ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور ہمارے حال پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ وہاں پر ایک دو اور آدمیوں کے لیئے جگہ خالی تھی۔ الہام ہوا کہ وہاں پر بھی آپ ہی کے فرزند بیٹھیں گے

ان فرزندوں سے مراد قیوم ثالث و رابع مروج الشریعت ہیں +

اس چبوترے کے نیچے مقام ضمنیت ہے۔ اس میں بھی چار زینے ہیں۔ اور یہ شکل مربع ہے۔ انبیا کے چبوترے بھی چار ہیں۔ اس مقام کو حضرات سرہند کی اصطلاح میں صفوف اربع کہتے ہیں۔ یہ صفوف اربع حقیقت صلوٰۃ کا منتہائی مقام ہے۔

بعد ازاں حق تعالےٰ نے حضرت قیوم اول رضؓ اور قیوم ثانی رضؓ کو حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص مقام میں جو ان صفوف اربع کے علاوہ ہے بطریق خادمیت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف فرمایا +

یہی مقام ہے جسکی نسبت حضرت محبوب رب العٰلمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مجھے ایسا وقت بھی ہے جس میں نہ کسی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل کا دخل ہے +

یہ مقام حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وراثت اور تبعیت کے طور پر اگر حاصل ہو۔ تو لازم نہیں آتا۔ کہ وہ شخص نبی ہو گیا ہے۔ یا نبی کے مساوی ہو گیا منصب نبوت کو حاصل کر لینا اور ہے۔ اور کمالات نبوت کو حاصل کر لینا اور بات ہے۔ آنحضرتؐ کا تابعدار خواہ مقامات الٰہی کے انتہائی مقام تک پہنچ جائے۔ پھر بھی طفیلی ہے۔ لیکن انبیاء تبع اور طفیل سے بری ہیں تبعیت کا ان میں نشان تک نہیں محض متبوع ہیں +

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اکرموا عمتکم النخلۃ فانہا خلقت من بقیۃ طینت آدم علیہ السلام "یعنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ یہ آدم علیہ السلام کی بقیہ مٹی سے بنائی گئی ہے" جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کو خمیر کر رہے تھے۔ تو بدن مبارک تیار ہو جانے کے بعد آپ کے خمیر میں سے کچھ مٹی کیچ رہی۔ حکم الٰہی سے اس مٹی کا درخت بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کے سر کو کاٹ جائے۔ تو پھر ترو تازہ نہیں ہوتا۔ جس طرح انسان سر کٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا +

جب کہ کھجور کے درخت کو حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے۔ تو یہ مناسب ہے کہ حضرت قیوم اربعہ رضی اللہ عنہما کو حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طینت سے بنایا جائے +

جن دنوں حق تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ان مقامات اور کمالات مثلاً تجدید الف طینت اور اصالت وغیرہ سے مشرف فرمایا۔ تو حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت قیوم اول پر ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ تم میرے حقیقی فرزند ہو۔ جیسا کہ قاسمؓ اور ابراہیمؓ تھے۔ جس قدر کمالات اور مراتب اللہ تعالےٰ نے تمہیں دئیے ہیں۔ اولیائے امت میں سے کسی کو نہیں دئیے۔ تمہاری بعثت میرے ہزار سال بعد اس واسطے ہوئی۔ کہ ایسے وقت میں کوئی اولوالعزم نبی مبعوث ہونا چاہیئے تھا۔ جو دین کی تجدید کرتا۔ جیسا کہ پہلے وقتوں میں ہوتا آیا ہے۔ سو تم میرے حقیقی فرزند اس مطلب کے لئے مبعوث ہوئے ہو۔ جو پیغمبر اولوالعزم کے قائم مقام ہو۔ تم سے میرے دین کو از سر نو ترو تازگی ہو گی۔ زینت نصیب ہو گی۔ اور جو کام نبی اولوالعزم سے ہوتے ہیں۔ تم سے بھی ہونگے۔ اور تمہیں میرے کمالات خاصہ مثلاً قیومیت۔ طینت۔ اصالت وغیرہ بطریق وراثت پدری نصیب ہونگے۔ چونکہ اسلام کے شروع میں اہلِ خوداد میرے

اصحاب موجود تھے۔ اس لئے اُس وقت ایسے شخص کے مبعوث ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس وقت جب کہ تمام جہان بدعت و ظلمت سے پُر ہے۔ ضروری ہے کہ تمہاری توجہ کے نور سے منور ہو اور دین اسلام کو از سرِ نو رونق ہو۔

بعد ازاں حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ ہمارا تمہارا فرزند ہے۔ اور قاسمؓ و ابراہیمؓ کا بھائی ہے۔ جو حق تعالٰے نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے حضرت قیوم اولؓ کو بغل میں لیا۔ اور از راہ عنایت و شفقت فرمایا۔ کہ تم میرے فرزندوں میں سے افضل ہو۔ گویا گھر کا کوئی کام کر رہی ہیں۔ اور فرماتی ہیں۔ کہ بیٹا یہ یہ کام کرنا جو حدیث شریف ہمارے سردار **ابراھیم** رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہے لو عاش لکان نبیا۔ "اگر زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا"۔ ضروری ہے کہ جناب خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سے وہی کام ہو۔ جو انبیائے اولوالعزم سے ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے بھی اسی قسم کا کام ظہور میں آیا۔ یعنی جناب کی توجہ سے دوسرے ہزار سال میں دین اسلام کو تر و تازگی نصیب ہوئی۔ اور بدعت اور گمراہی زائل ہوئی۔ اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کا دینی و دنیوی کارخانہ اور رحمت الٰہی کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کو عنایت فرمایا۔

ذکر و بیان

سال اول تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی
و خطاب یافتن از حق تعالٰے "بخزینۃ الرحمت" و حوالہ شدن خزانہ
رحمت الٰہی بآنحضرت و آمدن کعبہ معظمہ برائے زیارت حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ و بیان متحقق شدن زمین خانقاہ
آنحضرتؒ بزمین کعبہ معظمہ

اس سے پیشتر بھی ناظرین کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے زیارت

کعبہ میسر نہ ہو سکی۔ اس سال وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آنجناب اسی شوق میں بے قرار رہنے لگے۔ ایک روز اسی بے قراری کی حالت میں بیٹھے تھے۔ کہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ انسان۔ فرشتے۔ جن وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے۔ اور آنجناب کی طرف رُخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آنجنابؒ نے توجہ کی تو معلوم ہوا۔ کہ کعبہ معظمہ خود آنجناب کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ کو ہی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اسی اثنا میں الہام ہوا۔ کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے۔ ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کے لئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے۔ جو نور کعبہ میں تھا وہی نور ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں رکھ دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آنحضرتؒ کی خانقاہ میں حلول کیا۔ اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مل گئی۔ اور اس مسجد کو بیت اللہ کی زمین سے پوری پوری فنا و بقا حاصل ہوئی۔ اور آنجناب کی خانقاہ کی زمین میں تمام حقائق کعبہ متحقق ہو گئے۔ فرشتہ غیب نے آواز دی۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی یہ مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ جو ثواب ان تمام مسجدوں میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وقت میں اس مسجد کو وسیع کیا گیا۔ اور اس متبرک زمین کو جہاں پر کعبہ نے حلول کیا تھا۔ تبرک کے طور حوض مسجد کے مشرقی کنارے کی طرف باقی زمین سے اونچا رکھا گیا۔ آج کل وہ صفہ عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آنجنابؒ کا روضہ مبارک اسی صفہ کے شمال کی طرف ہے۔ پس صفہ اور روضہ مبارک کے درمیان قریباً چالیس ہاتھ یا بیس گز کا فاصلہ ہے +

جب حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ معاملہ دیکھ چکے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو "خزینۃ الرحمۃ" کے خطاب سے سرافراز فرمایا۔ اور اپنی رحمت کاملہ کا خزانہ آنجناب کو عنایت فرمایا۔ اس وقت آنجناب کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے لاانتہا فرشتے آکر آنجناب کے روبرو دست بستہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اس قدر خوبصورت ہیں کہ آنکھیں اُن کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں۔ انہوں نے آنجناب سے عرض کی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ آپ کی فرمانبرداری

کریں۔ ہم رحمت کے فرشتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے رحمت کا خزانہ آپ کو دیا ہے۔ الٰہی صفات کی اصل رحمت ہے۔ اس کے تقسیم کنندہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سو خزانہ رحمت اور اس کی تقسیم بہ طریق نیابت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی۔ آنجناب نے قیامت میں لوگوں کا بہشت میں داخل کرنا حضرت محمد سعید کے سپرد کیا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ آپ کی مُہر سے ہوگا۔ اسی واسطے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کو "خازن الرحمتہ" فرمایا ہے۔ رحمت کی باقی خدمات مثلاً گنہگاروں کو آگ سے بچانا۔ پلصراط پر سے آسانی سے گذارنا۔ بُرے اعمال کا حساب۔ میزان وغیرہ سے بچاؤ۔ جو رحمت کے متعلق ہیں۔ سب قیوم ثانی معصوم ربانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سپرد کیا۔

حضرت قیوم اوّل مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب تین سو گیارہ میں جو حضرت خازن الرحمت کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں ؎

ہمچو الف ب حبیب خدا	ہائے دوچشمی است مربی ما
لام مربی خلیل اللہ است	میم ز تکلیم کلیم آگہ است

اس میں ہائے دوچشمی کا اشارہ رحمت الٰہی کی طرف ہے۔ جو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ اپنے آپ سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن اس دوچشمی ہا کو شرح و بسط سے بیان کرنے کے لئے ایک بڑی ضخیم جلد مطلوب ہے۔ کچھ تھوڑا سا حال "کشف الحقائق" میں جو مقامات قیومیت کے بارے میں لکھی ہے درج فرمایا ہے۔ اگر کسی کو ہائے دوچشمی کے کمالات کی تفصیل کا شوق ہو تو کشف الحقائق کا مطالعہ کرے۔

ذکر در بیان

دیدن حضرت خاتم الرسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را در واقع حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و بشارت رسالت باجتہاد حضرت قیوم اوّل و بیان بعضے مسائل اجتہادیہ آنحضرت و بیان سفر آنجناب از دار الارشاد سرہند بدہلی :۔

مکتوبات کی پہلی جلد کے رسالہ مبدء و معاد میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اوائل حال میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ تم میری امت کے ایک مجتہد ہو۔ اور ظاہری اور باطنی اجتہاد تم پر ختم ہے۔ اس وقت سے علم ظاہری میں میری رائے نرالی ہے۔ لیکن عموماً میری رائے وہ ہے جو حنفیہ ماتریدیہ کی ہے +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رضے اللہ عنہ اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت امام شافعی کی طرف ایک حصہ۔ آنجناب عموماً دونو مذاہب پر عمل کیا کرتے تھے +

نیز حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی جلد میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ فرمایا۔ کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے۔ اور اپنا مذہب پیش کیا۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ اور آپ کے استادوں اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے نور نے مجھ میں اثر کیا۔ اور اس نور کی فنا و بقا مجھے حاصل ہوئی۔ ابھی ایک لمحہ بھی نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ معہ استادوں اور شاگردوں کے تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کے نور نے مجھ میں اثر کیا۔ اگر آنجناب کے اجتہاد کی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے۔ تو حنفی مذہب پر عمل کرتے ہیں۔ اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پر۔ اور اگر دونو کے موافق نہ ہو۔ تو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں +

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اجتہادیہ مسائل بہت ہیں۔ جن کو آپ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا۔ یہاں پر صرف دو ایک مسائل بیان کئے جاتے ہیں :-

اوّل متکلمین کی رائے میں شاہق الجبل یعنی "وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی۔ اور وہ بت پرستی کرتے ہیں" کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مومن ہیں۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار ابو المنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم نے

کی رائے ہے۔ کہ خداشناسی کے لئے عقل کافی ہے۔ پس شاہق الجبل کا فر مطلق نہیں اور خود ابوالمنصور کی بھی یہی رائے ہے۔ اور اپنے اجتہاد کی یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ "بے شک اللہ تعالےٰ مشرک کو نہیں بخشے گا۔ اس کے سوا باقیوں میں سے جسے چاہے گا بخش دیگا"۔ پس ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ کا عذاب ہوگا +

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار ابوالحسن اشعری کی رائے ہے کہ "شاہق الجبل" جنتی ہیں۔ اور اپنے دعوے کی دلیل یہ بیان کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ "وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا"۔ یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں" +

اب یہ دونوں آیتیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہم مشرک کو نہیں بخشینگے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے۔ کہ جب تک رسول نہ بھیجیں گے۔ عذاب نہیں دینگے۔ دونو مجتہدوں نے اپنی اپنی دلیل کیلئے ایک ایک آیت پیش کی ہے +

اس معاملہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوارا معلوم ہوتا ہے۔ کسی شخص کو نبی کی وساطت بغیر بہشت میں داخل کر لیا جائے۔ لیکن یہ بھی انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دئے بغیر عذاب دیا جائے۔ آنجناب کی یہ رائے ہے کہ ایسے شخصوں کو انہیں قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کردیا جائے گا +

آنجناب یہ مسئلہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیا کے پیش کی۔ تو سب نے پسند فرمائی۔ اور قبول کی۔ آنجناب دارالحرب کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی خاک کر دئے جائینگے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ کی یہ رائے ہے۔ کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان بچوں کو اہل ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ معصوم محض ہیں۔ عذر کے لائق نہیں +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مسائل اجتہادیہ بکثرت ہیں۔ یہاں پر بطور "مشتے نمونہ از خروارے" صرف انہیں دو مسائل پر اکتفا کی ہے۔ اگر کسی کو آنجناب کے مسائل اجتہادیہ کے دیکھنے کا شوق ہو۔ تو آنجناب کے کلام مبارک "ہر سہ جلد مکتوبات، و ہفت رسائل" کا مطالع کرے۔

مُلا عبد الرحمٰن جو اپنے وقت میں بڑے جید عالم تھے۔ اور جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ابتدائی حالات بھائیوں سے سنے تھے۔ اسی سال مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنجناب کی طرف ایک مکتوب لکھا۔ جس میں اُن یاروں کے حالات پوچھے جو آنجناب کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ نے ہر ایک کا مفصل حال لکھ بھیجا۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے ایک مخلص نے نہایت عاجزی اور الحاح سے التماس کی کہ کمالات الٰہی کا آخری درجہ عنایت ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سرہند سے تشریف لائینگے۔ تو اُن سے تمہارے واسطے التماس کی جائیگی۔ اور وہ تمہارے حق میں خاص توجہ کر کے تھوڑے عرصہ میں مقامات عالیہ پر پہنچا دینگے۔ اور جو تمہارا مدعا ہے پورا ہو جائیگا۔ اسی طرح علوم طریقت کے حقائق اور دقائق اور تمام گذشتہ اور آیندہ اولیا کے درجات و مقامات اور احوال بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تحقیق کرایا کرتے تھے جو کچھ آنجناب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے خواجہ صاحب اسے قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور آنجناب تعریف و توصیف بدرجہ غایت کیا کرتے تھے ذیل میں اس مکتوب کا ترجمہ جو خواجہ صاحبؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا ہے درج کیا جاتا ہے:۔

مکتوب "ارشاد کی مسند زیادہ وسیع اور منور ہو۔ خواجگان کے طریقہ کے بارے میں جو رسالہ لکھا ہے اس کا مسودہ تیار ہو چکا ہے خواجہ برہانؒ نے اُسے مشتاقوں کی آنکھ کا سرمہ بنایا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے۔ کہ یہ رسالہ نہایت لطیف اور اعلےٰ پایہ کا ہے۔ اب دلی منشاء یہ ہے کہ خواجہ احرار کے احوال کی تفتیش فرمائیں۔ شائد کچھ اور باتیں ظاہر ہو جائیں۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو خیال آیا کہ بائیں طرف یعنی عالم ارواح اُن کے

متعلق تھے۔ لیکن جب حاضر خدمت ہوا۔ تو بہ سبب کمزورئ قوت حافظہ معلوم نہ ہوا۔ کہ مشار الیہ کون تھا۔ لیکن ظن غالب یہ ہے کہ اشارہ خواجہ صاحب کی طرف تھا۔ ایک تو طبقہ میں دیکھنا چاہیے۔ تاکہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ دوسرے اُن کی باتوں سے عصمتی معنی مفہوم ہوتے ہیں۔ آپ کے بعض جوابات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ حسب خلقت "نہایت در بدایت" مخلوق ہوئے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ وحدت علیا کے مقام تلے جو قابلیت مطلق ہے کوئی نقطہ علم مخلوق ہو۔ از راہ مہربانی وہاں بھی دیکھیں +

نیز حضرت فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقام پر بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام میں داخل ہو کر نزول کیا ہے۔ یا کسی اور راہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شاید کہ اس نقطہ کے فوق کی مخلوقیت اس مقام کے عدم تقریر کا سبب ہوئی ہو۔ از راہ عنایت بہت ہی تفتیش کریں کیونکہ اس بارے میں بڑی تشویش ہو رہی ہے +

اور التماس یہ ہے کہ فنائے بشریت کے بارے میں بھی توجہ فرمائیں کہ آیا اس میں فنا فی اللہ کے مقام کے بغیر کوئی اور مقام بھی ہے یا صرف اسی مقام میں داخل ہونے پر منحصر ہے۔ ان تمام لوگوں سے جو اس مقام سے اُوپر مخلوق ہوئے ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسی طرح محفوظ ہیں۔ اور فنائے بشریت کے ظہور میں کسب کی ضرورت نہیں ہوئی۔ نیز جو لوگ اسی مقام وحدت تلے محو ہوئے ہیں۔ خواہ وہ جذبہ کی راہ گئے ہوں یا غیر جذبہ کی بہرحال عود بشریت سے محفوظ ہیں +

نیز خانہ جبروت "جو مقام انبیاء علیہم السلام ہے" میں بھی ایک نظر ڈالیں۔ اس میں کوئی ایسا مقام ہو گا۔ جو عود مذکور سے بے کھٹکے کر دیتا ہو گا +

نیز مقام فنا فی اللہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔ شاید اس ظاہری راہ کے علاوہ کوئی اور راہ بھی اس کی ہو۔ شاید اللہ تعالےٰ کے بعض پیارے اسی راہ سے داخل ہوئے ہوں۔ میرے باقی حالات اللہ تعالےٰ کو اچھی طرح معلوم ہیں۔ اور کیا لکھوں کیونکہ کئی ایک مقامات کے نہ نام معلوم ہیں نہ علامات۔ تغیرات کو کیونکر لکھوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ حسب مرضی کارروائی ہو گی۔ محمد صادق اور تمام بھائیوں کی طرف سے نیازمندی قبول فرمائیں" +

حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پیر تھے لیکن حضرت مجدد صاحبؒ سے سلوک طریقت اور احوال مشائخ اس طرح

پوچھتے ہیں جس طرح مُرید اپنے پیر سے پوچھا کرتا ہے۔ اس مکتوب میں متوقف جس کا ترجمہ میں (مترجم) نے لفظ میں کرسے کیا ہے" سے مراد حضرت خواجہ صاحب ہیں جو اپنے احوال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھ رہے ہیں +

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سرہند سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ کی تشریف آوری کی خبر سُنکر تمام مریدوں اور خلفا سمیت استقبال کے لیئے آئے۔ اور آنجناب کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لائے اور آنجناب سے مریدانہ سلوک کیا چنانچہ انہیں مسند پر بٹھایا۔ اور خود اُن کے روبرو دست بستہ کھڑے ہوئے اور اپنے تمام خلفا اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حوالے کرکے تاکیداً فرمایا کہ جو کچھ یہ (حضرت مجدد الف ثانی رض) حکم کریں۔ اس پر عمل کرو +

ذکر دربیان

سال دوم از تجدید الف ثانی و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ حوالہ نمودن حضرت بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ جمیع مریدان و خلفائے خود را بحضرت قیوم و داخل شدن حضرت خواجہ بحلقہ آنحضرت و مراجعت آنحضرت از دہلی بہ سرہند و آوردن شاہ سکندر خرقہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ را برائے آنحضرت کہ بہ طریق امانت پیش وے بود و اجتماع کردن و مناظرہ نمودن تمامی اولیائے امت کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ مروج سلسلہ ایشان باشند

اس سال حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا جب بعض یاروں نے اس بارے میں حجت پیش کی تو خواجہ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر تم اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو شیخ احمد مجدد الف ثانی رضے اللہ علیہ کی خدمت میں چلے جاؤ۔ حضرت شیخ احمد رضے اللہ عنہ اس وقت ایسے آفتاب ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہم جیسے ہزاروں

ستارے ہ ندہیں۔ اسی امت میں سے جو چار شخص افضل ہیں۔ اسی پایہ کے شیخ احمد رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مسند ارشاد پر بٹھا کر خود باقی تمام مریدوں سمیت مریدوں کی طرح آنجناب کے حلقہ میں داخل ہوتے۔ اور جب آنجناب کی مجلس سے اُٹھتے تو اُلٹے پاؤں واپس آتے۔ کبھی اپنی پیٹھ آنجناب کی طرف نہ کرتے۔ ہر روز حضرت قیوم اوّل رضہ سے توجہ خاص کے لئے التماس کرتے۔ آنجناب بھی تواضع اور فروتنی سے پیش آتے تاکہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے۔ حضرت خواجہ صاحب اسی مطلب کے لئے ہر صبح شام یہی التجا کرتے۔

جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دہلی سے سرہند میں واپس تشریف لائے۔ تو اسی اثنا میں شاہ سکندر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا خرقہ آپ کی خدمت میں لائے۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ ان کے دادا شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے جن کا ذکر اس سے پہلے لکھا گیا ہے اور جن کے پاس حضرت غوث الاعظم رح کا خرقہ بطور امانت تھا۔ کہ جب اس کا وارث ملے اسے دے دینا" اس دنیا سے رحلت کرتے وقت وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام شاہ سکندر کے حوالے کیا۔ اور وصیت کی کہ جب اس خرقے کا وارث مبعوث ہو اُسے دے دینا۔ شاہ سکندر نے وہ خرقہ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر رکھ چھوڑا۔ جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تجدید اور قیومیت کی خلعت پہنی اور آنجناب کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا۔ تو شاہ کمال رح نے خواب میں شاہ سکندر کو فرمایا کہ یہ خرقہ قیومیت مآب کو پہنچا دو۔ شاہ سکندر رح نے خرقہ کو دینے میں تامل کیا۔ کہ گھر کی نعمت غیر کو کیونکر دوں شاہ کمال رح نے دوبارہ تاکید کی کہ پرائے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ جلدی یہ خرقہ انہیں پہنچا دو۔ پھر شاہ کمال رح نے دیدہ و دانستہ غفلت کی۔ تو شاہ کمال رح نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو۔ تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو۔ ورنہ نسبت سلب ہو جائیگی۔ شاہ سکندر رح مجبوراً وہ خرقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ آنجناب صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ کہ شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ خرقہ لائے۔ آنحضرت رضہ نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خرقہ پہنا۔ اور قادریہ نسبت کی طرف متوجہ

ہوئے۔ اتنے میں نسبت قادریہ نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ نقشبندیہ نسبت چھپ گئی پھر نسبت نقشبندیہ نے اس قدر غلبہ کیا۔ کہ قادریہ نسبت مستور ہو گئی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ کبھی وہ نسبت غالب آجاتی اور کبھی یہ۔ اتنے میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ تمام پیروں اور اپنے طریقہ کے تمام خلیفوں۔ مریدوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت تشریف فرما ہوئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بھی تمام پیروں اور اپنے طریقہ کے تمام خلیفوں اور مریدوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سمیت تشریف لائے اور حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ بھی۔ اور آپس میں مناظرہ کرنے لگے +

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس مرد بزرگ یعنی قیوم اول رضی اللہ عنہ نے لڑکپن میں ہماری نسبت لی۔ یعنی لڑکپن میں شاہ کمال کی زبان چوس کر تمام قادریہ نسبت لے لی (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) پس سب سے ہمارا حق فائق ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ عزیز ہمارے سلسلے کو رواج دے۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ نے فرمایا کہ اب وہ ہمارے سلسلہ ارشاد کا مسند نشین ہے۔ اور جو نسبت معہود جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امانت پہنچی ہے وہ اسے ہمارے وسیلے سے پہنچی ہے اس میں ہم حق بجانب ہیں کہ وہ ہمارے سلسلہ کو رواج دے۔ اتنے میں سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ہم بھی اس امر میں شریک ہیں۔ کیونکہ اس مرد خدا کے آباؤ اجداد ہمارے سلسلہ میں تھے۔ اسی طرح سلسلہ سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کے مشائخ بھی تشریف لائے اور مناظرہ کرنے لگے۔ ہر سلسلہ کے مشائخ آنجناب کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ تاکہ ان کے سلسلے کو رواج دیں +

خواجہ ہاشم اور ملا بدرالدین علیہما الرحمۃ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں۔ کہ اس قدر اولیائے امت کی روحیں سرہند شریف میں جمع ہوئیں کہ تمام گھر۔ کوچے۔ بازار بلکہ شہر کا گرد و نواح اور آس پاس کے گاؤں اور شہر پُر ہو گئے۔ اور صبح سے ظہر کی نماز تک یہی مناظرہ و مذاکرہ ہوتا رہا۔ آخر سب نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از راہ لطف و کرم ہر ایک کی تسلی کی اور دلاسا دیا۔ کہ تم سب اپنی اپنی نسبت اس عزیز کو دے دو۔ جو شخص اس سلسلے میں داخل ہو گا اس کا اجر تمہیں مل جائیگا۔ اور اس کے ہاتھ سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ کو زیادہ رواج ہو گا۔ کیونکہ

اسے نسبت معہود اسی سلسلے سے ہاتھ آئی ہے۔ اور اس سلسلہ کے سردار صدیق اکبر رضؓ ہیں۔ جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اُتر کر باقی تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ میں سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی اور امور بدعت سے کنارہ کشی حد سے زیادہ ہے۔ اس سے دوسرے درجہ پر اس عزیز سے سلسلہ قادریہ کو رواج ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ کا حق بھی اس پر ثابت ہے۔ باقی سلسلے مثلاً چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ وغیرہ کو بھی اس سے کچھ فائدہ ہوگا۔ بعد ازاں تمام سلسلوں کے مشائخ نے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی اپنی نسبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نظر کیمیا اثر میں گذاری۔ آنجنابؓ نے ان کی نسبتوں کو اپنے طریقہ میں ملا لیا۔ اور اپنی نسبت خاصہ کو جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ممتاز فرمایا تھا۔ ان نسبتوں پر ڈالا۔ جس کے سبب وہ ساری نسبتیں منور ہو گئیں پس حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سلسلہ میں آنجناب کی نسبت خاصہ اور باقی تمام سلسلوں کی نسبتیں ملی ہوئی ہیں۔ آپ کے طریق کا سالک تمام اولیاء اللہ کے سلسلوں سے بہرور ہوتا ہے اور مشائخ سلاسل کو بھی اس کا اجر ملتا ہے حضرات قیوم اربعہ کو اختیار تھا کہ جس شخص کو جس سلسلہ میں چاہیں مرید کریں۔ لیکن ان کے بعد اُن کے خلفا کے لئے منع ہیں۔ کہ سوائے نقشبندیہ اور قادریہ سلسلہ کے کسی اور سلسلہ میں مرید کریں۔ کیونکہ ان دو سلسلوں کا حق باقیوں کی نسبت فائق ہے۔ حضرت قیوم اربعہ بھی کسی کو ان دو کے سوا باقی سلسلوں میں شاذ و نادر ہی مرید کیا کرتے تھے۔ گو سلسلہ علیہ احمدیہ میں تمام سلسلے پائے جاتے ہیں لیکن سوائے دو طریقوں کے اور کسی میں مرید نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے سلسلوں میں بدعتی امور بہت سے ہیں۔ مثلاً وحدت وجود کا قائل ہونا سماع و نغمہ سُننا۔ لوگ صرف اس خاطر دوسرے سلسلوں میں بدھوتے ہیں۔ کہ ان کے لئے مذکورہ بالا خلاف شرع باتیں مُباح ہو جائیں۔ اور اپنی گردن کو شریعت کے جوئے سے آزاد رکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات سرہند منع فرماتے ہیں۔ کہ دوسرے سلسلوں میں کسی کو مرید نہ کرو۔ البتہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خاطر قادریہ طریقہ میں مرید کرتے ہیں لیکن بدعتی امور مثل وحدت وجود اور سماع و نغمہ سے تاکیداً منع فرماتے ہیں۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ کو نسبت معہود طریقہ نقشبندیہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اس واسطے

سلسلہ نقشبندیہ کو بکثرت شائع کرتے ہیں۔ بعد ازاں تمام مشائخ نے اسی عہد کے مطابق فاتحہ کہا اور حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہوئے +

یہ واقعہ سوموار کے روز ۱۵ شعبان ۱۰۰۵ھ ہجری کو تجدید و قیومیت کے دوسرے سال عصر اور مغرب کے درمیان ظہور میں آیا۔ شمسی حساب کے مطابق دلو کی پندرہویں تاریخ تھی +

اسی سال سید صدر جہاں اور خان اعظم جن کے خوابوں اور واقعات کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے۔ آنجناب کے مرید ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اُن کے حق میں بہت مہربانی کی۔ اور بہت سے مکتوب انہیں دو کے نام لکھے +

نیز اسی سال حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی علو شان معلوم ہوتی ہے +

مکتوب:۔ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ بحضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ کمال کے اعلیٰ درجے پر پہنچائے۔ زمین بزرگوں کے نصیبے کا ایک پیالہ ہے۔ اس میں سرِ مُو تکلف نہیں جو حقیقت ہی لکھی جاتی ہے۔ پیر انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں گو ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے۔ تو باوجود پیری کے میری مریدی کرتے۔ جب کہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو۔ تو پھر کیونکر ان آثار و صفات کا گرفتار طلبگاری کے لوازمات پر جان کو فدا نہ کرے۔ اور جہان سے خوشبو دماغ میں آئے کیوں اس کے پیچھے نہ جائے۔ اب ہماری سستی اور دیر کوئی بے نیازی یا استغنا کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ حکم پر موقوف ہے ؎

گر طمع خواہد زمن سلطان دیں خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

ہم نے اپنی موجودہ حالت اور دلی خواہش ظاہر کر دی ہے۔ اب جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اس کی ہدایت کرے۔ اور خود پسندی اور گمان سے چھڑائے +

دیگر مقصود یہ ہے کہ میر صالح نیشاپوری نے اظہار طلب کیا تھا۔ سو اُسے آنجناب کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی استعداد کے مطابق بہرہ

ہوگا۔ اور کامل توجہ وعنایت حاصل کرے گا۔ والسلام"۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مکتوب کے جواب میں جو کچھ لکھا نہایت تواضع اور انکسار سے لکھا۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد سے معلوم ہو سکتا ہے۔ تین مہینے بعد پھر حضرت خواجہ صاحب نے ایک مکتوب نہایت عاجزی اور الحاح اور اشتیاق سے پُر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ اور وہ یہ ہے:۔

مکتوب اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی برکات سے عاجز فقرا اور مساکین کو منزل مقصود پر پہنچائے۔ مدت سے میں نے درگاہ ولایت میں اپنی نیازمندی عرض نہیں کی۔ اس کلمے کو سچے نامہ بر حضور خدمت والا میں عرض کر دینگے۔ ایسی صورتیں خود ہی نکل آیا کرتی ہیں۔ اور کیا عرض کروں۔ کیونکہ درویشوں کی باتیں جناب کی خدمت میں لکھنا بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ اور دنیاوی اوضاع و اطوار کی حکایت بہت بیجا معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنی حد کو مدِ نظر رکھ کر فضول باتوں سے بچنا چاہیئے۔ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق و تعطش یہاں تک ہے کہ حسب ذیل دو شعر ہمارے مدعا کے گواہ ہیں ؎

بس تشنہ وبس خرابم اے دوست	در حسرت یکدم آیم اے دوست
ہر جا کہ ترشحے تو بینم	در تعطش آیم و نشینم

یہ مکتوب پڑھکر حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ بے اختیار حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کیلئے دھلی روانہ ہوئے۔

ذکر بیان

سال سوم از تجدید الف و قیومیت حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بیان سفر آنحضرت از سرهند به دھلی و استفادہ کردن حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ از حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ و بیان آدابے کہ خواجہ بجناب قیومیت مآب رضی اللہ عنہ کردہ اند

مذکورہ بالا مکتوب پہنچنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بے اختیار ہو کر دھلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آنجناب کی تشریف آوری کی خبر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سُنی۔ تو پاپیادہ شہر سے باہر آئے۔ اور دروازہ کابلی تک آنجناب کا استقبال کیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لائے۔ اور اپنے سامنے آنجناب کو مسندِ ارشاد پر بٹھایا۔ اور اپنے حلقے کا سردار آنجناب ہی کو بنایا۔ اور خود باقی مریدوں کی طرح حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب حلقہ یا مجلس سے "جس میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہوا کرتے" اُٹھتے۔ تو اُلٹے پاؤں واپس آتے تا کہ آنجناب کی طرف پیٹھ نہ ہو جائے۔ بلکہ غائبانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ کہ جس طرف آنجناب ہوتے اس طرف آپ پیٹھ نہ کرتے۔ اور یاروں کو بھی تاکید کیا کرتے۔ کہ جو آداب و استقبال اور متابعت ہماری کرتے ہو آنجناب کی بھی کیا کرو۔ نیز فرماتے کہ اپنے باطن کو ہماری طرف متوجہ نہ کیا کرو۔ بلکہ آنجناب ہی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوا کرو۔ حضرت خواجہ صاحبؒ جو آداب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خاطر بجا لایا کرتے تھے۔ اور یہاں لکھی گئے ہیں۔ وہ خواجہ ہاشم کشمیؒ اور ملا بدر الدین سرہندیؒ کی تاریخوں سے نقل کئے ہیں۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے بھی سُنے ہیں ✦

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ میرے مرشد میر محمد نعمانؒ نے فرمایا۔ کہ ایک روز حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے حجرے میں تخت پر اونگھ آگئی۔ کہ اتفاقاً حضرت خواجہ باقی باللہ تن تنہا درویشوں کی طرح آنجناب کی زیارت کے لئے حجرے تک آئے۔ خادم نے آنجناب کو جگانا چاہا۔ لیکن خواجہ صاحبؒ نے اُسے منع فرمایا۔ اور خود بڑے ادب و نیاز کے ساتھ کڑکڑاتی دھوپ میں آستانہ کے نزدیک کھڑے رہے۔ چنانچہ جب دیر بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ اور آواز دی کہ باہر کون ہے؟ تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی ہے۔ یہ سُنکر آنحضرت بڑے اضطراب کے ساتھ تخت پر سے اُچھلے اور بڑے افتقار و انکسار کے ساتھ خواجہ صاحب کی خدمت میں بیٹھے ✦

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میر محمد نعمانؒ نے فرمایا۔ کہ جب حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو فرمایا۔ کہ تم حضرت مجدد الف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ۔ اور وہیں یادِ الٰہی میں مشغول ہو۔ اور جس شغل میں وہ تمہیں مشغول کریں اسی

میں لگے رہو۔ بلکہ اُن کے روبرو ہماری تعظیم بھی نہ کرو۔ یہاں تک کہ ہماری طرف توجہ بھی نہ کرو۔ تو اس وقت مجھے فرمایا۔ کہ شیخ احمدؒ ایسا آفتاب ہے۔ جس کے مقابلے میں ہمارے جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ اس سے پہلے امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ولی نہ ایسا پیدا ہوا نہ آیندہ ہوگا۔ چنانچہ میر مذکور نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے خاص بیاض کی نقل کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہتیرا عرض کرتے کہ میں آپ کے اس سلوک سے بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں ایسا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں +

حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی ایک کتاب میں چار دائرے کھینچے۔ اور ہر ایک دائرہ میں انتہائی کمالات الٰہی درج فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ ایک دائرہ میں ولایت اور دوسرے میں ولایت لکھا تیسرے میں کمال باطنی اور چوتھے میں کمال مطلق۔ ان چاروں دائروں میں سے ہر ایک میں کئی ہزار مشائخ کے نام لکھے۔ جو اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو چاروں دائروں کے حلقہ کے شروع میں لکھا ہے (سب کا سردار مانا ہے) یعنی وہ تمام اولیائے امت کے سردار ہیں +

ایک روز حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کو فرمایا کہ اب مجھ میں کمزوری کے آثار زیادہ ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اب زندگی کی امید کم ہے پھر اپنے شیر خوار اور خورد سال بچوں خواجہ عبداللہؒ اور خواجہ عبیداللہؒ کو منگا کر آنجناب سے التماس کی۔ کہ ان دو نور دیدہ کے حق میں توجہ فرمائیں۔ آنجنابؓ نے حسب الارشاد اُن مخدوم زادوں پر ایسی توجہ کی۔ کہ اس کا اثر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ پر بھی ظاہر ہوا۔ نیز فرمایا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے غائبانہ آنجناب کے فرزندوں کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ جلد اول کے مکتوب ۲۶۴ میں جو حضرت خواجہ صاحب کے فرزند کے نام لکھا ہے بیان فرمایا ہے۔ آنجنابؓ کے احوال لکھنے والوں نے بھی بیان کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ کو فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں پہلے تو حضرت قیوم اولؓ نے بڑے ادب و انکسار سے معافی مانگی۔ کہ کہیں ترک ادب نہ ہو جائے

لیکن حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ ہماری باطنی ترقی اس وقت تک صرف وحدت وجودی کے مقام تک ہے۔ اللہ تعالے نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں۔ جو اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ معارف شرعیہ کے وہ علوم آپ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ جو صرف انبیا کا حصہ ہیں۔ بڑا ہی افسوس ہوگا اگر آپ ایسی نعمت کا مجھ سے دریغ کریں۔ جب حضرت خواجہ صاحب بہت درپے ہوئے۔ اور خطرہ تھا۔ کہ کہیں عدم تعمیل ارشاد کے مرتکب ہو جائیں۔ اس واسطے مجبوراً حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے دعا اور توجہ باطنی یعنی اپنے کمالات کا خاصہ جس کے سبب اللہ تعالے نے آپ کو تمام اولیائے امت سے افضل بنایا۔ اپنے پیر بزرگوار پر اُن کی خواہش کے مطابق کی۔ حتیٰ کہ عنایت الٰہی سے اُن کا مقصود حاصل ہوا خواجہ صاحبؒ نے اس موقع کو اپنے مریدوں کے لئے اشارتاً فرمایا ہے +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں یہ قصہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہؒ کے بڑے خلیفہ شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ کی "جن کا حال تھوڑا سا پہلے لکھا گیا ہے" زبانی سُنا ہے۔ فرماتے تھے۔ کہ میں نے حضرت خواجہ صاحب سے سُنا جو فرماتے تھے۔ کہ ہم حضرت شیخ احمدؒ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے جو پہلے ہم نے کبھی دیکھے بھی نہ تھے۔ ان کی توجہ نے ہمیں توحید وجودی کے مقام سے کھینچ کر مقامات شرعیہ میں پہنچا دیا +

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر مجلسوں میں آشنا و بیگانہ دیار و اغیار کے روبرو فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کی توجہ اور طفیل سے معلوم ہوا۔ کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کہ شاہراہ اور ہی ہے +

مکتوبات کی پہلی جلد میں جو عرض داشتیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیر حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھی ہیں۔ اُن میں سے بعض میں لکھا ہے کہ میں نے "عزیز متوقف" کو فلاں مقام تک پہنچا دیا۔ اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔ یہاں "عزیز متوقف" سے مراد آنجناب کے پیر بزرگوار یعنی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں +

چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ بیٹھے تھے۔ کہ

اتنے میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرضداشت آئی - اس میں بھی "عزیز متوقف" کے احوال درج تھے - جب پڑھی تو بعض یاروں نے جرأت کر کے پوچھا کہ "عزیز متوقف" سے کون شخص مراد ہے ؟ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں ہی "عزیز متوقف" ہوں - مجھے انہوں نے اپنی توجہ سے مختلف مقامات پر پہنچایا ہے اور پھر اشارتاً عزیز متوقف لکھتے ہیں - حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے اکیس عرضداشتیں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھی ہیں - اگر کوئی شخص ان کا مطالعہ کرنا چاہے - تو آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد دیکھے اس کتاب میں ان کی گنجائش نہیں +

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے رخصت ہو کر دار الارشاد سرہند کی طرف لوٹ آئے - اس کے بعد ملاقات نصیب نہ ہوئی +

"مرآت العالم" اور "مرات جہاں نما" میں جو سلطان اورنگزیب کے حکم سے تالیف کی گئی ہیں اور جس میں ابتدائے خلقت سے لیکر اورنگزیب کی پہلی دہ سالہ حکومت تک کے حالات مندرج ہیں - اور اس میں تمام واقعات اور حادثات جو جہان میں ہوئے لکھے گئے ہیں - علاوہ ازیں انبیا، اولیا، بادشاہ، علما، شعرا، اہل حرفہ وغیرہ سبھی کے حالات درج ہیں - اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب کے آداب جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے بجالایا کرتے تھے بطور عجائب روزگار درج کئے ہیں +

ذکر دربیان

سفر حضرت **قیوم اوّل** بہ بلدہ **لاہور** و بیان رتحال حضرت خواجہ بیرنگ **باقی باللہ** و مراجعت آنحضرت رضی اللہ عنہ بدار الارشاد **سرہند** و مرید شدن خانخانان، و مرتضےٰ، و مولنائے طاہر لاہوری حاجی محمد و مولانا میر نصیر احمد رومی و خواجہ فرخ حسین و مولانا جمال تلوی کہ ہریک از اکابر مشائخ عصر و اجلہ علمائے وقت خود بودہ اند

حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سفر **دہلی** سے واپس آئے تو تھوڑا عرصہ دار الارشاد

سرہند میں ہر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق شہر لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور کے تمام وضیع وشریف آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سُنکر سر کے بل استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ اور نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اس شہر کے بڑے بڑے رئیس اور علما مثلاً مولانا طاہر۔ مولانا حاجی محمد، مولنا جمال تلوی وغیرہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں رہنے لگے۔ یہ لوگ ان واقعات سے پہلے ہی واقف تھے۔ کیونکہ مشائخ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بعثت کی خبریں دے رکھی تھی۔ جب اُنہوں نے یہ سُنا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ مریدوں کیطرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ادب بجالاتے ہیں۔ اور باطنی توجہ کا استفادہ بھی آپ ہی سے کرتے ہیں۔ تو اُن کا اعتقاد پہلے کی نسبت بدرجہا بڑھ گیا۔ اُن لوگوں کی پہلے ہی سے خواہش تھی۔ کہ کسی طرح آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ سو اللہ تعالےٰ ان کی خوش قسمتی سے آنجنابؒ کو شہر لاہور میں لایا۔ انہوں نے آنجنابؒ کی تشریف آوری کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا۔ اور آنجناب کی خدمت کو دو نو جہان کی سعادت خیال کرکے بمعہ قبائل، قوم، تابعین، لواحقین، اور شاگردوں وغیرہ کے ہزار در ہزار مرید ہوگئے۔ اور بن دامو‌ں غلام بن گئے۔ لاہور اور اس کے مفصلات کے ہزارہا آدمی آنجنابؒ کے حلقہ ارادت سے مشرف ہوئے۔

خواجہ ہاشم "برکات الاحمدیہ" میں لکھتے ہیں۔ کہ مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بڑا شاگرد مجھ سے کہنے لگا۔ کہ ایک ور مولانا جمال تلویؒ نے کمال اعتقاد سے آنحضرت سے پہلے اُٹھ کر آنحضرت کی نعلین مبارک اُٹھا کر اپنے سینے سے لگالیں۔ جب آنحضرت اُٹھے تو پہنائیں۔ لیکن مولانا کا یہ تعظیم کرنا ہم شاگردوں کو ناگوار گذرا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا۔ کہ دو نو صاحب علم میں یکساں ہیں۔ اور ورع اور صفائی باطن میں بھی مولانا آنحضرت سے کچھ کم نہیں۔ جب ہم باہر آئے۔ تو دلیری کرکے مولانا سے پوچھا۔ کہ آپ جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر موجب معلوم ہوتا ہے۔ مولانا علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت عالم باللہ اور اسرار "لی مع اللہ" سے واقف و محرم ہیں۔ ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے۔ تاکہ ہم اُن کی تواضع کرنے سے اجر عظیم حاصل کرلیں۔

ایک روز مولانا جمالؒ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ آنجناب علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ بہت سے کامل اولیا مسئلہ وحدت وجود "جو بظاہر شرع کے بالکل خلاف ہے" کے قائل ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آنجنابؒ نے مولانا کے کان میں چند ایک کلمات بیان فرمائے۔ جن کو سُن کر مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور چہرے کی رنگت اِس طرح بدل گئی جس طرح نشے والے کی ہوتی ہے۔ زانو مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیکر رخصت ہوئے۔ کسی کو معلوم نہ ہوا۔ کہ آنحضرتؓ نے زبان گوہر فشان سے کیا فرمایا۔ اور مولانا کے کان میں کیا پرو دیا ؎

ندانم چہ گفتی چہ انگیختی کہ گفتی وا ز دیدہ خون ریختی

مولانا طاہرؒ اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ جب آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنجنابؓ نے آپ پر حد سے زیادہ مہربانی کی اور اپنی خدمت میں رکھا حتےٰ کہ انہیں اپنے بڑے خلیفوں میں سے بنا دیا۔ اور لاہور کی قطبیت بھی عنایت فرمائی۔ انشاء اللہ تعالےٰ مولانا کا حال حسب موقع لکھا جائیگا +

خواجہ فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ بدخشان اور ماوراء النہر کے بڑے مشائخ سے تھے۔ وہاں پر بعض مشائخ کی بشارتوں اور اپنے خواب کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجدید و قیومیت معلوم کر لی تھی۔ جب ولایت توران میں یہ خبر پھیل گئی۔ کہ حضرت خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ سے توجہ باطنی لی ہے۔ کیونکہ اکثر مغل جو حضرت خواجہؒ کے ساتھ ہند میں آئے تھے۔ اُن میں سے بعض اپنے وطن گئے۔ انہوں نے از راہ تعجب تجدید الف۔ قطبیت۔ اصالت۔ قیومیت اور حضرت خواجہ صاحب کا آنجنابؓ سے توجہ لینا وہاں کے لوگوں کو بتایا۔ چونکہ وہاں کے لوگوں نے شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ اُمکنگی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حالات سُنے ہوئے تھے۔ اس لئے آنجنابؓ کی بعثت کے منتظر تھے۔ یہ باتیں سُنکر انہیں کامل یقین ہو گیا۔ بعض نے آنجنابؓ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہا۔ اُن میں سے سب سے پہلے خواجہ فرخ حسین کمر ہمت باندھ ہندوستان کی طرف آئے۔ جب لاہور پہنچے۔ تو ان دنوں حضرت قیوم اول بھی سر ہند سے

لاہور میں تشریف فرما تھے۔ آنجناب کے دیدار فیض الانوار سے شرف سعادت حاصل کر کے مرید بنے۔ آنجناب کے مکتوبات میں کئی ایک مکتوب انہیں خواجہ فرخ حسین کے نام ہیں +

میر قصیر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ روم کے صحیح النسب سید اور بڑے شیخ تھے آپ ایک روز حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ سرزمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے فضل ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو۔ تو اس کی خدمت میں چلے جاؤ۔ اور اس سے دعا اور توجہ طلب کر کے اسے اپنے لئے دین و دنیا کا سرمایہ بناؤ۔ میر مذکور حسب الارشاد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے شہر لاہور میں آئے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضی کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے +

اسی اثنا میں حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی رحلت کی خبر آئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ سنکر بہت گھبرائے اور وطن کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے تو دو تین دن رہکر دہلی جانے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں خانخاناں اور مرتضی خاں جو ہندوستان کے اعلے پائے کے امیر اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص مرید تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور واپس آنے کے لئے عرض کی۔ کیونکہ جب حضرت خواجہ صاحب نے اپنے تمام خلیفوں اور مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے حوالے کیا۔ تو ان دنوں یہ دونو شخص دکن میں تھے۔ حضرت خواجہ نے ان کی طرف بھی خط لکھ دیا تھا۔ کہ تم نے بھی حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ کی طرف رجوع کرنا۔ وہ اس خط کو دیکھتے ہی روانہ ہوئے۔ آخری وقت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تاکید سے فرمایا کہ تم سب قیوم زمان حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں جانا۔ اور ان کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت کا سرمایہ سمجھنا حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد خانخاناں اور مرتضے خاں دونو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے +

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۔ جمادی الثانی ۱۰۱۲ ؁ ہجری کو ہوا۔ اور شہر دھلی کے باہر شمال کی طرف آپ کا مزار نہایت زیب و زینت کے ساتھ آپ کے معتبر خلیفہ مرزا حسام الدین نے بنوایا۔ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی تھی۔ کہ مرقد کے اوپر عمارت نہ بنوائی جائے۔ اس لئے حسب منشا عمارت نہ بنوائی صرف ایک وسیع اور بلند چبوترہ سا بنوایا۔ لیکن نہایت عمدہ اور نفیس ؛

عجیب تصرف یہ ہے۔ کہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص زیارت کی خاطر چبوترہ پر قدم رکھتا ہے تو وہ جگہ پاؤں کو سرد معلوم ہوتی ہے اور جب نیچے اترتا ہے تو گرمی کی تاب نہیں لاسکتا ؛

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انوار الٰہی کا مظہر ہے۔ آج کل حضرت خواجہ صاحبؒ کا مزار مبارک شہر شاہجہان کے عین مرکز میں ہے۔ اور آنجناب کے مرقد کے ارد گرد بڑا بھاری قبرستان ہے۔ امیر لوگ اس قبرستان میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کرنے کی خاطر بہت سا روپیہ صرف کرتے ہیں لیکن پھر ہاتھ نہیں آتی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شاہجہان آباد والوں کے لئے بڑی بھاری زیارت گاہ ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے عرس کے روز حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور مراقبہ طویل کے بعد بہت سی مٹھائی منگا کر ان کی روح پر فتوح کو ثواب بخشا کرتے تھے ؛

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے۔ خواجہ عبد اللہؒ اور خواجہ عبید اللہؒ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ کے تین بڑے خلیفہ تھے شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الہداد رحمۃ اللہ علیہ یہی تینوں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر تھے ؛

ذکر دربیان

سال چہارم از تجدید الف قیومیت خزینۃ الرحمۃ قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آمدن آنحضرت از سرھند بدھلی برائے تعزیت حضرت خواجہ بیرنگؒ و انحراف ورزیدن یاران